

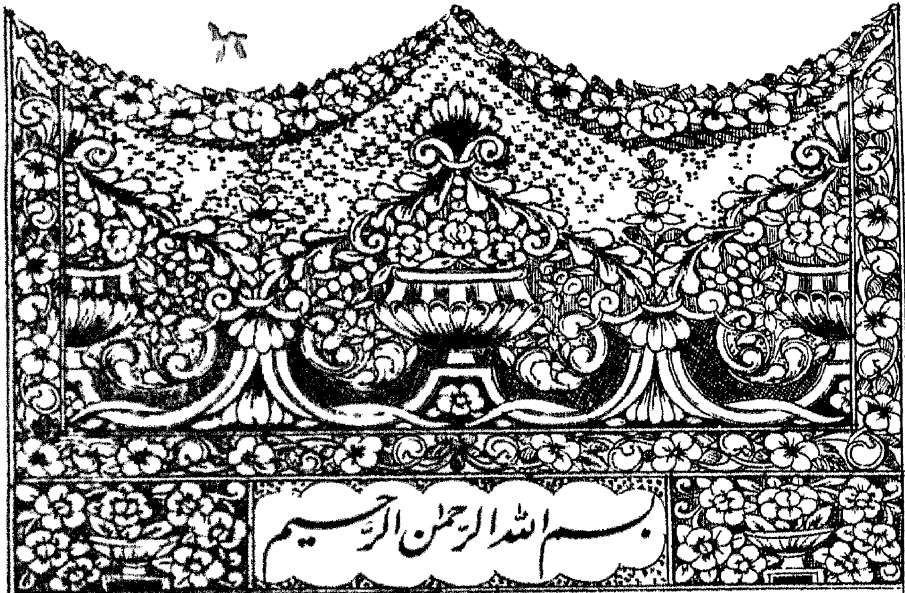
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



ہوا احمد اللہ ہمقرین نظم قرآن کا  
 نظارہ آکے پران کرتی ہیں رنو دیوان کا  
 ہو مطلع مطلع خوشید معشر اپنے دیوان کا  
 سوا و دیدہ لیلی سے لکھون شعر دیوان کا  
 نظر آتا ہی ہر مضمون اک عالم پستان کا  
 ملا ہی چاہتا ہی خاک میں شہ صفایان کا  
 اٹھا پردہ ملک پہ دہ نشین باغ خزان کا

کیا آغاز بسم اللہ سے میں نے اپنے دیوان کا  
 سر دیوان لکھا جو صفا اس رشک سلیمان کا  
 لکھوئی دین جہنم جو بضمون اس رخسار تابان کا  
 بناؤں حال مجنون کی طرح فہر و انسان کا  
 ہوا ہی جلوہ معنی سے یہ گانے دیوان کا  
 پھیل جاتا ہی ہر جا پر چا پیرے دیوان کا  
 کبھی بھولتے جب سے فلک و شمش نے جہان کا

کیا قتل ایک کو تو چلے جس سے مرے لاکھوں  
 تمھارے لعل لب کو دیکھ کر بس کیسا ہی شرمایا  
 جو آئی زلف گردنِ نازِ نظر آنے لگا ہکو  
 مرے مانند اسکو بھی اگر مضطر بنا ہوا  
 ضعیف ناتوان ایسا ہوا ہوں جس گھر میں چاہے  
 جو شب کو میرے ماتم کے لیے منہ کھولا گیا  
 کنوئین میں قید رکھا جھکواس تقصیر پر ہوں  
 نظرائی ہر اک جاچاندنی پھیلی ہوئی مجکو  
 میں وہ دیوانہ نشہ لب میں جا پتا کیسے بھریں  
 پس مردن سراغ ساکنانِ خاک پایا ہوں  
 لہجہ بخشش کی سرخی کا عالم دیکھ کر ایسا  
 مقابل میرے ہر وہ کے جواہر چارہ بکلا  
 نہیں ہو جو آئی زلف سے سوئے ذوقِ انکی

تری تلوار کرتی کام ہو کیا برق خندان کا  
 جگر ہو بانی پانی بچلا اعلیٰ بخشان کا  
 قریب چشمہ خورشید عالم سنبستان کا  
 تماشا دیکھو اگر چاندنی میں ماہ تابان کا  
 تمھارے مجکو منزل بننے ہر ذرہ بیابان کا  
 ہوا روشن چراغ آرزو شہرِ خموشان کا  
 لیا بوسہ جو بھولے سے کبھی چاہے خندان کا  
 حد میں آج آیا دھیان جو اوس ماہ تابان کا  
 شکھارے کھینچ کر دریا کو ہر ذرہ بیابان کا  
 کھدی جب قبر دروازہ ملا شہرِ خموشان کا  
 ہو اجاتا ہو ٹکڑے ٹکڑے دل لعلِ منشان کا  
 گھٹا غیر تے بس ہر شب کو چہرہ ماہ تابان کا  
 کریگی دل کو میرے قید چاہے خندان کا

غزالِ چشم کی تیری اگر بگویی نظر دیکھے  
 ہو دنیا اور کوئے یار میں میری فاقہ مست  
 دلِ صچل کا اللہ سے اپنے شوقِ جانبازی  
 ترے قد و ذوق کو دیکھ کر کیا بھستی سو جھی ہو  
 شبِ فتنے جوتے میں میں کین شوقِ کلاؤں  
 جگہ اوس حطلت کے اگر کوچے میں ملجائی  
 گئے جیسے میں بسیف لگی کہنے زینچاؤں  
 بچل لبِ صفت جان بخشی کی بائی نہیں آ  
 نگاہِ شوق بس لیکر چلی ہو پھر وہیں جسکو  
 وہ ادناسی صفت ہو میری کوئی حطلت کی  
 نہیں ہو جو گئے ہیں ذوق تک بال لہر کر  
 سنور کر اسطرح کا کل ناکر باغِ مست جاؤ  
 فلک بھی اک حباب آسا نظر آتا ہو اکھوتوں

لمو ہو پانی پانی پہ چلے شیرِ نیستان کا  
 ملے دوزخ اگر ہو شوق پھر گلزارِ ضیوان کا  
 ازل ہی سے نشانہ بن گیا ہو تیرے مرقان کا  
 نہالِ حسن میں اک پھل نگا سیدِ نخبہ ان کا  
 ہو اہو شیرِ قالمین سپکان شیرِ نیستان کا  
 ارادہ مر کے بھی کرتے نہ ہم گلزارِ ضیوان کا  
 ستارہ آج کل چمکا ہو اہو دیکھو نندان کا  
 تو کیا کیا خون نہیں پانی ہوا لبِ خشان کا  
 نشانہ جاتے ہی ہو گا جہانِ دلِ تیرگان کا  
 جہا تک وصف ہو عطا ترے گلزارِ ضیوان کا  
 یہ کالے پانی پینے آئے ہیں چاہِ نخلان کا  
 نہیں تو چھوٹ جائیگا بھی دلِ نسبتان کا  
 یہ دریا بڑھ گیا ہو دیکھو میری چشمِ گرہین کا



<p>وہ گریبان ہون کہ زور زور کے دریا بھر دیا ہیں نے  نہیں ہو سبزہ خط کا ٹوگرواؤ کی آنکھوں کے  تھاری کا کل پر خم کے خم کو دیکھ کر ای جان</p>	<p>خیال آیا ہو جب وقت میں مج کو چشم بان کا  جری ہو آہوں کی گویا خطر خسا بان کا  دھوان بنکرا بھی اور چائیر گادل سنبلستان کا</p>
<p>پریراوان معنی پر احد اپنی حکومت ہے  گمان ہر صفحہ دیوان پر ہو تخت سلیمان کا</p>	
<p>مرادل طور سینا ہی تجلی گاہ یزدان کا  جنون میں بطرح پھیلا ہی ہاتھ اب وحشت جان کا  ایکے گرد اس کجخت کی دن رات گردش ہے  جنون میں یہ اثر دکھلایا عشق روتے تابان نے  کیا ہو چاک اوس خورشید روت کی نہر میں بسکو  سراسر محو حیرت اپنے قاتل کا ہون حیرت ہے  دکھایا بعد مرون لطف عشق روتے تابان نے  نقاب وے انور جب اٹھاتے ہو چہرے</p>	<p>جہان میں نام ہو موسیٰ فقط اس گھر کے مہمان کا  کہیں ہو عقل رکھ لے تو ہی پردہ اس گریبان کا  یہ دل ہو یا اتھی یاد مرکز چرخ گردان کا  بنا خورشید محشر ہی ہر اک ذرہ بیابان کا  شعاع آفتاب حشر ہی تار اب گریبان کا  گمان ہر زخم ہائے تن پر ہو جب چشم حیران کا  لحد میں داغ ہائے دل سے ہی عالم چراغان کا  نظر آجاتا ہی عالم ہر باغ رضوان کا</p>

مرادست سنائی کی جو الفت میں نہیں دیوانہ  
 خیال آتا ہو جب مرغ جنون کے قید کرنیکا  
 ضیا و دپائی اوس آئینہ رو کی داغ ہجران نے  
 تری آنکھوں کی گردش کو جو گردش میں نہیں پاتا  
 نقاب رخ اٹھا کر جب کبھی گلشن میں جاتے ہیں  
 بتا دیگا وہ حیرانی بڑا ہی صاف طینت ہو  
 یہ قاصد پہلے خط و کیر زبانی چہچہے کہ دیتا  
 صفائی دیکھیے اندری شان جس خلقت سے  
 چھپانے نہیں سچھنے کا قاتل قتلِ ناحق  
 مثالیان خواہش دنیا نے ایسا ڈھونڈیے کو بھی  
 بہار گلشن فردوس پھر جاتی ہے آنکھوں میں  
 دکھایا کھو لکر منہ اوستے پر دیسے جو محفل میں  
 لب جان بخش تک آئے نہیں ہیں بال لہر کر

شفق بکر فلک پر ہی غبار اپنے بیابان کا  
 بنا لیتے ہیں پھند آپ ہم تار گریبان کا  
 نجالت نامہ خورشید ہی چاک اب گریبان کا  
 تو کیا کیا چرخ کھاتا ہو دل اس گردون گردن کا  
 سبق پڑھتے ہیں مرغان چمن اونسے گلستان کا  
 ذرا احوال پوچھو آئینے سے اپنے حیران کا  
 لیون پر آ رہا ہو دم ترے بیمار حیران کا  
 کھلا سینہ تو پر وہ اوٹھ گیا اسرار پہنان کا  
 شہادت نامہ ہو دامن ترا خون شہیدان کا  
 نشان ملتا نہیں اسکندر و فتور و خاقان کا  
 اٹھاتیے ہو پر وہ جسکرمی رخسار تابان کا  
 سحر ہوتے ہی بس منہ زرد تھا شمع شبستان کا  
 یہ کالے آگے پانی پی ہے ہیں آب حیوان کا

<p>کیا ہو تنگ جب شب نے تو چہرہ مست شب سے  مچا اندھیر ہی غوغا ہو مارا مار کا انی دل  رہو آباد کہنے کو نہ سمجھو میرے بے حال</p>	<p>کیا ہو تنگ میں نے حال امان و گریبان کا  نکر ہر گزارا وہ کوچہ گیسو سے سچان کا  بڑھاتی ہو گدا کی بھی دعا کچھ ترسہ سلطان کا</p>
<p>نظر اتنا نہیں دل اپنا سچتے ای واحد ہکو  پر ابید صہ جا ہو آج او تکی فوج مرگان کا</p>	
<p>شبِ غم نے قیامت تک مے تم مینٹنٹن ڈھان کا  شبِ معراج نے اگر کے کعبے کا ہی منٹنٹن ڈھان کا  ابھی صبح وطن منٹنٹن تکتی ہو شامِ غریبان کا  مزاج اب بقراری پوچھتی ہو درد پنهان کا  ہوا کا افسانہ ماتم بیان خواب پریشان کا  مزاج ای صبح غم کیا پوچھیگی شامِ غریبان کا  شبِ غم نے لگایا حاشیہ شامِ غریبان کا  خوشی منٹنٹن چوستی ہو ہنسکے اپنے زخم خندان کا</p>	<p>لال اتنا رہا باقی تو مجھ سے سمار ہجران کا  نہیں پردہ ہوئی ہو زلف شگون سے جانان کا  سرت آکے پھر جاتی ہی پاس خاطر غم سے  شبِ فرقت میں اپنے دل کا بس اللہ حافظ ہی  خیال مجمع احباب پر منٹنٹن ڈھانک لیتا ہوں  شریک سیکسی و حسرت و اندوہ و حرمان ہی  خیال زلف کو رونق ہوئی گھر چھوڑ دینیسے  نک پاشیکار زخم نو پیر مے جب قصد کرتے ہو</p>

دل وحشی خیال گیسو جانان میں رہتا ہے  
 او وہی چہرہ عشق پہ چھا جاتی ہے پہلے سے  
 کھد میں بھی ہزاروں صدمہ فرقت اوٹھائینگے  
 کر دی ہر خانہ زنجیر کی منزل ہی زندان میں  
 چمن میں کان جو کھولے ہوئے ہر گل پریشان ہے  
 ولادیتا ہی پاؤ لذت شد شیر حب مجکو  
 جگر یون خانہ لولین ہمارے یاس نے کی ہے  
 وہ پہل ہوں قفس میں گر چہ مدت ہو گئی مجکو  
 تہاں خون تنہا میں یہاں لاکھوں خموشی میں  
 نمود سبز خط سے قریب لب ہوا ثابت  
 طہ میں خون گانِ خاک اب کیا خاک سوئی گئے  
 لیاقت شمر ہی کی ہر انسان میں نہیں ہوتی  
 سید جل رقبہ ہو جائے کہیں دل سے

دیا ہے ساتھ یہ اچھا پریشان نے پریشان کا  
 خدا کا لاکرے منہ اور بھی اس شام ہجران کا  
 پنچھوڑ گیا پس مروں بھی پیچھا عشق جانان کا  
 پھر او سپر ہی غضب ہونا تصور زلف پیچان کا  
 صبا شاید کہ قصہ کہتی ہے زلف پریشان کا  
 خوشی سے چوم لیتا ہوں منہ اپنے زخم خندان کا  
 کہ اب باقی نہیں ہے نام تک بھی دین ارمان کا  
 مری آنکھوں میں اب تک ہے کھنچا نقشہ گلستان کا  
 ز لب کھلواتا وہ حسرت کبھی گورِ غریبان کا  
 مقدر میں خضر ہی کے تھا چشمہ آبِ حیوان کا  
 اجل کہتی ہے افسانہ کسی زلف پریشان کا  
 سخندان جو ہیں وہ مطلب سمجھتے ہیں تختان کا  
 نہیں اٹھتا دل حسرت زدہ سے ناز ارمان کا

<p>گبولانجکے پھرتا ہو خبار اپنے بیابان کا  کہ عالم زخمی ہے دل پر ہو گھماے خندان کا  نشان تباہی کے اب خضر مجھ کو آبِ حیات کا</p>	<p>مری سرکش وحشت میں طرف رنگ لائی ہو  یہاں تک گھر کوئے عشق میں گل ہنسنے کھائے ہن  میسر ہو لب ہون کے رخ پر خط کی آمد ہو</p>	
	<p>احمد کچھ اور بھی اب نالہ موزون تم کہے  ابھی تو جو صلہ باقی ہے کلک گوہر افشان کا</p>	
<p>طلسمِ خارہ کن خاتمہ ہی میرے دیوان کا  ازل مطلع ہو دیوان کا اب مقطع ہو دیوان کا  گلا کٹوائے گا اک دن ہلالِ عید قربان کا  فضاے عالم امکان بھی اک گوشہ ہو داہان کا  بہانہ ملیا اچھا قضا کو روزِ ہجران کا  چرخِ طور پروانہ ہی شمعِ روسے جانان کا  مزاج اچھا نہیں رہتا ہو اب اس دشمن جان کا  مرا دل بنگیا ہو اک مکانِ دلِ غمِ عزیزان کا</p>	<p>لکھا ہو اس قدر مضمون قدرت ہا سے بزدان کا  لکھو دیوان میں گر کچھ قصہ طولِ زلف جانان کا  رہیگا عشق اسکو گریہ میں تیرے گریبان کا  جنون میں جا بے وحشت نے کیا سمعت یہ پانی ہو  مری گوجان لی پر بچگی بُدنام ہونے سے  تجلی سے رخ انور کی کیوں حیرت نہو مجھ کو  دل مضطر مرا جب دیکھیے بے چین رہتا ہو  غمِ نازہ یہاں جب دیکھیے مہمان رہتا ہو</p>	

یہ سمجھے تھا کہ لکدن چاک ہو گا دستِ حشمت سے  
 شکیبے سے تعلق کچھ نہ نسبت دیر سے بھگو  
 ترے آنیے گلشن میں یہ کیفیت ہوئی پیدا  
 نہ کیونکہ مصحفِ خسار جاناں سے محبت ہو  
 جو کچھ کتابت ہوئی اوفسے تو وہ کیا کیا نہیں کہتے  
 پتا جا کر کے کوئے یار میں یوں پوچھنا قاصد  
 زمانہ زندگی کا اپنی پھر کر کر کہیں آتا  
 نہیں ہو سبزہ خطِ گردِ رخکے دستِ قدر سے  
 جو جاتے ہو تو ہنس بڑھتے ہیں غنچے کھلکھلا کر کے  
 دلِ داغ میں نہان ہزاروں آرزوئیں ہیں  
 گئے تھے دیکھے دھوکا ہجر میں پھر کر جو پھر آتے  
 پس مرن بھی اپنے دل میں باقی ہو گلشن کچھ کچھ  
 اچھے جسیر نظر تیری بھلا کیونکر وہ بچ جائے

خزانے بائے پردہ رکھ لیا میرے گریبان کا  
 مے مذہب سے مذہب ہی جدا گبر مسلمان کا  
 بہا ربلی غ جنت ہی ہر اک تختِ گلستان کا  
 مسلمان اودہ ہوں میں اور حافظ ہوں میں قرآن کا  
 خراج ہی نہ تابع کرے انسان کو بھی انسان کا  
 بتاؤ نام یارِ رضوان ہو کسے در کے دربان کا  
 تو اوس سے پوچھتے احوال کچھ عمر گریزان کا  
 کھا ہو حاشیہ دیکھو خطِ ریحان میں قرآن کا  
 چمن میں دیکھ کر عالم تمھارے روئے خندان کا  
 کھلائیگا کبھی گل کوئی غنچہ اس گلستان کا  
 تمھارے سامنے کرتے گد عمر گریزان کا  
 تعلق نشترِ غم سے ہی باقی کیا رگِ جان کا  
 تمھارے ناگمانی نام ہو اس تر درخان کا

چلی تھی رُو ٹھکر مجھے یہ ہمراہ قضا جس دم مضامین میرے دیوانہاں بہن کچھ عشق کے ایسے زمین شعر نے رتبہ فلک کا اسی احد پایا	تو کس حسرت سے منہ نکلتا تھا میں عمر گریزان کا ہراک شعرا بنا گویا با پنج بسم ہو گلستان کا ہراک نقطہ مہر ج شرف ہو اپنے دیوان کا
--	---

احد یہ شاعران حال و منی میں کہاں باتیں

نوشا و دوادین نام کیونکر اپنے دیوان کا

جلوہ فلک زلفِ شگونی سے رخِ زیبا ہوا حیرت افزا ہے جہان وہ نور کا بگھا ہوا جلوہِ رخسے کیا گھر بچو دی نے آنکھ میں پڑ گئے لاکھوں چھوٹے دست و پائے یازمین روئے جب یادِ در و دندان میں تو پھر خاک پر استقرار افتادگی میں محو حیرت ہو گیا پینے کا قصد رکھتا ہی مے ہر دم جان کے چائیلی کچھ پروا نہیں پر غم یہی	آفتابِ شہزاد کا نور کا ترکا ہوا دیکھ کر انسان کیا پر یون کو بھی سکتا ہوا جب اُٹھا پردہ او دھر تو پھر ادھر پردا ہوا شعلہ رنگِ حنا سے یہ اثر پیدا ہوا ٹوٹ کر اشکوں کا قطرہ گوہر کیٹا ہوا نقشِ پائے یار پر اپنا مجھے دھوکا ہوا آسیاے چرخ کا گویا کہ میں؟ انا ہوا داسنِ قاتل پر میرے خون کا دھبہ ہوا
---	---

<p>آتشِ رنگِ خناسے شعلہ ہو بھرا کا ہوا  حلقہ رگد اب عنسہم ہر حلقہ اور یا ہوا  نامہ بر بھی لیکے خطر اہی شو صحر ا ہوا  دامن گل کی طرح سے دامن صحرا ہوا  پتلیو نمین تیلین کا بھی تماشا کیا ہوا  طارِ رنگِ خنک آج ہو بھرا کا ہوا  رہنما یہ خضر خطاس چاہک اپنا ہوا  گم ہوا وہ جس نگین پر نام بھی کندا ہوا  ایتودل او کاوش مژگان اٹنڈا ہوا  نخل ساتی میر سے حق میں نہ بنینا ہوا  چاندنی پر چاندنی کا بزم میں سوکا ہوا  یاورق پر شمع کے مضمون ہو کچھ لکھا ہوا</p>	<p>ہاتھ پڑنیسے وہ اپنے جسم پر جھجکیں نہ کیوں  سیر دریا کے لیے جب یزین گیا بے یار کے  لکھد یا تھا حالِ وحشت تہنہ بھولیسے جو کچھ  خون اتنا بچلا تلوزین کا تہنہ بڑھیسے  جب صحری مار نظر میں صورت زیبایہ یار  کنے ہاتھ اپنا ملا یا ہاتھ سے اوس شوغلی  سبزہ خشکی تجھ سے ہو عشق بقن  بے نشان کرتی ہو مجھ کو اپنی ہی گمشدگی  کشتہ رتیبہ نگاہ نازد فون ہو گیا  جام کو کے شوقین بیٹھے ہے پہرون گر  آبِ حوضِ مستور پر قونخ سے تہ سے  خط کا اونکے چہرہ مالان پر ہوا بے نونڈ</p>
<p>دعوتِ غربت میں ہو زمین بے بسو مالان احمد</p>	



جس شجر کے سایہ میں بیٹھا وہ پے پتا ہوا

ہر رگِ گل میں اثرِ خونِ تننا کا ہوا

آنے میں بالِ نازقِ آپ کے پیدا ہوا

اب حلب میں دیکھ لو تارا بھی پیدا ہوا

حلقہ گر و اب عنہم ہر حلقہ دریا ہوا

آج کل رہتا ہے کچھ پہلو میں دل جلتا ہوا

جب وہ مثلِ برق آیا خواب میں بہنتا ہوا

نالہ پروردِ غم کا دل پر جب بلوا ہوا

دیکھ کر افسردہ جس بیمار کو عیسا ہوا

سرد مہر سے تمھاری دل مرا ٹھنڈا ہوا

مثلِ شبنمِ عمر پھر اس باغ میں فنا ہوا

سناخوئی کی جو آہش رہی اچھا ہوا

نامہ برِ عنقا ہوا اور خطِ برِ عنقا ہوا

باغین دستِ خانی کا ترے چرچا ہوا

چھونے سے زلفِ سعید کے دل سے ناخوش ہو گئے

بال کو بکھر کے رخ پر بولا وہ آئینہ زو

ہوں وہ وحشی لہکے سو پھیں رہتا ہوں بہین

جانے کس شعور سے پھر لگی ہوا سکو تو

خزمنِ صبر و تحمل پر اک آفت آگئی

انتظامِ ہستی موہوم میں آیا فساد

کس توقع پر علاج ایسے مریضِ غم کا ہو

ای تو اب مجھ میں ہو وہ گرمی الفت کمان

دیکھ کر کیا منہ عدم سے ابر تر کا آنے تھے

چشمِ مست یا نہ بست مجھ کو کر دیا

لکھ دیا تھا جو وہن کا اور کر کا حال کچھ

<p>تھا یہی شاید خطِ تقدیر میں لکھا ہوا  آفتابِ روزِ محشر جلوہ گر گویا ہوا  گوہرِ کیتا صدف میں قطرہ دریا ہوا  اس قدر میں اوپری سحرِخِ زیبا ہوا  عمر بھر دکھو نہ سمے وہ کبھی سیدھا ہوا  خواب میں بھی آتا ہی وہ شوخ تو ذرا ہوا</p>	<p>جان اپنی سبز و خطِ پر کیسے جا نیگی  بام پر اگر نقابِ رخ اٹھایا اوسنے جب  رتبہ اکمل کو پونہ چا جو ہو گوشہ نشین  یادِ غیر و نکی ہو کیا اب کچھ خبر اپنی نہیں  وہ بہرین جس کا مقدر نام ہی ای ہمدرد  اس قدر میرِ لطیف شے بدگمانی ہر دوسے</p>
<p>کو چڑھانا نہیں جا کر پر دے جو سر کے بھل  کبے میں گویا احدِ سجدہ ادا اپنا ہوا</p>	
<p>زخمِ دل پر مرہمِ زنگار کا پھا ہوا  منقعلِ تیرے مرضِ غم سے کیا عیسا ہوا  دشمنِ جان درو دل اپنے لیے پیدا ہوا  چوشِ پراگندہ کو کایسے جگمگھی دیا ہوا  گوشہٴ عزت میں جو بیٹھا ڈر پکٹا ہوا</p>	<p>رونے میں جسمِ تصورِ سبز و خط کا ہوا  لاکھ سرا داد کیا لیکن نہ وہ اچھا ہوا  بیٹھ کر پہلو میں اپنے ایک دم وہ اٹھ گئے  بحرِ عالم سب جناب آسا نظر نہ لگے  جو بیان گوہرِ مہرِ مہرِ جانِ میر سے</p>

ہون مجنون صحرے جانان آئے خوبین  
 گردن چشم فسوں گر کے اثر سے دیکھنا  
 مجھے بیدم ہونے تک ترچھی نگہوں کی ہی  
 منہ سے لیکے تنے او تو کھویا سے  
 آتی آوازِ انامیلی بھی تھی ہر عضو سے  
 رکھتا ہی سچین مت تک تعلق دل کا بھی  
 ہر زبانِ زخمِ سہل سے یہ آتی ہی صدا  
 نام باقی ہی وجودِ جسم بالکل کچھ نہیں  
 چھیر دیتا ہونین نوکِ خار سے اکثر سے  
 نور سے اپنے بنا کر احمد مختار کو  
 مر گیا عاشقِ تمہارا ہو گیا قصہ نام  
 یہ مریضِ غم سے اپنے وہ بگو کر کہتے ہیں  
 ہو کے عاشقِ بگئی زلفِ سپہ کا جان میں

دل بہارا جلوہ گاہ جلوہ لیسلا ہوا  
 دل بھی اپنا بنکے آہو بادِ پیسا ہوا  
 پار سینے کے او تر کر تیرہ سیدھا ہوا  
 درد سے آنکھوں کے دل اپنا یہ تھا پالا ہوا  
 سکر پانک قیں جب مخرجِ زریا ہوا  
 غیر کے پہلو میں بیٹھے دریاں پیدا ہوا  
 زخمی تیغِ نگم جو ہو گیا اچھا ہوا  
 گم کر کی جستجو میں صورتِ عتقا ہوا  
 جوشِ پر جسمِ مرا خونِ لگ سودا ہوا  
 آپ ہی مجنون بنا اور آپ ہی لیلیا ہوا  
 آرزو سے وصل کا بھی آج منہ کالا ہوا  
 تم پر سے بیمار اور عالم میں بین بسوا ہوا  
 کوچہ بوازا زمین کیا کیا نہ میں سو اہوا

<p>گوئے کے دل کا یہ اہنسا مدعا گویا ہوا کچھ سناؤ لگتا اگر اس بلغم میں رہتا ہوا</p>	<p>کہ نہیں سکتا ہوں افسوسے گوزبان کبھی کو ہر نفسِ گنج گکش معنی ہوں میں بھی بلبلو</p>
<p>ضعفِ اپنی یہ حالت ہو گئی ہوا واحد نالہ بھی آتا ہوں لب تک سو جگہ اڑتا ہوا</p>	
<p>ایک ہی نالے سے اپنے آسمان ٹپلا ہوا طوطی اپنے پار کا بھی بولتا پیدا ہوا سایہ ہمتاب گویا پار کا سایا ہوا جسمِ جانان پر اگر شبنم کا بھی گرتا ہوا کاسٹورق میں میرے بھیک کا کلاسا ہوا بعد مرون جو غبار اچھا تھا وہ سُرا ہوا اوس پری کے آتی ہو گھر نور کا سارا ہوا پہلو فانوسِ خیالی کی طرح اپنا ہوا اپنا پہلو اوپری پلور کا شیشا ہوا</p>	<p>آتشِ دل کا اثر یہ دیکھ لو پیدا ہوا سبز و نخط کے نکلنے کا ہوا عالم میں شور جسپر یہ پرتا ہوا وہ شو بھی چمکتی ہو مٹا نارنگی ایسی ہو اس سے بھی کل آبا عرق جامِ خالی دیکھ ساقی تو جو ترسانے لگا گنتہ چشم سیاہ یار تھا جو ہمدرد ہو جول کی شبلیح کی حاجت تھی اصل گھر نول چرب شعرو نقشہ ترا آیا اوتر ہاتھ ہی صورت تیری زمینِ نون آگئی</p>

<p>سو گلزارِ بجانِ جانِ تن بھی ہلالِ آسا ہوا      اگرتے ہی دیکھو زمین پر صاف انگار ہوا</p>	<p>تھی جو الفتِ لبر تو جسے تیری مجھے      اشک کا قطرہ ہمارے زیرِ سرِ درانِ آج</p>
	<p>مہر کی حالت ہو اپنی اور احبابِ ضعف کا      نام کو اٹھنا ہو اپنا جب کہی اٹھنا ہوا</p>
<p>کچھ اٹھ کر بیٹھ جاتا ہو گویا بھی مری گل کا      ستارہ دیکھتے چمکیگا پھر اب چاہ باہل کا      خدا ہی نا خدا ہوا اب ہماری کشتیِ دل کا      تڑپ کر چوم لیتا ہوں میں اکثر ہاتھ قاتل کا      پسند آیا ہو بس اور کو تا شاعرِ بسمل کا      نہ دیکھا ہاے وقتِ قتل بھی منہ ہنسنے قاتل کا      کیا بیہوشی نے پردہ اٹھا جب پردہ بھل کا      بہار آئے تو اب کے سلسلہ توڑوں سلاسل کا      کلا لون سے نہ ہرگز بن سکا سمرے گل کا</p>	<p>اثر باقی ہی بعدِ مرگِ ضعفِ جسمِ ذائل کا      فرشتہ تو کبھی ہو گا عشقِ اوس نہر و شمال کا      پتا لٹا نہیں ہو دیکھتے ہیں لاکھ ساحل کا      وہ بسمل ہوں کہ الفتِ بڑگی ہی قتل ہو نیسے      یہی نرات ہو جیمن کوئی تڑپے کوئی بھڑکے      مری آنکھوں پر پٹی باندھی اوسنے خود گلے ڈرے      نظر آئی نہ پھر جھون کو پیلی بد نصیبی سے      نکل جاؤں تو صحرایہ جیمن ہو زمانے      ایشاقی رہا بعدِ قتال بے پریشانی</p>

لب ساحل نہیں ہی تو تو کم ظرفی کا باعث ہی  
 اتنی پانوں بھی میرے مثالِ نخت سو جائیں  
 یہ شوق دیدیسی ہی کہ میں اور ذکر لپٹ جائے  
 نہ اسکا چھپا لیتا ہی نہ نہ کو اپنے دامن سے  
 خطِ تقدیر میں عشقِ خطرِ خسار لکھا تھا  
 یوسفین فریاد کرتے ہیں اسیرِ کاکلِ بیچان  
 دعائیں دیتے ہیں دل سے سمجھ لو دلیں تم بھی کچھ  
 شکیبے کو گئے ہم دیر سے اچھا ہوا اول  
 شہادت تھی قسمت میں لکھی تو اسکے باعث  
 لگایا اپنے سینے سے اوتھا کرو سکو قاتل نے  
 ہمیں وہ قتل کر کے اب کتبِ انصاف میں لٹا ہی  
 پہنچ جانا ہوں کہے پھر میں گچہ ہون تو لوس  
 لے لے نا کو چہ کاکل سے پھر کہ جسے آیا ہی

قصور فیض دریا کیا تصور اس میں ہی ساحل کا  
 خٹا ہوتے ہیں دربان دیکھ کر لٹا سلاسل کا  
 غبارِ قبرِ مجنون دیکھ لے کر جسدِ مہمل کا  
 گذر ہوتا ہی میری قبر پر جس وقت قاتل کا  
 سمجھ لیتا ہوا کیا سسل مطلبِ خطِ مشکل کا  
 یہی زندان میں ہر دم غل ہی بانوں کے سلاسل کا  
 حسابِ دوستان و دل فقط ہی فیصلہ دل کا  
 فقط اک دروس ہی تھا یہ طو کرنا نازل کا  
 جھکانی لاکھ گروں پر نہ اوشا ہاتھ قاتل کا  
 تو پھر چارہ اندازہ منہ چب سرو کے بسل کا  
 فریبِ رحم تو دیکھو ہمارے ساتھ قاتل کا  
 ہو پائے شو قے آسان طو کرنا نازل کا  
 کچھ ایسا خستہ ہی جیسے ٹھکا ہو کوئی منزل کا

<p>ستارہ آج کل چمکا ہوا ہی نخت ساحل کا  نظر آجائے محفل میں تا مشار قصِ بسمل کا  چٹا کیونکر ملے ہو فاصلہ اون سے متاذل کا</p>	<p>وہ وریا کے کنا سے سپر کو ہر روز جلتے ہیں  دکھانے خنجر بروے بزان کو اگر قاتل  دل محزون تلاشِ ہروان خاک جلانے دے</p>	
	<p>دھڑکتا ہی کبھی دم بھر کبھی دم بھر ٹھہرتا ہی  عجلاج ال از روزوں احد بیٹے میں ہی دل کا</p>	
<p>نظر آئے فلک پر بھی تا مشار قصِ بسمل کا  پڑے گرا تھو پورا تو ہو پورا حوصلہ دل کا  چلو صحرا کو توڑو سلسلہ بالکل سلاسل کا  کمال اک شب نظر رہتا ہی مہمان ماہِ کامل کا  چمن میں خندہ گل سے ہی بس تارہ عناول کا  میں تشنہ لب ہوں اک مے سے آپ تیغِ قاتل کا  فلک بھی لیکے پھرتا ہی یہاں ماہِ کامل کا  اسی رستے میں لٹ جاتا ہی دیکھو قافلہ دل کا</p>	<p>سُوتے گرا ہوا یہاں خنجر بروے قاتل کا  بھل جائے ابھی ارمانِ قاتل تیرے بسمل کا  ارادہ ہو یہی زندا نہیں بس اب حضرتِ دل کا  خدا کا شکر کر اب تک کمالِ حسنِ ہیورنہ  ہنسیِ معشوق کی ہوتی ہی وجہ گریہِ عاشق  اتنی دیکھیے مقتل میں کس دن پائین بچتی ہی  تسے در کی گدائی کے لیے بس ای شہِ خوبان  شب تاریک کیسویں دکھا کر انگ کہتے ہیں</p>	

کسی گل کا ہون یا نہ ہون بصورتِ دلیل  
 نہ پوچھو ہیگرہ کیون رشتہ نگریہ میں اشکون کی  
 گہرتے ہیں سوالِ اول پر وہ تو یہ باعث ہو  
 غبار اپنا گبولابن کے اکثر قص کرتا ہو  
 کھلنے لگے ناخن تدبیر سے بند قبلاک دن  
 حسینانِ جان کے تہ میں کسے سب اوس  
 بار گل چمن میں تھی تو دلیل نالہ کرتی تھی  
 سوا میرے کرم ہی غیر پراوس بجز خوبی کا  
 اثباتی پس مردن ابھی تک ہو خسرابی کا  
 بوقتِ شعر گوئی ہجر جانان میں جو نالان تھا  
 سیر و آسمان تحارات بھراے نہ اس کے  
 سلیمان بھی جو آئے تو نہ دمسازِ محکم ہو  
 رخ جانا کو کیون ان ماتی شکون سے نسبت دن

سربالین کے مگہ ہو پرا سے عا دل کا  
 نہ سمجھو سہل کھلنا عقد ہاے کا مشکل کا  
 ابھی کچھ امتحان الفت میں کہ تہ میں مے دل کا  
 پس مردن خیال آتا ہو جب قص اوسکی محفل کا  
 انھیں ہاتھوں سے حل ہونا ہو عقدہ کا مشکل کا  
 چراغِ طور ہو اک گل چراغ اب جسکی محفل کا  
 خزانہ میں برگ افتادہ سے ہو عالم جلاجل کا  
 پروا کیا بخت پر بھسے بھی سایہ بخت ساحل کا  
 بگڑ جانا ہی بن ہنکر کے پتلا بھی مری گل کا  
 مے دیوانہ میں ہو اوراق سے عالم جلاجل کا  
 ستارے دیکھ کر حیران تھے جلوہ تیری محفل کا  
 فلک پر ہی دماغ افز و زون تھے دیکھے سائل کا  
 آسہ و خورشید کا نقشہ تو ہی نقشہ جلاجل کا



<p>یہی نالہ ہی برسوں سے شکستِ شیشہ کول کا      زہمت کش ہوا صد شکر و ست و تیغ قاتل کا</p>	<p>بتانِ سنگد لے ہو نہ صورتِ آشنایِ کونئی      گلے کو گھونکر وقت میں اپنی جان ہی مینے</p>
	<p>و م فکر سخنِ مضمون عالی پائون پڑتے ہیں      تصور ہی احد از روزوں کس رخِ رشیدِ منزل کا</p>
<p>ازل سے ناز پروردہ ہونے سے تیغ قاتل کا      مری آنکھوں میں جلوہ ہی مری لیلیٰ کے محل کا      چراغِ طور بھی پروانہ ہی جس شمعِ محفل کا      ستارہ آج کل چمکا ہوا ہے کیسا انامل کا      یہ عالم زیرِ ابرو ہی ترے رخسار کے تل کا      مقدر سے کہیوں کے بڑھا ہے جو صلہ دل کا      قیامت میں مرا ہی ہاتھ اور دامن ہے قاتل کا      گمان جس بلِ تمہر پر ہوتا تھا گردن میں حامل کا      رہا کرتا ہی سینے پر مرے اک بوجھِ ابل کا</p>	<p>صدادیتا ہے بعد از قتل یہ سراو کے لہل کا      وہ مجنون ہے کہ ہو ملک تصور جسکے قبضے میں      اوسیکے ہجر میں نرات ہی اپنی یہ جاسوسی      بہت خوش ہو کے مجھے بالِ دل اپنے گوندھتے ہیں      کوئی محرابِ کعبہ میں ہی کا فر گویا جا بیٹھا      رسائی دل کو اب کیونکر نہ زلفتِ بارتک ہوگی      خدا کے سامنے محبوب ہوگا قتلِ ناحق سے      وہ سے طلوعِ برگشتہ کی صورت پھرے ایل      خیال اوس سنگدل کا دل سے ہم جبر بھی نہیں چلانا</p>

جگہ نقطے کی قرآن میں نہیں ہے مجھ کو حیرت ہے  
 تو پہنچی نئی دم بھر بھی املت مجھ کو قاتل نے  
 یہ محدود بیسیلی ہے جو ممکن ہو تو لائق ہے  
 تو وہ رشک سلیمان ہے کہ اب بھی قانسے اور لڑکر  
 اندھیری استہین روشن ہیں گو شمع کا فوری  
 دم آیا ہے لبوں پر ہے تباہ سہ لب کی  
 شب فقیہین سر دھنتے ہیں روتے ہیں بلکہ ہیں  
 بہت فریاد اور جھون کے تو قصہ سنے ہونگے  
 پس مردن بھی یہ پاریں لبوں میں تڑپتا ہوں  
 کیا قتل اوسنے جانتا زونہیں مہری آبرور کھلی  
 اثر باقی جنوں کا ہے وہی اللہ سے اب تک  
 نہ آیا ترغ کے بھی وقت وہ میری عیادت کو  
 ہوں مہتل سے راہی پھیر کر سہنج کے بارے

تمہارے صحیفہ خسار پر نقطہ ہے کیوں تل ہے  
 نہ نکلا ہے بعد از قتل بھی کچھ حوصلہ دل کا  
 بنے تار نگاہ قہیں سے پر وہ بھی محل کا  
 تماشا دیکھنے آتی ہیں پر بان تیری محفل کا  
 یہ عالم آج کل گیسو میں ہے اوسکے انامل کا  
 سوال آخری ہے رو نہ کر تو اپنے سائل کا  
 نتیجہ اور کیا ہوتا ہماری سعی باطل کا  
 کبھی یہ خدا سن لیجیے قصہ مے دل کا  
 نمایان سنگ مرقد پر بھی ہے عالم زلازل کا  
 حقیقت میں بہت ہے دم غنیمت تیغ قاتل کا  
 کھلوانے والے بھی بخون بتاتے ہیں مری گل کا  
 تصور مے مے بھی رہا جس شعور خ قاتل کا  
 نہ دیکھا جب گیا اوسنے تڑپتا بس مے دل کا

<p>بھلا کیا منکشف ہو حال ہم پر حق و باطل کا تو یان ذراتِ صدمہ رہتا ہو وجہِ حاصل کا گیا جوشِ جنون کے ساتھ سارا اولوہ دل کا</p>	<p>نیکبے سے تعلق کچھ نہ نسبت دیر سے ہو جو ان غیر و نیکے پہلو میں رہا کرتے ہیں وہ اکثر ہونگے مست ہوئے گل ہمارا آئی بھی گلشن میں</p>
<p>بہت کھینچ کھینچ کے مہلے لیکے لگا کر کے چلتی ہو احد قتل میں دکھیو آج نمرہ تیغِ قاتل کا</p>	
<p>گذر باغِ ارم میں آج کل ہو حضرت دل کا مرے پائے تصور میں بھی ہو عالمِ سلاسل کا مری بیجا صلی میں بھی ہو اک مضمونِ حاصل کا کیا دق نے بھی حق سینے پہ صدمہ سل سے ہو دل کا مرے خرم ن پے لے کر نامِ دہقان آگے حاصل کا مٹا یا حسن نے تیرے نشانِ انسانِ عقل کا خدا کے گھر میں سنتے ہیں بڑا تیرہ ہو عادل کا کوئی بھولے سے بھی گزرا لے سلطانِ عادل کا</p>	<p>تصور رات دن رہتا ہو اک فردوسِ منزل کا جب لہسکا دھیان کرتا ہوں خیالِ لفتِ آتا ہو نہیں پہلو میں ہیں تو تصورِ اون کا رہتا ہو نہ پوچھو پھر میں حالتِ مری کیا ہو چکی کیا ہو جلائے برق گر کر او سکودہ برگشتہ طالع ہوں جہان میں جتنے ہیں یوں نے تیرے ہیں پر ہی بکر تو چھوڑو تم کو عدل سے اب پیش آؤ تم وہ ظالم آشناے ظلم ہو ایسا لیکر پتا ہو</p>

بہت ڈھونڈنا پاپا مثل تیرے تو ہوا ثابت  
 جو عاقل ہیں اونھیں راحت کی فکر مسلمانہیں بتی  
 نہیں ہرچیزیں ہر بار سے دم بھر بھی دنیا میں  
 خیال نفع کیوں کر ہو میں وہ برگشتہ طالع ہوں  
 نہ پوچھو فرقت جانا نہیں کیا کیا تائیں گنہیں  
 بہت ڈھونڈنا پاپا اب تک ہنسنے زمانے میں  
 چہرے کیوں بیڑ ہو کے دل کو میرے پہلو سے  
 وہ آئینہ میں منہ کو دیکھ کر کہتے ہیں لوگوں سے  
 کتاب عشق کے اک لفظ کا مطلب نہیں سمجھا  
 کسی کروٹ کسی پہلو نہیں ہرچیزیں اب دل کو  
 ترا نقشہ بنا کر صلح قدرت نے فرمایا  
 شب فرقت میں ایذا میں بہت کچھ جو اونٹانی میں  
 یہی وراثت ہجر بار میں ہوا ب دعا تجھے

جہا نہیں متنوع بس نام ہی تیرے مقابل کا  
 خیال سبش رکھنا ہر گھڑی ہر کام جاہل کا  
 قیامت میں بھی دکھیں حال کیا ہو مجھے نفل کا  
 سراسر سیر نقصان ہو اگر لون نام جہل کا  
 کبھی حق نے کیا دق اور کبھی صدر ہاسل کا  
 ہمیشہ نام ہی سنتے ہے انسان عاقل کا  
 نہیں دوزخا کو کچھ خطر سلطان عادل کا  
 زمانے میں نہیں ہو دوسرا میرے مقابل کا  
 دل نادان ہی تو شاگرد کس استادا جاہل کا  
 ستا ہی نہایت شوق اب اس شوخ غافل کا  
 بنا لو گناہ اب میں دوسرا تیرے مقابل کا  
 تو پھر اب ناک میں ہو دم ہا سے حضرت دل کا  
 اتنی بھول جاؤں نام تک اس شوخ غافل کا

<p>بھلا فرمائیے تو آپ یہ ہو کام حاصل کا عز و راتنا نگر یہ کام ہو انسان جاہل کا زبان سے نام لیتا ہو نہیں جیبا دس شوخ غافل کا کیا آباد ہونے سیکرہون خانہ سلاسل کا</p>	<p>لیے دو چار بوسے مختلف اونکے تو یہ بولے یہ حسن چند روزہ پر تو اپنے ای پر ہی پسیر جگر ہوتا ہو مگر دے اور کلیجہ منہ کو آتا ہی اک اپنے گھر کو بس میران کر کے ای جنون آخر</p>	
	<p>احد الفت نہ مجھ کو اوس سے ہو یہ غیر ممکن تو دلِ سرت کا ہو تابع اور میں تابع ہوں اس دل کا</p>	
<p>ٹوٹتا مرغِ بسمل کی طرح اک کھیل ہو دل کا صریرِ کلک کا غنڈ پر ہو اک تالہ عنادل کا پس مردنِ نیگی روح مجنون پردہِ سطل کا نمک کے ساتھ ہو تلمیہ مزا کچھ اور غفل کا ہوا بیغریب پھر گیا کس کام کا چھلکا مٹی گل رنگ میں بھی ہو مزارِ ہر بلاہل کا گلِ رخسار پر نکلا یہ دانہ کس طرح تل کا</p>	<p>جگر پر زخم کھا کر خنجر ابرو سے قاتل کا رقم کرتا ہوں مضمون میں کسی گل کے فضائل کا یونہی اویسی پردہ نشین گرفتار الفت ہو محبت میں رخِ طبع کی عشقِ خال لازم ہو شبابِ حسنِ بخت ہو گیا اب وقتِ پیری تک نہو جب تو غلبین اپنے تو پھر ساقی ہوش نہیں نسبت ہو قطرے گلین کچھ اور تلمین حیران ہو</p>	

یہ شوق دید مجنون کو ہوم آیا ہو آنکھوں میں  
 کمال اتنا تصور میں تو ہو لیلیٰ کے ای مجنون  
 اسی حل ٹھن کے مثل خاک بن ہوسر دم بھرن  
 طواف کعبہ رخ ہو چکا بس اب یہ باقی ہو  
 یہی غوغا مچا ہو کوچہ کا کل میں برسوں سے  
 ابھی جسکے حوریں اور آئین قاف سے پر یان  
 وہ بحرِ حُسن دریا کے کنارے جا کے جب بیٹھا  
 جو عالی مرتبہ ہیں اون کو یہ پست اور کرتا ہی  
 تو وہ ہو غیرت زہرہ کہ جسکی چاہ میں پرہ کر  
 مگر حُسنِ دور و زہ پر غور ای ساتی ہوش  
 ہار آئی ہو دیوانوں کی حالت اور ہی کچھ ہی  
 لڑکپن سے تری آتے ہیں شیریں بیانی ہی  
 بس کہم میں کروں گا سر و میں نارِ جہنم کو

اوٹھائے کدو لیلیٰ سے کوئی اب پر وہ محل کا  
 جدھر دیکھے او دھر آئے نظر بس جلوہ محل کا  
 جہنم تک پہنچ جائے اگر شعلہ مرے دل کا  
 بجائے سنگِ اسود ہوسر لونِ نسا کے تل کا  
 ادھر سے چپکے بس جانے پناے قافلہ دل کا  
 تماشا کرو کھاؤن تم کو اپنے جذبہ دل کا  
 رنگِ موجِ مُتہ ہر پھلیوں نے چوما صل کا  
 فرشتوں کو دکھایا عشق نے مُتہ چاہ بابل کا  
 ملائکے نکلتے ہیں عرش سے مُتہ چاہ بابل کا  
 چمک جاتا ہی بھرتے ہی پیالہ ماہِ کامل کا  
 سر و دست ہو دندان میں ہزار سلاسل کا  
 مقابل میں ترے ہوتا ہو کھتا دانتِ قابل کا  
 بدھا اٹھکونے رونے میں گردیا مرے دل کا

<p>نہیں آسیب یہ پابند ہرگز نقشِ عامل کا      سمجھتا نقشِ قسمت کو ہونہیں بس نقشِ عامل کا      جو چھیرا ہی تو کچھ سن لیجیے قصہ مرے دل کا</p>	<p>کہا حالت کو میری دیکھ کر سب عاملوں نے یہ      حصولِ مہا کی عاملوں سے کیا تمنا ہو      نہ جنت کو پھیرے بہلائیے جگہوں باتوں میں</p>
<p>احد یہ تلماتی کوندنی بجلی جو ہو کشر      اور ایا ڈھنگا سنے بھی میری تیبانی دل کا</p>	
<p>ازل سے ہوں میں کشتہ خنجر بید او قاتل کا      بنا ہی آج ماتم خانہ ہر حلفت سلاسل کا      گذر ہی خانہ دل میں یہ کس خنجر شید منزل کا      مرا ہوں شیفہ ہو کر کے جو میں چشمِ قاتل کا      ہو جاتا ہی خون پہلو میں قاتلِ حسرتِ دل کا      ہلا دیتا ہی پاسے عرش کو نالہ مرے دل کا      پڑی تو ار تر چھی سیدھا گو تھا ہاتھ قاتل کا      بنا کر ماتے تہہ میں سب پستلامی گل کا</p>	<p>نہیں کچھ آج سے ہی مجھے عالمِ مرغِ بسمل کا      چھٹا دیوانہ شاہِ بھر کوئی اب قیدِ مستی سے      مرے پہلو میں آتا ہی نظر اک نور کا عالم      ہماری روحِ جنت میں پھرنی ہو کے بس آہو      گلے پر پھیر خنجرِ شوق سے ہر خدا اب تو      ملی جوشِ جنون میں وہ مجھے اندری طاقت      شہادت تھی قسمت میں لکھی تو اسکے باعث سے      وہ جنون ہوں کہ بعد مرگ بھی لڑا کو نکو کاوش ہی</p>

صد لے نالہ برپا ہو روان آنکھوں نے آنسو بہا  
 خیال آتا جو رہ رہ کر کے اپنی سخت جانی سے  
 خدا جانے کدھر رہا ہی ہوے یارانِ صحبت بھی  
 پچھاؤں فریش خواہش اور جلاؤں انکلی شمعین  
 نہ وہ شعلیں نظر آتی کہیں ہیں اور نہ وہ باتیں  
 کچھ اثبات ہن میں گشتگو یہ کہ نہیں سکتے  
 نہیں کچھ ملتے منڈ سے فقط رہ جاتے ہیں ہنسکر  
 نلے آرام اوجانِ حزمین تن سے نکل کر تو  
 ہمیشہ جستجوے یار میں پھرتے رہے لیکن  
 جو چلتا ہوں کبھی تو گرواؤنگے گھر کے پھرتا ہوں  
 ذرا سا چھین پہلو میں تلاش یار لینے دے  
 اوسیدم ہوشیمن فریاد اور مجنون بھی آجاتے  
 سیاہی تل سے چشمِ حور کے ای جان بناؤ نہیں

مکتل آج شاید دم ہی اپنے حسرتِ دل کا  
 نہ دکھ جائے کہیں بازک بہت ہی ہاتھ قاتل کا  
 نشان ملتا نہیں ہوا کہیں مجفل کی مجفل کا  
 جو آؤ خواب میں دل میں نیا سامان ہو مجفل کا  
 فقط اک نقشہ آنکھوں میں کھنچا ہوا ہل مجفل کا  
 بہت کچھ منطقیہ میں کو ہو گو دعویٰ و لائل کا  
 جو کہتا ہوں کبھی رو کر کے اون سے مدعا دل کا  
 ابھی تجکو بہت باقی ہو طر کرنا منازل کا  
 نہ دکھا خواب میں بھی منہ کبھی مطلب کی منزل کا  
 مسافر صورت پر گارہوں ہن ایک منزل کا  
 ابھی یہ دل یہاں مارا ہوا آیا ہو منزل کا  
 جو سن لیتے کہیں قصہ ہماری وحشتِ دل کا  
 ورق پر شمس کے مضمون لکھوں خاک کے تل کا





ہمارے خط کو لیکر اوس طرف جب راہی تو ہوتا ق	پتا اسی نامہ بریہ یاد رکھن کو سے قافل کا
کہو ترے کہ میں پر پرے پرے اور ہے ہونگے	تماشا بھی نظر آئیگا وان کچھ قصہ بسل کا
پا اک فتنہ مثل فتنہ محشر وہاں ہوگا	و کھائی دیکھا ہر جا سال بس تیا بی دل کا
کہیں بوزن سے وہ جی جلوہ فرما دیکھنا ہونگے	مقابلہ میں نہیں کچھ جس کے تیرا ماہ کامل کا

عوض دے کہ احد در محبت مول یتے ہیں

کہیں دنیا میں ایسا بھی سنا ہو کام ماقبل کا

ہماری آتش دل نے تن پروردہ جان چھوٹکا	تماشا ہو کہیں نے اس مکان خود کھارہ چھوٹکا
جگر کو دکھو جا نکوتن کو سبکو ایکساں چھوٹکا	ہماری آہ سوزان نے اصر کیا کیا سن چھوٹکا
شکایت شعلہ دل سے ہو در دل کی یہ اپنی	جلن کیا تھی جو تونے سے رہنے کا کن چھوٹکا
کل و بیل میں جھگڑا ہی تھا کیا جسکو صبا تونے	و سیسی بات کو لیکر یہاں چھوٹکا وہاں چھوٹکا
صدا کا تو نہیں آتی ہو شکست نگہ ہر گل سے	کہ آخر نالہ بلبیل نے دیکھو بوستان چھوٹکا
چلا کر دل خیال شعلہ رخساریوں ہولا	نصیب دشمنان اس گھر کو کسے مہربان چھوٹکا
سکان یاس و حسرت تھا دل ماتم زدہ اپنا	اسے بھی آج تونے جل کے اوسوزنہاں چھوٹکا

نہیں پھونکا دھواں سیکر کے حُقت سے زلف اوسنے  
 بزم گل چمن میں کھلکھلا کر ہنس پڑے غنچے  
 قفس میں نالہ بیل صبا سوز و ماتم ہو  
 ہمارے شعلہ دلین یہی اللہ ری سوزش  
 ستم تازہ یہ صبا و دن کا دیکھو ساتھ بیل کے  
 ہمارے خرم ہستی سے تہا کیا عداوت تھی  
 نہیں لائی اورا کر کے صبا یہ نکمت گیسو  
 شب فرقت ہماری آہ سوزان نے یہ حد تکی  
 ہوے ظاہر شر سے دفعۃ اللہ ری سوزش  
 تپ فرقت آہ دل سے سوز شعلہ جان سے  
 نہ پھونکا خرم نہ کو نہ قصر آسمان کو گر  
 شرارت اونکی ہی دوزخاکی دید کے قابل  
 دل اپنا پر وہ تا قوس میں جا کر چلا آیا

چراغِ غم سے لیکر رخِ شب بردھو ان پھونکا  
 خدا جانے صبا نے کانین کیا لکے یاں پھونکا  
 بُرا صبا و کا فوصل گل میں آشیان پھونکا  
 نہ اک دل ہی کو اسنے تا بغیر استخوان پھونکا  
 پس مروں بھی رکھ کر آشیانین آشیان پھونکا  
 جو تونے جل کے اسکو آج ای برق طیان پھونکا  
 سیجانے تن بجا نہیں گویا آکے جان پھونکا  
 زمین سے لیکے اسنے تا بجد لامکان پھونکا  
 جو حُقت پیکے ٹھنڈی سانس بھی لیکر دھواں پھونکا  
 جو ان سب بچے تو تونے او سوز نہاں پھونکا  
 تو تونے کیا تن پُر درد کو ای سوز جان پھونکا  
 کہ دیکھو شعلہ بزم سنابے جسم و جان پھونکا  
 تو سوزِ نالہ تا قوس نے دیر بتان پھونکا

کیا ہے چین دم بھر تو افاقہ بھی رہا دم بھر	سپ فرقے دم لے لے کے جسم ناٹوان چوکا
دل و غم پرہین کیا کیا گریبان ان شعلہ و دیوگی	ہر س بھونکا کسینے اور کسینے کا روان چوکا
بھلا ظاہر کریں لوگوں میں کیا اب ازلفت کو	جگر کی آگ نے تو دفتر تک بیان چوکا
یہی معنی احد سوزِ محبت کے ہین کیا شاید	کہ آخر دل کو جان کو تن کو سب کو ایک سان چوکا

زمینِ شعر یہ تھی پھونکنے ہی کے احد قابل

لے بھی آج نبضِ حضرتِ آتش سے بیان چوکا

حیف ہو دشمنِ دین بھی ریشِ جانان نکلا	تھا جو مؤمن وہی غارت گرایان نکلا
حیرت افزاے جہانِ قالبِ انسان نکلا	جسمِ خاکِ مینِ دل آئیۃ حیران نکلا
بچکے تریتے جو کچھ تو سن جانا نکلا	قبر سے خاک اور آتا مری ارمان نکلا
بل جو کھا کر سُورِخ گیسو بیچان نکلا	حُسن کے گنج کا یہ مارنگہ بان نکلا
پھنستے ہی لفت میں بس لگو چھپا پاتونے	دزد اس بات کے پرہین تو ایجان نکلا
گاہے ناقوس میں چلایا جس میں گاہے	پر وہ بغیر میں عاشق ترانا لان نکلا
گال کو آنکھوں سے مل کر مرے بوئے ہنسکر	دید کا شوق کچھ ہی دیدہ گریبان نکلا

بے گیسو کے ہر دل ساتھ خدا تیر کرے  
 مزہ ہو زلیت کو ای مرگ تو نصبت ہو جا  
 دیکھ کر جلوہ رخ کو تے ای نیزِ حُسن  
 کشتی عمر کو لشکون نے ڈبو یا آخر  
 کس قدر در دل اپنا بھی ہو آرام پسند  
 قصہ بر ہی زلف دراز جانان  
 ہر صد کوچہ کا کل مین ہی مکی میرے  
 دامن یا سے لپٹی نہ کبھی خاک مری  
 شوقِ آزادی اسیر و تکویر اللہ سے ہو  
 ترے کشتو مکی یہ اللہ ہی کثرتِ قاتل  
 شوق مٹنے کا دلا کر مجھے برباد کیا  
 شعلہ داغ جگمگ آہ جگر سے نہ بجھا  
 بے نافر کی طرح سے دل وحشی شب کو

گھر سے ہمراہ پریشان کے پریشان نکلا  
 گھر سے اپنے مرا عیسیٰ اپنے دریاں نکلا  
 صورت آئینہ خورشید بھی حیران نکلا  
 دیدہ تر سے مرے نوح کا طوفان نکلا  
 اپنے پہلو سے نہ باہر کبھی ایجان نکلا  
 جب خیال آیا تو کغاب پریشان نکلا  
 زلف جانان کی طرح میں بھی پریشان نکلا  
 بعد مردن بھی نہ اپنا کبھی ارمان نکلا  
 مرغِ جان بھی قفس تن سے پریشان نکلا  
 جس جگہ دیکھا وہیں گنہ شہیدان نکلا  
 اس میں ارمان آ کیا ای مے ارمان نکلا  
 اس ہو امین بھی چہر غم تو ارمان نکلا  
 کوچہ کا کل سچان سے پریشان نکلا

دوش پر پر یونگے ہی تختِ سلیمان نکلا	سبڑختیہ نہیں عارضِ جانانکے قریب
<p>میرے تلوونے ملی آنکھ غزالون نے اے۔</p> <p>الفتِ چشم میں جب سوے بیابان بھر</p>	
<p>غیر کیے اے زرد ہو متہ آفتاب کا  یا بیجِ آبی میں ہو گمان آفتاب کا  چکر میں دیکھ کر ہو داغ آفتاب کا  عیسیٰ بھی بھلیس ہو آفتاب کا  دریا بہا جو اولسٹا پیالہ حباب کا  جب ٹوٹتا ہو کوئی پیالہ حباب کا  وہ رانِ سر ہو کبھی علاج آفتاب کا  مضمونِ نازہ لیتا ہوں تین بیچ تو اب کا  دریا سے دیکھو ٹوٹ کے بلنا حباب کا  قاصد کھونچن حال میں کچھ نظر اب کا</p>	<p>اللہ سے فروغِ رخِ برق تاب کا  ساغر میں عکس ہو یہ رخِ شعلہ تاب کا  یہ حُسن جلوہ گر ہو مرے ماہتاب کا  رفت پسند کون نہیں ہو زمانہ زمین  رونے کی وقت آنکھیں جب اولیں تو رو یا تو  وہ رحم دل ہوں یا بہا تا ہوں روکے میں  عیسیٰ سے کہہ دیتھے ہو کیوں آسمانِ بیج  زلزلتِ دو ما کا آپکی آتا ہے جب خیال  بے دل شگستگی نہیں ہوتا وصالِ بار  وہی کہ پڑھتے وقت شہ خط گر پڑے کسین</p>

<p>عالم ہو اوسکے مضمون میں بھی بیچ و تاب کا      مباح کو خطا میں حال لکھا ضرب اب کا      میں منتظر ہی بیٹھا ہوں خط کے جواب کا      خالی زین ساقی ہو کہ میں ساغر شراب کا      بجلی نے کچھ اڑایا ہی وہ تنگ خط اب کا      چوری گیا چمن سے کٹورا گلاب کا      بیٹل کے منہ پر دیتے ہیں چھینٹا گلاب کا      پھونکو گنگا ایک آہ میں دفتر حساب کا      آنکھوں میں نشہ رہتا ہی ہر دم شراب کا      جھگڑا ہے تہ تاکہ حساب و کتاب کا      دامن پر ہو گا حشر میں جہا شراب کا      کیا کھو لکر کے پوچھینگے دفتر حساب کا</p>	<p>سرچہ ہکے بل مجزلت و تا کا تمہا ی بل      گر پڑتا ہو وہ ہاتھ سے قاصد کے لیتے ہی      قاصد کو موت کو چہ جانان میں آگئی      پیما نزیست کا نہو لبریز جب تلک      یتابی سے نہیں مری نسبت کسی کو ہی      سرپ کر کے بلبلین کہتی صبا سے ہن      دیکھو فریب رحم کہ صیاد وقت غش      لکھ لیں جو چاہیں کاتب اعمال حشر میں      جسک کہ چشم مست کو ساقی کے دیکھا ہی      اک آہ کر کے نامہ اعمال پھونکدین      چھپ چھپے کیسکیشی یصفائی بھی زاہدو      کچھ جمع خرچ میرے تعلق نہیں ہا</p>
<p>اوس رنگ نہ کو نامہ لکھوں تب میں ای واحد</p>	

## خط کھنسنے کو ملے جو ورق آفتاب کا

یہ فیض ماہتاب پہ ہی آفتاب کا	روشن ہو عکس سنسے پیالہ شراب کا
رتبہ ملا ہی ذرے کو بھی آفتاب کا	اللہ سے فیض جسلوہ نورِ نوحِ صنم
دور فلک میں دور ہو جام شراب کا	سیکشن وہ ہوں کج غم میں بھی چاہوں تو ساقیا
یہ تو ہو نقشہ اوکے مستکتہ رکاب کا	گردون پہ جسکو لوگ سمجھتے ہلال ہیں
دیکھا بوقت شام غروب آفتاب کا	لہڑکے زلف چہرے پہ اپنے کہتے ہیں
تورہ الرہ کے جام سے شیشہ شراب کا	مئی کشعہ ہوں کہ عالم مستی میں بارہا
ہوگرہ دقبر کے مرے تختہ گلاب کا	موت آئی ہو مجھے کسی گلرہ کے عشق میں
ہی یاد وہ ہلال کسیے رکاب کا	گردون پہ ہر تہینے میں ہو کر کے جلوہ گر
جنت میں کیا حرام ہی پینا شراب کا	زاہد تو اوکے کوچے میں مڑنی لے بسے ساتھ
صیاد عطر مل کے چلا ہی گلاب کا	اللہ سے اسیری بیل کا ہنظام
نقشہ اور ظالیا ہو جو تیری رکاب کا	بکر ہلال ماہ فلک پر نکلتا ہی
چھڑکا وہور ہا ہی حمن میں گلاب کا	کیا جانے کہ دھوم یہ آمد کی کس کی ہی



یہ فخریہ عنس رو یہ شہرت یہ مرتبہ	تھا نقل جام جم مرے جام تہراپ کا
اوس بجز حسن کا جو خیال آبارت کو	آنکھوں میں چھا گیا مرے عالم حجاب کا
چرخِ کُن جناب کے مانند ہو گیا	وہا یہ برہنہ گیا مری چشم پر آب کا
آنکھیں جدمر پھرین تری عالم او دھوا	تابع زمانہ چشم کے ہو انقلاب کا
درد کی ٹھوکرین مجھے کھلوائے جاتا ہو	یار بڑا ہو اس دل خانہ خراب کا
آئی صدایہ قبر سکندر سے بعد مرگ	دیکھا جو کچھ ان آنکھوں سے عالم تھا خواب کا
اوسکی نگہ کے پھرتے ہی ہم گئے تو کیا	کشتہ زمانہ آنکھوں کے ہو انقلاب کا
پوچھو نہ کچھ حقیقت ہستی بے ثبات	آیا جو کچھ خیال میں عالم تھا خواب کا
قاصد وہ پہلے خط کو جو پر دم لیں تو اوسکے بعد	ق کہنا کہ مانگا خط بھی ہو خط کے جواب کا
لکھدین جو خط تو کہنا زبانی کہا ہو کچھ	گر کیجیے تو کام ہی بیشک ثواب کا
مڑتا ہی ایک دم کو جو چلیے تو خوب ہی	مدت سے اشتیاق ہو اوسکو جناب کا
دورانِ سر سود و زلفک سے مجھے نصیب	آئے خیال مج کو جو بھولے سے خواب کا

وینامین زندگی کی توقع ہو گیا احمد

## اس بحر میں قرار ہو دم بھر حجاب کا

اک برج میں قرآن ہو سہ و آفتاب کا	لب کے قرین نہیں ہو یہ ساغر شراب کا
بہر پناہ منہ پہ ہو دامن سحاب کا	اوبرق لعل جلون پہ جو گرنیکا شوق ہو
اک حاشیہ نیا ہو حیرا کی کتاب کا	خط کا نمویہ صحت رخ کے نہیں ہو گرد
پرستے سبق ہیں روز خدا کی کتاب کا	کرتے نہیں ہیں صحت رخ کا تھارے ذکر
شعلہ یہ بھڑکا شمع رخ لاجواب کا	پروانہ وار بزم میں سب تیری بھلکے
مضمون ملا نا اوس دہن لاجواب کا	معدوم جستجو میں ہوے سکی ہم ولے
عالم ہوا ونکے یہ دہن لاجواب کا	تنگی سے منہ کی بات بھی دیکر نکلتی ہو
بھر بھر کے مجھ کو دیتا جا ساغر شراب کا	جب تک کہ دم ہو اس تن جا کی میں باقی
منہ چھجھکا کے ڈال لے اہن سحاب کا	سوزش کو میری آہ کی دیکھے جو برق بھی
مرقد پہ لگے پردہ اوٹھایا حجاب کا	بعد فنا خیال جو آیا اوٹھیں مرا
بہر خدا اوٹھو نہیں یہ وقت خواب کا	ٹھکرا کے قبر کو مری حسرت سے یہ کہا
گر جابین بال شوق اگر ہو خضاب کا	کالا ہو منہ جو پیر پین نہ سنت پسند ہوں

چھوٹی نازیب نازنت مینا جو اب تک  
 دیکھا جو کچھ ہستی میں تو سرا وٹھاتے ہی  
 پھر نیسے آتمن جہ او نہیں شوق ہو ہی  
 ساتی کی چشم بیگون کی تاثیر دیکھیے  
 او جو شطیح اپنی اگر زندگی ہے  
 اگر دش بزمگ آساید بے سبب نہیں  
 کچھ چاہیے تصرف پر نغان ضرور  
 میں حال بحر ہستے موہوم کیا کون  
 ہسپتالہ اپنی نیکی کے میں نے بری بھی کی  
 منہ دیکھتا صحیح کو او سن برق کار تو  
 رحمت جو او سکی ہوگی تو زاہد ضرور ہی  
 گیسو میں جلوہ رخ پر نور یہ نہیں

پیری نے اور روگی لگا یا خناب کا  
 موج فنا نے توڑ دیا سر جباب کا  
 آباد ہوگا گھنہ کسی خانہ خراب کا  
 چخی کے ہاتھ میں ہی پالہ شراب کا  
 پیری میں یاد آئیگا عالم شباب کا  
 چکر بنا ہوں تو سن عمر شباب کا  
 ہوتے محبت کے ہاتھ میں کاغذ حساب کا  
 دم بھر بنا ہوں دم میں طلسم جباب کا  
 رکھائیں کھیرہ احساب و کتاب کا  
 کیوں آسمان پہ ہونہ دماغ آخاب کا  
 قصر بہشت گھر کسی خانہ خراب کا  
 عالم ہو پیش چشم شب ماہتاب کا

لطف شبِصال جہیچ پوچھو ایواحد

## اپنے نیال میں ہواک افسانہ خواب کا

کوے جانا نہیں ہوا خلد میں مدفن اپنا  
 گل نہوے یہ چراغ تہ و امن اپنا  
 فیصلہ کرتے ہیں کیا شیخ و برہمن اپنا  
 داغ دل ہوگا چراغ سر مدفن اپنا  
 تم اوٹھاؤ تو بھلا پروہ روزن اپنا  
 انہیں سنتے ہیں نہ مال و شیون اپنا  
 آتش دل سے جدا تو بھی نشین اپنا  
 ہم سنا بیگے تمہیں نالہ و شیون اپنا  
 میل دل نے بنایا ہی نشین اپنا  
 دل سنبھالے ہوے رہیے پس وزن اپنا  
 شیخ سمجھے ہیں مجھے اپنا برہمن اپنا  
 جب دکھاتے ہو مجھ کو رخ روشن اپنا

مال کھاتا نہیں ہمہ پس مردن اپنا  
 شعلہ داغ آئی رہے روشن اپنا  
 عشق خال رخ جانا نہیں مرہین اپنا  
 مجھ کو تاریکی مرقد سے نہیں ڈراہ  
 یہ نہ سمجھو کہ نہیں دیکھنے والا کوئی  
 پہلے تو سنکے وہ دل تھام لیا کرتے تھے  
 فضل گل تو گئی کس سوچ میں بل تو ہو  
 بیلو گلشن ایجاد میں فرصت جو ملے  
 کوچہ پار میں سنتے ہیں سمجھ کر گلشن  
 آپ نالے تو مجھے کر نیو کہتے ہیں مگر  
 عشق خال رخ جانا نہیں تماشاد کھو  
 سچ تو یہی کہ مزار نیست کا بلجاتا ہی

<p>لیکیا چھین کے دل مہ بت پر فن اپنا  شمع سان سینے میں بہر داغ ہو روشن اپنا  کیوں خفا ہوتے ہو تاکہ یہ لڑکپن اپنا  تب دکھاتے ہیں اگر رخِ روشن اپنا  اب تو تم چھوڑ دو واسی جان لڑکپن اپنا  دیکھنے بھی کوئی آیا پس مردن اپنا  سُخ ہو جائے نچوڑوں جعین دامن اپنا  دامنِ ابر کرم اب تو ہو دامن اپنا  پھر نظر آیا نہ کوئی پس مردن اپنا</p>	<p>دھڑکھڑکتے ہیں کچھ مجھے ہوئی تھی نون ہی  خانہ بزمین مے نام بھی ظلمت کا نہیں  گالیان دیکے مناتے ہیں تو یہ کہتے ہیں  طالبِ پیر کی آنکھوں میں جب آجاتی ہے جان  اب تو ہوا نام خدا و روحِ جانی بھی قریب  زندگی ہی میں تعلق کی تھیں باتیں ساری  خونِ لہ لہا ہوں اتنا لکھی فرشتہ میں  گر نچوڑوں تو سمندر ابھی لہریں مارے  تا دمِ زیت کبھیڑے تھے عزیز دیکھے فقط</p>
<p>وصل میں ہجر کی باتوں پر جو رہا ہوں احد  سیری آنکھوں سے لگاتے ہیں دامن اپنا</p>	
<p>دام کیسوں میں مے دکھ پھینسا نا بھی نتھا  ای خیالِ یار ایسا تو رولانا بھی نتھا</p>	<p>ای پر ہی منظورِ صورت دکھانا بھی نتھا  گر نہیں تاثیر کچھ آہ و فغان میں ہو مے</p>

جسٹے ہین آپ سی او کو مٹانا بھی تھا	خاک عاشق نہیں لازم یہ خوش رفتارین
پھر تو لازم یہ مراقتش بنا بھی تھا	بتائیں ہننتامری کچھ اور نہ کچھ تو ای خدا
آگے دیکھا تو یہاں میرا ٹھکانا بھی تھا	مگر کیا میں تو کہا دیکھو احد کیسا ہے آج
ہم کو لازم اس طرح غفلت میں آنا بھی تھا	سب پھرے فسردہ اچ کر کے یاد سے کہا
ایسی باتوں کو زبان پر لینے لانا بھی تھا	ہنکے یہ گھبرائے اور بولے کہ کچھ تو خیر ہی
کوئی بولا آپ کو اتنا ستانا بھی تھا	کوئی بولا مگر کیا اب پوچھتے ہو خیر کیا
کیا مجھے الفت میں او سکوز مال بھی تھا	پہنچتے کچھ دیر تک بھربولے کیا کہتے ہو تم
پونچے اوس جا جس جگہ پر لوٹنا بھی تھا	اتنا ذرا کر کیا مرقد کی جانب ۶ م پھر
روئے اور بولے کہ ایسا دل لگانا بھی تھا	پھر تو میری خاک اٹھاوٹھکر کے لپٹی پاؤں سے
ہم کو بیشک اس طرح سے آنا بھی تھا	آہ اک حسرت کھینچی اور لوگوں سے کہا

جان ہی فرقت میں تم نے تو احد اچھا کیا  
 اوٹکو کچھ منظور بلوانا اور آنا بھی تھا

شانہ وہاں ہی زلف شکن در شکن میں کیا  
 یان کشش میں سچ ہو اپنے بدن میں کیا

پیغامِ وصل سکے پھری روح تن میں کیا  
 اب اب بھی ٹھوٹھے سے پاتا نہیں پتا  
 اندھے سوزِ شعلہِ دلِ غِ فراقِ یار  
 ملنا جو ہو تو بل لے کہ باقی ہو زندگی  
 لاکھوں کو تو نے قتل کیا اک نگاہ میں  
 دل ٹھیک ہا ہو جان بھی گھبرائی ہو آج  
 کرتی ہو شور بیل نالان جو اوی صبا  
 ہو فکرِ مدحتِ درِ دندانِ یار کی  
 تشبیہ دیکے سرمہ و نبالہ دار سے  
 نکل کھل ہے میں نعمتِ سرا عند لب ہو  
 مد نظر ہو بکلو جو قشیرِ چشمِ یار  
 گردش سے ساکتان جہان کو مفر نہیں  
 موبانِ سرخ یار نے ڈالا ہوزلف میں

رونق دوبارہ ہو گئی اس انجمن میں کیا  
 معدوم ہو گیا ہوں تلاشِ دہن میں کیا  
 بعد قناری آگ لگی ہو کفن میں کیا  
 ایجانِ روح آئیگی پھر قصر تن میں کیا  
 اب گفتگو رہی ہوتے بانگپن میں کیا  
 سوزِ جگر نے آگ لگائی بدن میں کیا  
 اوس گلکی آج آئی سوری چمن میں کیا  
 خوط لگا رہا ہوں محیطِ سخن میں کیا  
 ان شاعروں نے شاخ لگائی ہرن میں کیا  
 اوترا ہی کاروانِ بہاری چمن میں کیا  
 مصروف ہوں شکارِ غزالِ ختن میں کیا  
 طبقے طے زمین کے چرخ کمن میں کیا  
 لالہ کا گل کھلا ہی سوا دختن میں کیا

<p>چلتی ہو آج بادِ مخالفت چمن میں کیا دینی تھی آگ جھکواسی برہن میں کیا</p>	<p>بچھڑھٹکے ہیں بانگے کیا کیا چراغِ گل ای سو زول کفن تو تہ جلتا مزار میں</p>
<p>دیکھو تو فیضِ حضرتِ آتش سے ای واحد روشنی چراغِ فکر ہو بزمِ سخن میں کیا</p>	
<p>گیسو پشکین سے صحراے ختن بادا گیا باغِ عالم میں وہ گل رشکِ چمن بادا گیا آج گلشن میں بہن وہ گلبدن بادا گیا جب ترا ای فتنہ محشر چلن بادا گیا تیرے دیوانے کو غربت میں وطن بادا گیا ہو گئے سب موجبِ ہجو کفن بادا گیا جسکو ہی جھکو وہ شلیخِ سخن بادا گیا جب تے گیسو کا جھت میں شکن بادا گیا ہوشِ حیا خزانہ میں برہن بادا گیا</p>	<p>رے گلگون دیکھ کر جھکو چمن بادا گیا چو شوقِ حشرت میں تکیوں نالہ ہوں مثلِ عنایب کیون نہ روئیں ہنستے جھکو دیکھو ہم ای گلو عالمِ حیرت میں ہم پامال از خود ہو گئے کیون نہ روئے ای پری وہ ابر بارانِ کس طرح جامہ زہری کی حقیقت بل گئی رخسارِ کین جانکے دینے پر آادہ ہوئے پروانہ وار سر پافت آگئی دل و سچ میں بیٹنے لگا ضل گلین تیرے دیوانے یوں بیان پھر</p>



<p>ای پری جس دم ترا چاہِ ذوقِ یاد آگیا اپنی بربادی کا تبخِ سخنِ یاد آگیا خواب میں بھی ہمکو تو ای بیخیزن یاد آگیا جس گھڑی ہمکو وہ طفلِ کم سخن یاد آگیا</p>	<p>چاہِ حیرت میں ڈیو یا و سکی چاہنے مجھے واوے غریبے جسم بے سرو سامان کیا اس قدر شوقِ شہادت کا تصور جم گیا بات کرتے کرتے اوگونسے ہوئے خاموشی</p>
<p>آبِ شیرین پر دلایا فاتحہ ہنسنے وہین بے ستون پرای احد حب کو کہن یاد آگیا</p>	
<p>چھوٹے نہ شوقِ جلوہ دیدار دیکھنا ہوتے ہیں خود بلا میں گرفتار دیکھنا کب ہو نصیبِ نعت و رخِ یار دیکھنا ٹوٹے کہیں نہ خاطر می خوار دیکھنا ہوئے نصیب وہ ہمیں دربار دیکھنا ناز و اداسی سے وہ دلدار دیکھنا پھر محبو سوسے چہیت و ماتار دیکھنا</p>	<p>ببل کے ہو نصیب میں گلزار دیکھنا مائل جمع ہوتے ہیں تری زلفِ دراز کے یارِ شبِ فراق میں ہی صبح تک دعا شیشے سے یرھکے جائیں نازک اسے بتو جائے نہ جس جگہ پہ ناک کا خیال وہم ہوئے شبِ صالحین یارِ نصیب پھر سو ابر بڑھا جو گیسو مشکین یار کا</p>

<p>دیکھ کر ہوا شک گہرا رو دیکھنا      قالب میں ہو جو روح گرفتار دیکھنا      جی میں ہو کس کار و زنی یار دیکھنا      سینا نہ ہی ہے گانہ سینوار دیکھنا      چھوٹے گاہم سے کوچ و بازار دیکھنا      غم کھاتے ہیں جو آج پڑے یار دیکھنا</p>	<p>روتا ہوں تیسے گوہر دندان کی یا دین      کیا کیا نہ بچ و صدے اوٹھائینگے جیتے جی      سودائی کے نقش قدم کے ہونے ہو تم      گردش خم فلک کی ہی ہو تو ایک دن      جوش جو نہیں جائینگے صحرایں سمت ہم      کل کو رہینگے خوش وہی ایسا کنانِ خلق</p>
<p>جائینگے جب گذرہ دنیا سے ایواحد      خواب و خیال ہو گا دریا رو دیکھنا</p>	
<p>سو بلا سر پہ ہوئی زلف و تاسے پیدا      میری خاموشی بھی ہو میری اسے پیدا      دلبری لاکھ ہو انداز حیا سے پیدا      سو بلا ہوگی ابھی ایک بلا سے پیدا      ٹھٹھنے کی زبرد ہونے صدا سے پیدا</p>	<p>ظلمت شب یہ نہیں شام بلا سے پیدا      ناکہ کرتا ہوں تو غفلت مجھے آجاتی ہے      آستہ چھپا لینے پچی ناز سے تکیہ رہی      عشق کی بو میں دیکھو کہ پریشان ہو      شیشہ دو لکے ہوں سو گھرے مگر شرط یہی</p>

ہوتے ہیں زندہ جاوید قاتل اسکے مگر  
 روشنی ہو درو دیوار پر پھیلی ہر سو  
 صورتِ نقشِ قسم اوٹھ نہیں سکتا میں بھی  
 اب تو بیشک دل گم گشتہ ہی پرے میں ہو  
 شور موروں کا کہیں اور کہیں کو کو کی صدا  
 کوچہ جانا نہیں جاں اورنگے پہنچ جائے کہیں  
 الفتِ نلت میں صبح نہیں جینے کی شکل  
 نالہ کرتا ہوں ابھر کے تو کتا ہی وہ شمع  
 دیکھتے ہیں کبھی آنکھیں بھیج جڑاتے ہیں کبھی  
 گال ابھرے ہوئے ہیں اور ہی گد ریا بدن  
 شربتِ وصل سے الفت ہوئی زونی نمک  
 دل تو پہلو سے گیا ہی تھا مگر پاتا کون  
 اپنا ہی دلِ جگر آجگر سے روشن

آبِ شمشیر بھی ہو آبِ بقا سے پیدا  
 چاندنی گھر میں ہو اک ماہِ لقا سے پیدا  
 میری پامالی ہو نقشِ کف پا سے پیدا  
 نالہ درد ہو کچھ بانگِ در سے پیدا  
 صحیح گلاش میں ہو کیا لطف گھٹا سے پیدا  
 اس لیے میل کیا مکے صبا سے پیدا  
 شبِ بلا خیز ہوئی شامِ بلا سے پیدا  
 شکوہ جو رہنود کیکھو صبر سے پیدا  
 کچھ لگاؤ تو ہو آنکھوں کی جیا سے پیدا  
 گرمیِ حسن سے ہیں نینچہ ہما سے پیدا  
 دردِ دل میں ہو کچھ اور دوا سے پیدا  
 آپ کی چوری ہوئی دزدِ جنا سے پیدا  
 کیا تا شاہی کہ ہو شمع ہو اسے پیدا

پھر کوئی قافلہ راہی ہی شو ملک عدم

شور ماتم ہو احد بانگ در اسے پیدا

فتنہ حشر ہو نقش کت پائے پیدا

بے نقاشی ہوئی بان اپنے پتاسے پیدا

درد دل اپنا ہی بان اپی صدا سے پیدا

خوب یا رانہ کیا انے سب سے پیدا

لاکھ چاہین نہو پھر بانگ در اسے پیدا

صلح کی باتیں ہین کچھ آج جفا سے پیدا

حسرتیں لاکھوں ہین ایسی صدا سے پیدا

ملک الموت ہوئے وہلے قضا سے پیدا

یہ نتیجہ ہوا آخسر کو وفا سے پیدا

ای جنون کوہ پہ ہوں شیریں بتا سے پیدا

ابر ہی جانب سجتا نہ ہوا سے پیدا

شوئے حور ہو گر رنگ حنا سے پیدا

گم ہوئے اپنے سے جب بہکو ہوئی اپنی خیر

بیٹھکر پہلو میں تم حال تہ پوچھو اپنا

تکست تلت جدھر دیکھو اوڑی پھرتی ہو

گر کبھی نالہ پر درد کو سُن لے میرے

گالیاں دیتے ہین تو دیکھکے ہنس دیتے ہین

سُنکے نالو کو مرے لوگوں نے فرمانے لگے

آئے وہ میری رعایا و ت کو جو ہر اہر قریب

حوصلہ تم کو ہوا اور جفا کرنے کا

روح فریاد پہ ہو فاتحہ منظور ہمیں

میکشو فصل بیماری و وپلی آتی ہو

<p>راہ کچھ دن کے لیے کیجے صبا سے پیدا مر کے ہوتا ہو کوئی تیر تھما سے پیدا بانگین آج ہو کیا تیغ ادا سے پیدا گرین چپ ہوں تو نہ بانگ ادا سے پیدا کچھ جفا ہونا ادا پھر بھی جفا سے پیدا بات کچھ ہو گر وہ بند قبا سے پیدا</p>	<p>تھل گلین ہو سیرانِ قفس کے بلین اوس کمان سے کہد کہ جاتا ہو تو آئے دیکھیے چلے میں کھنچ کھنچ کے قدم لکتے ہیں شور و نالہ یہ زمانے میں ہی میرے دے سے ہیں اٹھیں تری سول میں سمجھ کر جفا کس وعدہ ہو کچھ ابنا ل میں کالا ہر ضرور</p>
---	---

شعر گوئی کی طرف ہی نہونا کل قواعد

خاک مضمون کرین طبع رسا سے پیدا

<p>وہ نہ اوج شرف گر سہو قن جاتا کام جو کچھ مجھے منظور تھا سبین جاتا آسمانِ مطہر انوار صفابن جاتا ذره خورشید نیا رشکِ قرین جاتا میرا لاشہ بھی ترہ پست اسو قن جاتا</p>	<p>گنبدِ قبر مرا برجِ مستربن جاتا وہ چھوڑا کر نہ اگر ہاتھ سے دہن چلنا مصراعِ آہ دکھاتا جو کبھی موزونی عکس پر دتا جو ترا ای فلکِ حسنِ مجال لطف تھا خنجرِ گامگی چمکے ہون قتیل</p>
--	---

<p>آتشِ گل سے اگر جل بھی شمن جاتا  شعلہ شمع ہر اک تار کفن بن جاتا  جھاڑتا راہِ محبت میں جو دامن جاتا  باغِ جنت کو زمیں چھوڑ کر کفن جاتا  تیسے کوچے سے نہ بیل شو گلشن جاتا  خوپلے جانے اگر میں پس وزن جاتا  قبر تک فاتحہ پڑھنے کو بھی دشمن جاتا  ایجنوں بلاتے تھے کیوں ہن تن جاتا  اتنا کہنے سے بھی کیا وہ بت پُرفن جاتا  اپنے ہمراہ مجھ لے کے براہمن جاتا  کون پھر قبر پر میری پڑوشیوں جاتا</p>	<p>اگل الفت کی سوا ہوتی دل بیل میں  قبر میں آتا اگر آتشِ فرقت کا خیال  ای تو اونکے نہ پڑتا یہ غبارِ عصیان  آپ آتے جو کبھی فاتحہ خوانی کی لیے  دیکھتا جو کہیں عارضِ گلگو نکوتے  اونکو درپردہ یہ نفرت ہی مری صورتے  میں فادوست تھا ایسا کہ شبِ آوینہ  جوشِ وحشت میں جو ہوتی مجھے پڑے لہا  وہ جو کہتا ہے کہ میں بھول گیا وعدہ وصل  میں مقبول تباہ ہوں کہ صنم خانو نہیں  میں وہ سیکش تھا اگر رعد ہوتا پیدا</p>
<p>ای احمد لوگ سمجھتے کہ یہی ہی فردوس  گور پر میری جو وہ غیرت گلشن جاتا</p>	

برلے نام ہوا یار اوٹھنا بیٹھنا چلنا  
 ہراک انداز پر محو تماشا ایک عالم ہو  
 ہوا آخری حاصل نتیجہ عشق کامل کا  
 رقیبوں کی نگاہوں میں ہمارا ایک مدد  
 زمانے میں ہراک کو زخمی تیغ او اپایا  
 نہ تھا معلوم پہلے سے ہمیں عشق شکر میں  
 توقع زندگی کی اب نہیں کچھ پائی جاتی ہے  
 پیرو عاشقوں کی تیرے اب یہ طرفہ حالت ہے  
 خدا کی واسطے تاخیر مت کر اب بھی آنے میں  
 الہی خیر کچھو بار سا اب بار کیسو سے  
 تپ ہجران نے آخرواق کیا اب اس قدر جو  
 جلیگے آتش حسرت بزم و کویں و لبریں  
 ہراک انداز سے اک ارگو یاد لچ پڑتے ہیں

ہوا آخر کو اب دشوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا  
 غضب کا ہو تمہارا یار اوٹھنا بیٹھنا چلنا  
 تپ غم نے کیا دشوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا  
 کھٹکتا ہو مشال خارا اوٹھنا بیٹھنا چلنا  
 یہ کس سے تنہے سیکھایا رار اوٹھنا بیٹھنا چلنا  
 کہ ہوگا بعد کو دشوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا  
 ترے پیار کو ہی بار اوٹھنا بیٹھنا چلنا  
 سمجھتے ہیں بس اک آزار اوٹھنا بیٹھنا چلنا  
 مریض غم کو ہی دشوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا  
 گذرتا ہی اونھیں اکبار اوٹھنا بیٹھنا چلنا  
 رہا باقی پی نظر سار اوٹھنا بیٹھنا چلنا  
 جو دکھینگے کہیں انیہا رار اوٹھنا بیٹھنا چلنا  
 ہمارے حق میں ہو تلوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

ہوئے ہیں کوئے قاتل میں نہ اب ہم اوشکے جائینگے	سمجھتے یاں سے ہیں بیکار اوشکنا بیٹھنا چلنا
بہشتِ شادا اور سرِ جو نور شک کھائیں گے	زنگشن میں کہیں ای بار اوشکنا بیٹھنا چلنا
سربالین میں غم کے یہ فرماتے ہیں اگر	ہو آخر یہ کیوں دشوار اوشکنا بیٹھنا چلنا

طریقِ عشق میں اکثر متاعِ حبس لٹتی ہو

احساسِ اہ میں ہیشیار اوشکنا بیٹھنا چلنا

عمرِ بھر عشقِ بتان کا دل مر سکنا رہا	شعلہ تہش نشان گویا تہ و امن رہا
کم نصیبی اسکو کہتے ہیں کہ بعدِ مرگ بھی	پھر گئے اگر کے وجہ بوقتِ مہمن رہا
اکل پری بیکر کی فرقت میں دمِ آخر تک	خانہ تن میں ہجومِ غم ہا ہاشیون رہا
خونِ روانے کا ثابت کسے سر پر کیجیے	شمع کی الفت میں اپنا آپا دشمن رہا
گنگو میں ات بھوا من تک آیا نہ ہاتھ	دوڑتے وصل میں بھی وہ بت پرفن رہا
جبے او شاہِ جنون حضرت کا دلین گم ہوا	دستِ شمشکے گریبانِ حاکم تا و امن رہا
جور کا کیا ذکر ہوا ان میں ارادہِ ظلم کا	یہ بھی ای جانِ شمشکے لیے آہن رہا
ہوگی تا کی نہ او زاہدِ ہمدانی قبر میں	واغِ دلِ مودنایوں ہی اگر روشن رہا



<p>تیر چالاکی میں ہم سے وہ بت پُرفن رہا      اگر گشتہ پھول تیر آج او گلشن رہا      نے خیالِ دستے اندیشہ دشمن رہا</p>	<p>لے لیا و لکومے کیا نیکے وعدہ وصل کا      روئے شبنم ہستی ہو کھلا لیر کا گل سپکاسب      عالم ہستی میں کیا بے لوث کافی زندگی</p>
<p>بعد مردن تھا خیال اک غیرت گل کا احد      رشک باغِ خلد اپنا گوشہ دفن رہا</p>	
<p>یوسف کا تیرے حسن پہ گر ان تھا      ہکو خیالِ ہجر کبھی نہ رہا ان تھا      دیکھا تو نالہ بجرس کا روان تھا      اک بجر خون تھا چشمہ آب روان تھا      یوسف کے بندہ کرنے کو کیا کاروان تھا      کس دن یزدغ دل مرا آتش نشان تھا      چرچا تھا کسے حسن کا دیکھو کہاں تھا      تھے تیر کی طرح سے خیال کہاں تھا</p>	<p>ہم پہلہ تیرا دہر میں کوئی جوان تھا      یہ جانتے تھے چین سے گزر گئی عمر      کی مژگانِ ملک عدم کی جو جستجو      جاری تھا اشکِ چشم سے جو ہجر بار میں      در پردہ چنگی خط کی ہو رخسار بار پر      سوزِ شہین ہی مجھے کب ہجر بار میں      جن بشر میں ملک میں ہی میں بھی      جب تک شہاب تھا نہ تھی پیر کی کچھ خبر</p>

اللہ کے سوزِ سوزِ نہاں ہجرِ یارِ مین  
 بیتاب تھا جگر بھی شبِ ہجرِ یارِ مین  
 غمِ زو کا اونکی بزمِ مین جیتک تھا گذر  
 آیا نہ راستی پہ دلِ یارِ عمرِ ہجر  
 تھا وعدہ وصال نہ آئے تو کیا مین  
 آما نظر وہی تھا ہر اک شو مین بیگان  
 باو خزان کے آتی ہی معلوم یہ ہوا  
 کوئے صنم سے خاک بھی برباد تو نے کی  
 آفتان تری جبین کی شبِ وصل دیکھ کر  
 دیکھا تو بس ہلکے جاتی ہی بلوغ سے  
 وہ کون مرغ تھا جو تھا مست ہی گل  
 بل بے شبِ فراق تری جا تگدازینا  
 ہوا انقلابِ بہر بھی قابلِ لحاظ کے

پھونکا بس اس طرح سے کہ مطلق ہوں تھا  
 مانند برق پہلو مین ل ہی طپان تھا  
 جھگڑا ہمارے اونکے کبھی درمیان تھا  
 کس دن کجی پر ہنسے رخِ آسمان تھا  
 اک دم قرارات بھرا بجان بجان تھا  
 جب پر وہ خودی بھی یہاں درمیان تھا  
 بلبلِ گل اس چمن مین کبھی آشیان تھا  
 لازم ہمارے ساتھ یہ ای آسمان تھا  
 تارے بھی رتے ٹوٹے کہ جب کیاں تھا  
 مرغانِ نغمہ سنج کا بھی آشیان تھا  
 پڑھا گلستا نہیں سون بہستان تھا  
 شامل جگر کے دل ہی فقط اک طپان تھا  
 چرچا سولے عیش کے کوئی جہان تھا

وہ باغ جسکی صاف نیوارین بلور کی	وہ سخن فرش نونکے جزا اور گمان تھا
وہ نہر آبِ حیاتِ حیات کا جسپر گمان ہر صاف	وہ حوضِ عطر کے سوا حسین عیان تھا
اور وہ روش کہ فرشِ نمرود ہو جسکی گرد	چکر وہ جسکے مثل بہ آسمان تھا
اور وہ کیاریاں کہ بھریں سب کلابے	وہ نالیان کہ جلوہ حق بھی نہاں تھا
اشجار وہ کہ جس پر تصدق بہار ہو	وہ پھول جنکو گرنیکا اپنے گمان تھا
نگس کہیں تھی چشمِ تناکو واکے	سنبل سے سچ گیسو سچاں نہاں تھا
سوسن پہ تھا گمان کلم کا بار بار	داؤدی پر بھی جلوہ حق کچھ نہاں تھا
شبکو کے پھول سے تھی ریا بھینی بھینی بو	عباسی کو بھی صد مہ باؤ خزان تھا
لالہ بھی داغِ حسرت لدا رکھائے تھا	بیلمین وہ نمک تھی کہ جسکا بیان تھا
نسرین و نسترین میں بھی عالم نیا تھا ایک	تھی وہ سخن میں بوجو کسی گمان تھا
خوشبو چنبیلی کی تھی فرحناک روح کی	صدر گریب بھی سیکڑوں جلوہ نہاں تھا
تھا رقصِ مور کا کہیں بیل کا شور تھا	کو کو کی تھی صد اکہین جسکا بیان تھا
خندان کسی جگہ پہ تھا لکڑی بھی وہاں	وہ چال تھی تدر و کی جسکا بیان تھا

آتی نسیم صبح بھی تھی سیر کو وہاں  
 اور اک مکان بھی اسپین نیا ت بنا تھا خوب  
 محفل میں اوسکی رہتا تھا پر یو کسا بس جوم  
 جام و سہرے سے ایک طرف مشغلہ تھا وہاں  
 مطرب وہ دیکھ کر جسے زاہد بھی رننہو  
 گناہنے میں لوگوں کی ہوتی تھی گت بری  
 گھنگرو کی بس صد آقامت پاتھی وہاں  
 طبل کی تھا پائین کی تھی جو گنگ پیا  
 سازگی کی صد تھی عزون ٹونکی بس بند  
 تھے ولولے شباب کے اُٹھے ہوئے تھے دل  
 سایہ پری ہما کار ہا کرتا تھا وہاں  
 تھوڑے وقت کے بعد زمانہ لایا رنگ

اصلا گمان آمد با وحسن زمان تھا  
 ایسا جہان میں ڈھونڈھیے تو پھر مکان تھا  
 اندر کے جرم اکھاڑ کیے اور کچھ گمان تھا  
 اور اک طرف تھا قص کہ جس کا بیان تھا  
 کسکی زبان پر دیکھ کے بس الامان تھا  
 بے دکو تھا بنے بیٹھا کوئی اوج ان تھا  
 انداز وہ بتانے کا جس کا بیان تھا  
 صبر تلک کو کھوتی تھی اسپین گمان تھا  
 لوگوں کو اک سرور تھا جس کا بیان تھا  
 حالت میں اپنی کوئی بھی سرچون تھا  
 سامان عیش ایسا کسی جا عیان تھا  
 جو چنچندا اور کوئی جو دیکھا وہاں تھا

بجھے نو د بود کو جب سے ہیں ای واحد

<p>حسرت سے کہ رابطہ جسم و جان تھا</p>	
<p>حرفِ غلط کی طرح تو نے مٹا دیا  بیٹھے جو غیر آگے تو ہٹکوا و مٹا دیا  دل مانگ کر کے مانگ نے ہمسے لیا دیا  تیری نگہ نے خوب جو اب قضا دیا</p>	<p>الفت کو میری خاک میں لیکر ملا دیا  اللہ سے ظلم شانِ خدا کچھ نہ پوچھے  زلتِ تو کا کو آپ کی ناحق ہو مجھے بل  دنیا میں کوئی کرتا نہ پھر اس سے ہسری</p>
<p>بتخانہ بتان کی احد سیر کیجیے  کعبے کی راہ کو تو بتوں نے بھلا دیا</p>	
<p>تو بیل کا بھی شور و شیون ہوگا  چرخِ کھدا پنا روشن ہوگا  گریبانِ تلک چاک و امن ہوگا  غضب ہو کہ وہ ماہِ روشن ہوگا  کبھی ہاتھ میں تیرا دامن ہوگا  زمانے میں تمنا بھی رہزن ہوگا</p>	<p>جو تیرا گدڑ سوے گلشن ہوگا  بھی بعد مردن اگر تشنِ دل  چون بجک الوفت ہو گرنجھے یون ہی  شبِ تیرہ و تارِ فرقت میں ایدل  نپائینگے قابو میں ای شوخِ تمکو  مراے لیا راہ چلتے ہوے دل</p>

<p>یوں وحشت زدہ ہونگے محشر کے دن تتاے دل پہلے گی وہاں تو ایسا ہی عیار محشر خرام</p>	<p>گریبان جو ہوگا تو دامن تنوگا شب وصل و اگرچہ روزن تنوگا کہ واقف تری رو سے رہزن تنوگا</p>
<p>احد ہند میں خاک برباد ہوگی میںے میں اپنا جو دفن تنوگا</p>	
<p>تو نے گیسو کو ہٹایا رخِ زیبا نکلا یا آتا ہی نظر بام پر کہتے ہیں مریض مطلب دل ہو حاصل وہ ہوسے ہنسے خوشی سر و شمشاد و صنوبر کوئی ہمسر نہوا پھر ہوا چاہتا ہی فوج کا طوفان برپا مثل تقدیر ہمیشہ وہ رہا برگشتہ</p>	<p>شب تار یک کٹی صبح کا تارا نکلا دیکھو وہ چرخ چہام پیسہ نکلا دل مایوس سے ارمان کیا کیا نکلا قدر جستمہ دلدار و بالان نکلا چشمِ خوبا رسے پھر اشک کا دیا نکلا مطلب دل کبھی اوس سے ہمارا نکلا</p>
<p>عشق بازی میں احد آپ جو کامل نکلے اپنے فن میں بہت عیار بھی رکھتا نکلا</p>	

<p>یہاں آئی چلے دیوانے صحرا کو وطن چھوڑا      کسے آباد قونے گردشِ حیرتِ کمن چھوڑا      زمیں نے پر بھی دل نے عشقِ زلف پر شکن چھوڑا      ستایا اسقدر آخر کو بلبل نے چمن چھوڑا      جنون نے بعد مردن بھی اٹک کر فن چھوڑا</p>	<p>نہ ثابت جسم پر دستِ جنون نے پیر ہن چھوڑا      صد بار بانیِ قصرِ فریدون سے یہ آتی ہو      بلا نازل ہو کرتی ہو چمچِ گنجِ موت میں      نہ آیا رحمِ اوستیا و کچھ افسوس کی جاہو      رہا وحشت کا اپنی قبر میں بھی سلسلہ باقی</p>
<p>احد کھا کر قسمِ اللہ کی اقرار کرتے ہیں      ترے کوچے کا آنا اب بتِ نازکِ بدن چھوڑا</p>	
<p>دیکھتا تھارات بھر خوابِ پریشان کیا ہوا      کیوں گھٹاوی اپنے الفتِ میرجان کیا ہوا      جس کے شاق تیر مثالِ شمعِ سوزان کیا ہوا      اب نہیں معلوم کچھ پیا بھران کیا ہوا      حکم لینا ہو تو یلیویر دلِ مجان کیا ہوا      ہنسکے فرمانے لگے پیا بھران کیا ہوا</p>	<p>وہ گرفتارِ بلا سے زلفِ پیمان کیا ہوا      کیا سبب ہی پاس نا آئی کچھ فرمائے      ہو گیا اک دم کے دم میں گلِ حراغِ زندگی      ذکر ہو دور و زکا مرنا تھا کتنے پرج لوگ      کیا ہیں آپ آنا تہہ ہن طریقِ عشقِ مین      جب نشانِ پیا نہ اپنے شاقِ بنجور کا</p>

<p>دستِ مشتِ حوڑنا پتھر اہو دمان کیا ہوا  یورِ صحت ہو چلی تھی جانے مان کیا ہوا  اب پاملتا نہیں قالبِ کدندان کیا ہوا  نالہ بیل تھے جسین وہ گلستان کیا ہوا</p>	<p>چوٹِ دشنے زنگھار بھی پوشاک کا  لوگ جب کہنے لگے وہ مر گیا بیا عشق  قیامتی سے چھٹی جب سوج گھبرا کر کہا  پوچھتی ہو باغ میں اگر خزان سے بوج</p>
<p>ہو یقینِ مشرین احمد کے کرم سے ایواحد  آکے پوچھیگی شفاعت غرقِ عھیا کیا ہوا</p>	
<p>جتنا کہ تری زلف کا پھندا نہیں ہوتا  کس جاتے دیوانے کا چرچا نہیں ہوتا  عشاق پر فوجِ سلم ہو سچا نہیں ہوتا  پرساں جو مرار شک سچا نہیں ہوتا  مقتولِ نظر کے لیے پروا نہیں ہوتا  کیوں بامِ پراوشوخ کا جلوا نہیں ہوتا</p>	<p>یونہی نہت میں نے قید کسید کا نہیں ہوتا  اس عشق نے رسوائی جمانج بکیا ہو  فرماتے ہیں لوگوں سے سزا دہین اسکے  بیمارِ غم ہجر کے بڑھتے ہیں مرض اور  چادرِ زمی لاشِ پتہ اوڑھکے آؤ  مشاقِ تجلی ہیں ہر اک صورتِ موسیٰ</p>
<p>تم جیسے احدِ عشق میں اوس بچکے پھسے ہو</p>	



اسطرح کسی پر کوئی ششیدانہ نہیں ہوتا

جان کو نعلے جلوہ جانا نہ کرویا

اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کرویا

آباد ہم نے مجنون کا ویرانہ کرویا

عالم کو اپنے حسن کا پروانہ کرویا

اوس عکس رونے کی کپوری خانہ کرویا

بھی دیکھو صرف ہمت مردانہ کرویا

دیوانہ کرویا کبھی مست زانہ کرویا

اک جام دیکے ساتی نے مستانہ کرویا

کہنا ترابھی اودل دیوانہ کرویا

ناحق کو زلف یار کی بٹوے گئی صبا

انروزون مشت نجد میں اپنا قیام ہی

جلوہ دکھائے دیکھیے اوس شعر و نثر آج

کس کام کا یہ شیشہ بدل اپنا تھا گر

قربان سر کو کر دیا تیغ نگاہ پر

قربان تھے خیال کے ایجان بجان مجھ

موت خانہ جہان میں جب اپنا گذر ہوا

دل میں ہو کر دیتے ہی دیتے جگہ احد

کہے کہ ہنر دیکھے بت خانہ کرویا

میری آغاز الفت کا یہی انجام ہوتا تھا

تماشا ہو مجھی کو کو مورد الزام ہوتا تھا

شہسائے عشق میں رسولے خاص و عام ہوتا تھا

میری حالت کو بڑے دیکھ کر کیوں دل لگایا تھا

<p>مجھے اسی دینِ سولے خاص و عام ہونا تھا  غیبت ہو اور دھر سے بھی تو کچھ پیغام ہونا تھا  مجھے بدنام ہونا تھا مجھے خوش نام ہونا تھا  مريضِ عشق کو خسِ بھلا آرام ہونا تھا  نگاہِ بد کا احسنِ کوبڑا انجام ہونا تھا  مجھے برباد الفت میں بت خود کام ہونا تھا</p>	<p>وہ کہتے ہیں تمہارا کیا گیسولے الفت میں  پیامِ وصل کے بے پیام مرگ ہو آیا  سربالینِ مریضِ غم کے یہ فرماتے ہیں آکر  نہ جانیِ فرقتِ جانا میں جان تو اور کیا ہوتا  مے نالو نکوسن بنکر کے فرماتے ہیں لوگوں سے  مالِ عشق کو پہلے نہ سمجھے تھے مگر آخر</p>
---	---

نہ کھلی آرزو، دلِ احد اک رہ نہ بھی اپنی

نقطا اوس بت کی انت میں مجھے بننا ہونا تھا

<p>مجھے آپ شقِ ستم کیجیے گا  یہ سمجھے تھے تم پر کرم کیجیے گا  نہ سمجھے تھے ہم و صنم کیجیے گا  غریبوں پہ کچکِ ستم کیجیے گا  کبھی آپ خط بھی رقم کیجیے گا</p>	<p>کہان تھی خبر یہ کرم کیجیے گا  تھاری جناؤ نے وقت تھے تم  جنا سقدہ لیکے دل کو ہا سے  خدا کے لیے باز آؤ جنا سے  ضرور اونسے پہنچنا اے قاصد</p>
--	---

میں وہ عاشقِ گل گرفتار ہوں ایجان	مرے بعد میرا بھی غم کیسے گاہے
وصیت یہ یاد رہتی تمام اوس صنم کا	وہ مرگ پر دھکے کے دم کیسے گاہے
غمِ یار میں ایسا خسیں رہتی تھی	گمان تک بجلا چشمِ غم کیسے گاہے

### روایت بابے موصدہ

گوشِ گل میں کر رہی ہو شکوٹِ عدیب	ہو نسیم صبح میں بھی کیا ہولے عدیب
باغ میں شیکو جو تھک دیکھ پائے عدیب	شمع کا فوری وہین او گل جلائے عدیب
جلوئے رخ کو ترے گور دیکھ پائے عدیب	آتشِ الفت سے گلشن کو جلائے عدیب
تو وہ گل ہو گرتے تھے پھر دیکھ پائے عدیب	گو کیوں باغِ جہانین خاک اور لائے عدیب
رنگ گل جب چہرہ گل سے اوڑھے تو یہ کہا	ابوحولے نقشِ الفت کو مٹائے عدیب
پھونکنا گر خارِ صیبا کا منظور ہو	آتش دے لے بھی آتش لگائے عدیب
ایک دم کوٹھے پر بیٹھے تھے ترے آکر کے وہ	پیتے ہیں صبح کے گل بھی آج پائے عدیب
ہو دمِ رخصت یہی باو بہاری کی صدا	دلخ و دونکے لیے گل سے لگائے عدیب
کچھ نہیں سنتے ہیں گل گورات بجز روکے بھی	کستی تو بنیم چمن میں باجراے عدیب

آنے کو ٹھے پرتے گر بیٹھکر تو ہوا بھی  
 گوش گل کھولے ہوئے سنتے ہیں کچھ دیر آج  
 آتشِ گلچ بھونک دیگی آتشیا نیک ترا  
 واہری تا نیر عشقِ گل کم آنے میں آج  
 جل کمان سکتا ہواوس خورشید کے روبرو  
 باغ میں ہم چم چسلیں اور اپنی ہو یہ آرزو  
 وامین صیاد تیرے پھس گئی بلبل اگر  
 عارض گل رنگ کی تیرے اگر دکھے بہار  
 باغ میں چلیے گل و بلبل کا سنیہ تہ ذکرہ  
 تو وہ گل ہو تیری الفت میں اگر نالہ کسے  
 تو وہ گل ہو شستہ تارِ نفس میں گو ہر حکم  
 تو وہ گل ہو عشق تیرا کہ میں پیدا کرے

سرمد چشم گلستانِ خاک ٹکے عنایب  
 ہوسیم صبح کنتی ماجرے عنایب  
 تو ہوادان گل سے کچھ گراؤ لگائے عنایب  
 ہوش صیاد و نیک گلشن میں اوڑھے عنایب  
 لا لگشن میں چسپے گل جھلائے عنایب  
 تم ہو گل کی جا پو اور ہم ہوں بجائے عنایب  
 باغ میں نالے کرین گے ہم بجائے عنایب  
 اپنے حجامے میں نہ پھرو پھوئے سائے عنایب  
 ہی جھائے گل زیادہ یا وقفے عنایب  
 ہوش ابھی پھولوں کے گلشن میں اوڑھے عنایب  
 ہار پھولوں کاتے خاطر بنائے عنایب  
 آشیان آکھونین گل کے پھونٹے عنایب

انقلابِ طبع بھی لازم ہو الفت میں احد

پو پھتے ہیں گل صبا سے ماجرا سے عنایب

گل نیا نالو نے گلشن میں کھلائے عنایب  
 ہو شکستِ ہنگ گل سے یہ صدائے عنایب  
 آہ آتش بار سے تیش لگائے عنایب  
 قید ہستی سے جو اپنے کو چھڑائے عنایب  
 خوابِ غفلت سے کہو سر کو اٹھائے عنایب  
 خاک پا کو تیری انگھون میں لگائے عنایب  
 کدو بے پر کی زیون ہرم اوڑھائے عنایب  
 رنگ اپنا ویدو گل میں جمائے عنایب  
 گوش گل تک کب پہنچتی ہو صدائے عنایب  
 ہوزر گل مشتِ غنچہ میں بہائے عنایب  
 ہر چراغ گل میں گلرغین جلائے عنایب  
 کچھ گلاب اب چاہیے ہر دولہے عنایب

کاش اوس غنچہ دہن کو دیکھ جائے عنایب  
 آمدِ فصلِ خزان سے شور ماتم ہو پاپا  
 پھونکنا گر خازنِ صبا کا منظور ہو  
 عشق میں گل کے ہیں جتنی رخ و غم جاتے ہیں  
 فصل گل اب ہو چکی ہو آمدِ فصلِ خزان  
 تو وہ گل ہو کر چین میں جس لوہ فرما بھی  
 فصل گل تو دور ہو پر کر رہی ہو تہہ  
 تو جو جائے باغ میں دم عشق کا تیرے بھرے  
 خازنِ صبا دین یہ آہ وزاری ہو عیش  
 قیمتِ بیل اگر صبا کو منظور ہو  
 تو وہ گل ہو بر گلگشتِ چین گر شکو جاے  
 غشِ غش آتے ہیں عشقِ گل میں اکو میدہ

<p>عشق میں گل کے اگر خن میں نہائے عذیب          کچھ سمجھ کر جبین گل سے دل لگائے عذیب          عرش تک جانے لگے ہیں نالہائے عذیب          ہوش کھوتے ہیں چمن میں نالہائے عذیب          فصل گل تک ہوش میں ہرگز نہ آئے عذیب          آہ سے تیشن نگلشن میں لگائے عذیب          اپنی ہنسی سے زر گل دے ہائے عذیب          آرزوے گل بنی ہو التجاے عذیب</p>	<p>تائے کا مذکور کیا تاثیر ہونے کی نہیں          رخصت فصل بہاری ہوگی اکدن باغے          دیکھیے ہوتا ہو کب صیاد اسپر مہربان          باغبا نکا ذکر کیا ہو آج صیاد و نکے بھی          تو وہ گل ہو کر کہیں بھو یسے شکار دیکھے          شور و نالہ گریو ہیں دزات عشق گل میں ہو          تو جو بیچے اسکو ای صیاد تو غنچے ابھی          گل کے ولین ہو وہ غنچہ شمع دل بلبل مزاج</p>
---	--

بیٹھ کر اس گل کے کوٹھے سے سوجا آئے ہوا  
 سر پہ چشم صفا بان خاک ٹپے عذیب

<p>ہونچے ہو باب اجابت پر دعاے عذیب          اپنے جامے میں نہ پھولے سائے عذیب          میں بھی گلشن میں کوئی نہ جانے بجائے عذیب</p>	<p>کیون نہ ہو ہر گل کے ولین آج جامے عذیب          گر گل عارض کو تیرے دیکھ لے عذیب          جامے گل ہوا غنچہ میں ای گل اگر تو بہت لوگر</p>
--	---

<p>             کیجیے کس سے بیان اجڑے عنزیب              ہو گلون کے سر نہ ناقہ خونہاے عنزیب              چاہیے کچھ گلبدن بہرِ قباے عنزیب              روغنِ گل کھینچے بہرِ دلے عنزیب              قابلِ حسرت ہو او گل ماجراے عنزیب              اشک چشمِ گل سے نکلے ہن بڑے عنزیب              اب کہاں وہ گل کہاں رہے نغمے عنزیب              شورِ آخر کیوں بگوشن میں مجھے عنزیب              نالہ اول سے مے پہلو بچائے عنزیب              چل نہیں سکتے تفس میں ت و پائے عنزیب              شرم سے اپنے پر نہیں رُجھ جائے عنزیب              ہو بندگی گلشن میں انہ زون ہواے عنزیب              ہوش گلچین کا اور اتنی ہواے عنزیب         </p>	<p>             فصلِ گل و لطف پر صیاد کچھ ستانین              نالہ کرتے کرے عشقِ گل میں جب خود گمئی              گل سے درپردہ بہار باغ یہ کہتی ہو آج              صدرِ فرقت سے ای صیاد ہو دردِ جگر              صدمے جو گزرتے ہیں اسپر خانہ صیاد میں              قطرہ شبِ نم نہ سمجھو بگِ گلِ ہن عیان              قافلہ باد بہاری کا چمن سے چل بسا              آتشِ گل سے چمن میں آگ ہو ہر گئی              میچ جاؤں باغ میں او گل تو ہو بکوفتین              موسمِ گل میں ستم ہو دیکھ ای صیاد کیا              روبرو گل کے جو تو ہوں باغ میں یہ گل کھلے              کجستِ گل کچھ اور ڈا سکتی نہیں باوصبا              صد نہ پیداوے سے ہوا سدر گمِ فغان         </p>
---	--

سورگ کشن گر قدم رنجہ کبھی فرمائے تو باغ میں جانا کسی دن اپنا ہوگا گر کبھی لاکھ سر پٹکا کسے یہ خانہ نصیاد میں صحبت گل ات دن منظور ہوا سکو اگر فیض سے اپنی نواہی کے دیکھو واحد	آب گل سے پاؤ کو تیرے دھلائے عنایب ہم گلو نے کچھ کہیں گے لہجہ رعنایب کون سنتا ہو قفس میں تالک عنایب شاخ گلچن اشیان اپنا نئے عنایب کردیا زاغون کو میں نے ہمنوائے عنایب
--	--

### ردیف تائے فوقانی

فتارِ قبر سے گرچہ مجھے ممکن نہیں فرصت حد میں چین پانا خیر اتنا بھی نہیں ممکن تصور ہاتھ سے زلفونکے چھو نیکا بنایگا لگاوٹ ہو کسی سے اور کسی سے گرم صحبت ہو اثر سے لکے وہ تنگ یوں کر کے کہتے ہیں ہماری قبر پر آگے کے حسرت سے کہتے ہیں کبھی تازہ ہو رخ پراور کبھی گیسو سنوٹے ہیں	تڑپنے کی مگر یارب مے زیر زمین فرصت تسے ہاتھوں سے بعد مرگ انہرہ چین فرصت زینے دیگا مرقد میں یہ مارِ آستین فرصت فقط اک مجھے ملنے کی تمہیں اتنی نہیں فرصت خدارا ایک دم لینے دے آوا تیشین فرصت تجھے تو لگی ہو خوبا عزت گرین فرصت بناوٹ سے تمہیں تو رات دن تہی نہیں فرصت
--	---



رہے مٹھی بندھی اور طباہی گاور نہ سمجھ لے تو  
 تھیں فرصت تہین ملتی ہو گو غیر و نکلے ملنے سے  
 ستمگاروں کے پنجے سے سمجھ لے تاؤم آخر  
 عذاب گورے فرصت ملیگی خاک وان ہمکو  
 نہیں جانی عو آرائی سے وہ جہ طرح میں عم  
 پھسا کیوں نہ لکے پھنڈیا میں بے سمجھے ہوئے آخر  
 خیالِ ظالم ہواونے اگر خواہش ہو ملنے کی  
 صدا آتی ہے تیرے عاشق محزون کی تربت سے  
 شبِ فرقت میں دم بھرا جکل لینے نہیں رہتی  
 دم سپری اس عقلِ ازل ہوتے جاتے ہیں  
 صدا آتی ہو سینے سے یہی ہے پس من  
 رہائی جیتے جی قیدِ تعلق سے تو مشکل ہو  
 خیال اوس بت کا دے جائے کہ ممکن نہیں اصلا

پناے طائرِ رنگِ خا اور نازنین فرصت  
 ذرا ہم سے بھی مل لیتا جو ملے کہیں فرصت  
 بہت مشکل ہو ملنا او دل اندوگین فرصت  
 وہیں کیا ہوگی فرصت جب نہیں ملتی ہیں فرصت  
 اونھیں بھی اندون میں طرح ملتی نہیں فرصت  
 تجھے پہلو میں پہلے تھی دل کو خوشین فرصت  
 اونھیں غم و نکلے ملنے سے ہوگی لہقین فرصت  
 نہ بالائے زمین فرصت تھی نے یزدین فرصت  
 کسی کافر کی جگہ یا ذلتِ عنبرین فرصت  
 ہمارے بزم کے سب چاہتے ہیں ہمنشین فرصت  
 ذرا لینے دے جگہ سوزِ داغِ آتشین فرصت  
 ملے بعدِ فنا شاہِ اول اندوگین فرصت  
 بجلا نکو احد ملنے کی ہواوس سے کہیں فرصت

## ر د ی ف ت ش ا مے م ش ل ت ہ

خواب سے فتنہ محشر کو جگاتے ہو عبث  
 چاہنے والیکو کیوں اپنے ستارے ہو عبث  
 مجکو تم باتوں ہی باتوں میں اوڑھاتے ہو عبث  
 ا شکو تم دید و دہشتہ مثالتے ہو عبث  
 گالیان مجکو مریجان سناتے ہو عبث  
 کشتہ چشم کو آنکھیں یہ دکھاتے ہو عبث  
 روز پٹی دل مخزون کو پڑھاتے ہو عبث  
 آنکھ زگس کو مریجان دکھاتے ہو عبث  
 نقش باطل کی طرح اس کو مٹاتے ہو عبث  
 کعبہ دل کو جو اس طرح سے دکھاتے ہو عبث  
 اور بھی خاک میں تم مجکو مٹاتے ہو عبث  
 اپنی مفضل سے مجھے دیکھو اوٹھاتے ہو عبث

ٹھو کرین ناز سے چلن میں لگاتے ہو عبث  
 اوس ستمگار سے اتنا بھی کینے نہ کہا  
 ایک بھی تم مے مطلب کی نہیں سنتے کبھی  
 صورت یا مری آنکھوں کی تپلی ہی میں ہو  
 میں تو ہوں عاشق جان باز تھا راجانی  
 تم کو مقتول نظر پر ہو ترحم لازم  
 وعدہ وصل کا ایسا بھی تو اک ان ہو کبھی  
 چشم بدور نظر دیکھو رنگ جلائے کین  
 حق الفت کو مرے صفحہ لفظ سے بتو  
 ای تو خوف خدا بھی ہو تھیں کچھ کہ نہیں  
 صورت نقش قدم ہو نہیں پڑا پھیرتے ہو  
 چان جائیگی مری رشک میں غیر و نکے ضرور

کشتہ زخیر بید او کا خون کل لےجے	ہندی ہاتھوں میں میرجان لگاتے ہو عبث
کوئے جانا نہیں زمین بھول کے جاؤ گا کبھی	حضرتِ دل مجھے تم پٹی پر ڈھالتے ہو عبث
وصل کی شب یگے کہنے وہ ناخوش ہو کر	لپے سینے سے احد بجو لگاتے ہو عبث

## رویف حیم عربی

جدد مشکین کھو لکر بالونکو بھرتے ہیں آج	کہدو کیوں از دل عاشق کو پھیلاتے ہیں آج
عشوہ و انداز سے پیش نظر آتے ہیں آج	اس کیلیں حلق کیا کیا غضب ڈھالتے ہیں آج
سختیان پہلے اوٹھا کر ہر دکھلاتے ہیں آج	پیش کے ہندی کھڑے رنگ ہم لاتے ہیں آج
دکو پہلو کو مے اب وہ ملے جاتے ہیں آج	کہدو اونسے کوئی کیوں نا حق غضب ڈھالتے ہیں آج
شمع افروزی تری اللہ سے او گلبدن	بزم میں آ آ کے ببل گل کتر جاتے ہیں آج
گالیان دیتے ہیں بوسہ مانگنے پر ہم کو وہ	کھونے سے منہ کے کیا کیا منہ کی ہم کھاتے ہیں آج
جانے کن کن قوش نے کر دیا بچین دل	اک ترپ بجلی کیسی پہلو میں ہم بٹاتے ہیں آج
کر دیا دل کو نشانہ سنگ جو رسنگدل	کہدو کہے کو خلیل اللہ سے ہم ڈھالتے ہیں آج
فرقت جانا نہیں مونس اپنا یان کوئی نہیں	او غم تنہائی تجھے دل کو بہلاتے ہیں آج

<p>بل بے اغماض اچکا ہم تو مر جاتے ہیں آج  سننے ہیں تیرے طرٹ ڈون چلے جاتے ہیں آج  کسے جانا کو غبار اپنے اوڑھے جاتے ہیں آج  حضرت دل کو چہرہ قافلین پھر جاتے ہیں آج  سینہ وزانو پر رکھ کر ہاتھ پچھتاتے ہیں آج  دوست نکالیا ذکر دشمن تک بھی پچھتاتے ہیں آج  اول مضطر تھے مضطر بہت پاتے ہیں آج  حسرت بڑا رہی میں ہم مر جاتے ہیں آج  ٹھو کر وغین ہم دل پال مال کو پاتے ہیں آج</p>	<p>بلنا کیسا وصل میں اب بولتے تک بھی نہیں  چھوڑ کر بتخانہ و کعبہ کو شیخ و پیرین  مرنے پر بھی حسرتیں دکھی پریشان کرتی ہیں  جان و تن پر خیر گندے تو غنیمت جانے  تھا وہیں مقتول قاتل قتل کے پیچھے مے  نفس پر تیرے شہید نازکی او سنگدل  پھر نگاہ برق و شس کیا کام اپنا گر گئی  دیر آنے میں جو آنا ہو کر لبتہ تو  محرور قنار حسینان اس قدر یہ ہو گیا</p>
<p>شک نہیں جو یوسہ لب آب جیوان ہوا احد  پر کرین کیا کال بھی ڈسنے کو لہراتے ہیں آج</p>	
<p>بسنہ چھپائے ہم کفن میں شرمے جاتے ہیں آج  بھوتے پھر جانب میخانہ ابر آتے ہیں آج</p>	<p>بار عصبانے ہمارے پانوں تھراتے ہیں آج  لطف مستی سابقا کس طرح پاتے ہیں آج</p>

جس طرن نکلے جلتے ہیں غضب ڈھالتے ہیں آج  
 بال گیسو کے بکھر کر لب پیہ آتے ہیں آج  
 سوزش سنسار کو او شمع رو اپنے پتہ چھ  
 قبر میں بھی مونس و غمخوار اپنا جانکد  
 عکس زلف و تاناکا اونکی ساقِ پابین ہو  
 جمع کر کے میرے سببے کہ ورت کی وہ گرد  
 تاج شاہی کے لیے تھا انقلاب نہر سے  
 فوج مڑگا تکو لیے او کی نظر ہو دکے سمت  
 بعد مرنیکے خبر او س گل کی گر لائی تو کیا  
 سرخز و قتل میں سب تو جان دیکر ہو گئے  
 شیشہ بول ہو گیا کیا چور سنگ جو ر سے  
 کہتے ہیں کس رشک گل سے عہد گلامے چمن  
 وان ملی جاتی ہو مندی اشک گلگو نئے یہاں

کشتہ تیز نگاہ ناز کر جاتے ہیں آج  
 پاکے کالے چشمہ حیوان میں لہراتے ہیں آج  
 صورت پر وانہ نظارے رے جلتے ہیں آج  
 او غم تنہائی محجو ہم یہ جلتے ہیں آج  
 پاکے جوڑے کالیکے پاؤں میں لہراتے ہیں آج  
 اک عمارت گرد و دل تعمیر فرماتے ہیں آج  
 ٹھوکرین کھاتے سر فقور کو ٹاتے ہیں آج  
 دور لاکھوں ترک اک مظلوم پر لاتے ہیں آج  
 او نیم صبح ہم تو جان سے جلتے ہیں آج  
 سخت جاتی کا برا ہو کیسے شرماتے ہیں آج  
 نالہ دل شور کچھ کرتے ہوئے آتے ہیں آج  
 مثل غنچہ گل کو بھی ہم باگرو ٹاتے ہیں آج  
 ہم بھی ہندی نئے نظارہ میں ملواتے ہیں آج

<p>سوج بوسے گل کی صورت و دلچکاتے ہیں آج حضرت دل کیجے کو بتجانا یہیہ عالمے ہیں آج زناک قیدی تھے محشر میں آتے ہیں آج دکو پہلو میں بہت مضطربا اصرار دیتے ہیں آج</p>	<p>کیا نزاکت ہی صبا سے بھی دم سپہ حرم چھوڑ کر کے خود بخود سنتے ہیں اب عشق صنم بال کھولے پیچھے پیچھے حورین بھی ہمراہ ہیں جانے کس بق و ش نے کر دیا بچپن پھر</p>
--	---

### رولف حاسے مہلم

<p>بشکل مری بھی آسان ہوتا کی سیطرح وقت میں بچکئے ہیں بشکل کی سیطرح اس گھر میں آگئے ہیں بشکل کی سیطرح تھمتے نہیں ہیں یہ جگر و دل کی سیطرح بجالتن گر پورہ کھل کی سیطرح پھر حاسے مجھ پر خنجر قاتل کی سیطرح اوٹھ جاے آج پر وہاں عمل کی سیطرح رکتا نہیں ہے آج مراد دل کی سیطرح</p>	<p>خونریزی پر ہوا دل تر اماں کی سیطرح کیا پوچھتے ہو ظلم رسید و کالپنے حال صد شکر اپنے خانہ و دلین میں جلوہ گر کیا جانے کہ ملنے کا وعدہ ہو کس سے آج تھا لطف دید مجھ کو آنکھیں پس فنا اشرے شوق قتل کہ کتا ہوں بار بار ہو ج تیس ساٹھ تھے ای نسیم صبح کیا جانے کہ کیا ہی جو پہلو میں ایک دم</p>
---	---

مقتل میں چاہتا ہوں قاتل سے ای واحد  
تو پون زمین چھوڑت بسیل کی سطح

## روین خاکے مجھ

بتلاتا اندون نہیں اپنا نشان ہ شوخ  
پیدا ہوا ہوی میری طرفے گمان جو نیک  
بانگے جو بوسہ غیر تو بچھر عتاب ہو  
پوچھے تو کوئی اوس سے کہ آخر چہ بین کیا  
غیر و نکا ہو بیان تو ہوتا ہوی سے خوش  
مدت سے میں سمجھتا ہوں سمجھے ضرور ہوی  
پیغام وصل بھیجتے ہیں اوسکے پاس ہم  
غیروں پر تو نگاہ عنایت کمال ہوی  
الفت نہیں تو کیوں یہ شب وصل میں احد

کیا جانے کہ رہتا ہوی اکثر گمان وہ شوخ  
اپنے گمان سے اندون ہوی بد گمان ہ شوخ  
ناحق مجھے یہ دیتا ہوی کیوں گایان ہ شوخ  
ککے چلا ہوی جھکو کہ ہر نیم جان ہ شوخ  
سنتا ہوی کب ہماری بھلا داستان ہ شوخ  
دل کو ہاے تیر ستم کا مکان ہ شوخ  
اب دیکھیے ہوی کرتا نہیں یا کہ ہان ہ شوخ  
ہم پر بھی ہوگا دیکھیں کبھی مہربان ہ شوخ  
مٹے میں ہاے دیتا ہوی اپنی زبان ہ شوخ

## روین وال مہلہ

عاشق جو رخ کے ہو گئے زلفِ وقت کے بعد  
مٹے دیکھا صبح عیش کا شام ہلا کے بعد

اہل وفا کا دھیان جو آیا فنا کے بعد  
 مہندی چھوڑانے کے لیے اوس شوخ نے کہا  
 مہندی نہ ملیے ہاتھ میں کہتے ہیں ورنہ آپ  
 رحم آیا میرے حال پر اس درجہ سکو بھی  
 گنجینہ مراد کا توڑین گے قفل آج  
 نیچی نگاہ کر کے نہ منہ کو چھپائیے  
 دس دن بہار باغ تو دس دن خزان بھی ہو  
 مالہ کیا تو سینے میں جینش سی ہو گئی  
 آیا نہ رحم عاشق بیدل پر بھیتے جی  
 اب راستی ہو ہلکوبھی چھوڑ کر پسند  
 فرماتے ہیں یہ حضرت ذل عشق نعت میں  
 صد شکر کا رخا، نظم کلام میں  
 کیوں کر نہ اونکے دل میں اثر ہو گا اور احد

پچھا ہے ہین اپنے کیے پر فنا کے بعد  
 اپنا بھی رنگ جم گبازنگ فنا کے بعد  
 ملیے گا ہاتھ بیٹھ کے رنگ فنا کے بعد  
 کرنے لگی دعا بھی اجابت دعا کے بعد  
 قسمت میں ہو تو دیکھیے بند قبا کے بعد  
 بہر حسد انہ کیچے پر وہ جلا کے بعد  
 باو خزان کے جھونکے ہین باو صبا کے بعد  
 آخر کو ٹوٹا شیشہ دل بھی صدا کے بعد  
 اب آپ ہاتھ ملتے ہین ناحق فنا کے بعد  
 عاشق ہوے ہین ہلکے زلف و تار کے بعد  
 نازل ہو دیکھین کون بلا اس ہلا کے بعد  
 ڈھلتے ہین شعر سائے میں فکرِ رسا کے بعد  
 تالون نے سراوٹھایا ہودت دعا کے بعد



## رویفن ذال معجم

<p>نامہ برنے جو دیار کو میرا کاغذ میں نے یہ شوقیہ نامہ جو لکھا ہوا حسرتِ دل کی نکلنے کی تھیں باتیں جو کھین نامہ برنے جو کہا دیجیے کاغذ تو کہا نامہ یار نے مرنے سے بچا یا محکو نقرنی ہووے وگر نہ ہو طلالی بیشک تھا جو مرقوم کچھ آہینِ دل گم گشتہ کا حال ہو گیا آہین بھی خود شوق یہ دیکھو پیدا نامہ یار کو میں صاف سمجھتا ہوں احد</p>	<p>ہو گیا جلوہ عارض سے سنہرا کاغذ ہو سراپا اور کیا آج تمنا کاغذ خود لقا فنی سے نہ باہر ہو امیر کاغذ خط کے کہتے ہیں اور تو ماہو کیسا کاغذ ہو گیا خوب قسمت سے مسیحا کاغذ یار کے خط کے لیے چاہیے اچھا کاغذ گم ہوا ہاتھ سے قاصد کے ہمارا کاغذ اوسکے کوچے کی طرٹ اور چلا اپنا کاغذ ہو یہی کاتبِ تقدیر کا لکھا کاغذ</p>
---	---

## رویفن لے مہملہ

<p>ہوے راہی عدم کو عاشقِ زلفِ دو تا ہو کر اٹھے پہلو سے جب وہ جانِ طالب سے کل بھاگی</p>	<p>بلایے زلفِ بیجان سر پہ آئی تھی قضا ہو کر وہ آئے بھی ہمارے پاس تو آئے قضا ہو کر</p>
--	---

کہا رنگون نے مر کے بچے ہیں ایک تو بولے  
 پھر کنا اونکے ابرو کا کرے گا قتل عالم کو  
 جلا کر بوسہ لے پس مردن لگے کہنے  
 دکھا کر نیکو وہ تر چھی نگہ یہ ہنسکے کہتے ہیں  
 نقاب رخ اوٹھایا تے جان سے نکل بھاگی  
 تھارے آتے ہی مہی با تھا جی اوٹھا جب میں  
 خیال زلفت میں او ہمد مہو نزع کا عالم  
 نہ پوچھ او قاتل عالم کہ کیا تاثیر ہو اس میں  
 بہت مشکل ہو بیچ جانانی ہو جان پر اپنی  
 آئی خیر کچھو آج بیمار ان الفت پر  
 جہانین نام ہو اسکا وجود اسکا تین باقی  
 عشق میں پر ہونکے اک دن جان جاگی  
 خرم خراب ابرو دیکھا گردن جھکاتے ہیں

گئی ہو سر پر انکے بار ہا صدقے قضا ہو کر  
 ادائے تیغ قاتل رنگ لایگی قضا ہو کر  
 نہ دکھلائیگی منہ جاتی ہو شرمندہ قضا ہو کر  
 اسی پردے میں اک دن آئیگی دیکھو قضا ہو کر  
 بگھا و ناز مجھ کم بخت تک آئی قضا ہو کر  
 سر بالین سے اپنے کیا چلی سوا قضا ہو کر  
 شبِ فرقت میں یاد زلفت آئی ہو قضا ہو کر  
 کھنچی جسپر تری تو اربس پونچی قضا ہو کر  
 بگھا و نازت آج جان لیتی ہو قضا ہو کر  
 بگھا و ناز کے ہم سہ راہ آتی ہو قضا ہو کر  
 تری تیغ نگہ پر مر گئی صدقے قضا ہو کر  
 مری دیوانگی یہ رنگ لائے گی قضا ہو کر  
 ناز اپنی ادا ہو جاتی ہو کشر قضا ہو کر

یہاں تھانزع کا عالم جو آئے وہ عبادت کو ہزاروں عاشق جانا باز کی جاتی ہیں بس جانین ذرا سا گدگدایتے ہو جان پر اپنے بنتی ہو دم مردن فوراً شک سے یہ جوش دیا تھا	گلی پانوں پر پڑنے اونگے شرمندہ قضا ہو کر نکلنے ہیں کبھی وہ گھر سے اپنے تو قضا ہو کر تھاری پھیرنے آخر کو پھر چھیرا قضا ہو کر ہمارے پاس کشتی پر سوار آئی قضا ہو کر
---	---

خیال کیسو چچان میں اپنی جان جاگی  
اسی پردے میں آگی احد اکدن قضا ہو کر

دل مضطرب ہمارا عاشق روے صفا ہو کر بھری تھیں حسرتیں جو دلمیں اب وائے ناہمی تڑپا کیا تھا اوجان حیزین گروہ نہ آئے تھے ضرور اکدن نیا خون شہیدان ہنگ لائینگا کبھی مجھے پٹتے ہو کبھی منہ پھیر لیتے ہو کیسے کا ناز کہتا ہو اگر منے کی خواہش ہی یقین ہی اب مرادین اپنے دل کی سب بڑائیگی	رہا پہلو میں اپنے طائر قبہ نما ہو کر شکست شیشہ دل سے نکلتی ہیں صدا ہو کر گئی ہوتی تو ہی باب اجابت تک دعا ہو کر دکھائے گا پریر و شوخیان ہنگ حنا ہو کر تھارا ناز بھی کروٹ بدلتا ہی ادا ہو کر جین سانی کرو باب اجابت پر دعا ہو کر گئی ہیں حسرتیں باب اجابت تک دعا ہو کر
---	--

اونہیں جب دیکھتا ہوں چھپا کر مجھے کہتے ہیں  
 گلے میں جب کبھی بھولیے اوٹکے ہاتھ ڈالا کر  
 نہ کیوں کر خانہ کولین ہمارے خونِ حسرت ہو  
 ہماری زینت سے صد شکر فرما ہی تو ابتر  
 جو تو دکھلا کے آنکھیں میری آنکھوں سے ہوا غائب  
 جو پوچھتا تھے کہاں اتنے دنوں تو ہنسکے فرمایا  
 کشش مجھے کیسے نوحیٰ میں یہ آگے کہتی ہو  
 مجھے مسجد میں جاتے دیکھ کر بولے اوھر آؤ  
 پڑا پھینٹا جو کوئی خون کا اپنے دستِ قاتل پر  
 شبیر یا اکثر جس لوہ فرما کر کے کہتی ہو  
 طلب میں اپنی او قاتل کرے گا قتل گر مجھ کو  
 رسائی ہو گئی جلتے ہی او کی بزمِ جانانین  
 یہ غرقِ دیدی مجھ کو نقابِ رخ اوٹھانے کو

ابھی ہم پر وہ غیرت میں چھتے ہیں جیا ہو کر  
 لباسِ شرم میں چھپ چھپ گئے ہیں جیا ہو کر  
 پھری ہو بے اثر باپا جابت سے دعا ہو کر  
 شہیدوں میں ملے ہم کشتہ تیغ ادا ہو کر  
 لگا ہو نہیں پھری برسوں تری چتون ادا ہو کر  
 کسی کینخت کے اب تک تھے دلیں مٹا ہو کر  
 نگینِ خاتمِ دل ہی ہے گا دعا ہو کر  
 خدا کو بھی دکھاوین گے کبھی شاخِ اہو کر  
 رہا سٹھی میں اسکی طائرِ رنگِ خنا ہو کر  
 کیسے دل میں بہ جائیں گے نقشِ مٹا ہو کر  
 زبانِ تیغ سے مٹکوں گا حرفِ دعا ہو کر  
 گیا قاصدِ مداخلے کے کیا بختِ سا ہو کر  
 چلی ہو حسرت ویدار اپنی اب ہوا ہو کر

<p>یہ بت اندا کبر دل میں لہتے ہیں خدا ہو کر          رہیں گے خانہ کول میں کسی کے مدعا ہو کر          وہ بیٹھے اپنے گھر میں میرے دکے مدعا ہو کر          چلی ہو کوچہ کا کل سے پھر باد صبا ہو کر          پھری ہو اس طرح بابا چاہت سے دعا ہو کر</p>	<p>شبیبہ لہکتی ہو عبادت سیری ہی کیجئے          خیال جلوہ زخا رچاناں مجھے کہتا ہو          نہ کلے اپنے گھر سے وہ نہ نکلا دل سے اپنے یہ          مبارک آنج خوشبو جوئے مرغانِ چمن تم کو          سراپا بیستی حسرت بھی پیچھے پیچھے آتی ہو</p>
<p>مے شعرون کو سنکر چوم کر منہ لگے کہنے          احد مشہور ہو تم صاحبِ طبع رسا ہو کر</p>	
<p>برنگ بو ہے جامے سے ہم عریان جدا ہو کر          کبوتر جا کے گریٹھے تو اور دجاٹے ہما ہو کر          تھامے دست و پائین رنگ لائیگا خدا ہو کر          دکھائے گا ہمیں کیا جلوہ تو ادب بت خدا ہو کر          دل وحشی رہا آباد بس وحشت سرا ہو کر          رہی ہو روح قالب سے مئے نہر دم جدا ہو کر</p>	<p>احد وحشت میں بھی قیدِ تعلق سے رہا ہو کر          اثر یہ سناؤ دیوارِ قصر پار تے پایا          اگر ہی شوقِ منہد یکا تو خود کو میرے مل لیجئے          محبت لاکھ ہوتیے مگر سجدہ نہیں کرتے          تصویر میں کیسکے کچھ عجب عالم رہا اپنا          نہ پوچھو تم خدا را اب شبِ فرقت کے صدمے کو</p>

حسینؑ کو محبت بھی ہو تو سمجھو کہ آفت ہی  
 بدن میں ہر گھڑی یہ روح کا اپنے مقولہ ہی  
 کشور کا راپنا خراب میں اس سے کتنا ہی  
 ہوا سودا کبھی وحشت کبھی سوا ہوئے ایدل  
 ستم کو ہم کرم فرط عشق سے سمجھتے ہیں  
 عبت تم عاشقانِ ناز سے سجدے کو کہتے ہو  
 مجھے بچپن نکر بیٹھتے ہیں آکے پہلو میں  
 دعا ہی یہ مریضانِ محبت کی قیامت تک  
 نہ گھبرا قالبِ خاک میں تو ای مرغِ دل اتنا  
 سمجھاو بت نہ بچکوتا تو ان تو عہد پیری میں  
 بہت ڈھونڈھا نہ پایا ہنئے مضمونِ کمر بچان  
 پلانے گھول کر گرا تھم سے اپنے قویج جاؤں  
 بہتا وہاں ہیں نہیں مئے ہیں اس تحصیل دنیا پر

دقا آخر کو انکی رنگ لاتی ہی جتا ہو کر  
 جبابِ بحر ٹھانے گا دریا میں فنا ہو کر  
 کھلیں گے دیکھنا اک دن ہمیں بند قبا ہو کر  
 عٹے سوچ میں ہم عاشقِ زلفت دوتا ہو کر  
 جناے یا راپنا کام کرتی ہی وفا ہو کر  
 بتو بندے سے کیا مشہور تم ہو گے خدا ہو کر  
 پہنچ جاتے ہیں درود کے خاطر وہ دوا ہو کر  
 رہے مشہور بارب اس کا گھر دارا شفا ہو کر  
 قفس سے ایک دن جنت کو جا لگا رہا ہو کر  
 پڑانا جامہ اک دن رنگ لائے گا نیا ہو کر  
 رہا عنقا صفت مشہور وہ بھی بے پتا ہو کر  
 تری خاکِ قدم تاثیر بخشگی دوا ہو کر  
 رہے پابند کب عاقل کوئی حرص دوا ہو کر

اگر نہ شے گناہوں کو خدا دندہ ہے رحمت	حری سرکار میں آئے ہیں سرتاپا خطا ہو کر
ہماری حسرت کی نوشی بھی ایسا قے ہوش	شکست ساغز مڑے سے نکلتی ہی صدا ہو کر

گلے میں ڈالکر باہین تیرے وصل کی شب وہ	
کہاں بہتے تھے تباہ و اصد ہی سے جدا ہو کر	

نہ کیوں مرنے کی عجلت میں رہیں سب جدا ہو کر	ہوا ہو آشنا آئینہ صورت آشنا ہو کر
کیسے عشق رخ میں جان می تن سے جدا ہو کر	چلی ہو باغِ جنت کی طرف با دِ صبا ہو کر
پریشانی نے خاطر رنگ لائے گی بلا ہو کر	چلی ہو کوچہ کا گل سے پھر با دِ صبا ہو کر
مقابل میں تیری رقائے کی دلربا ہو کر	بہت شرمندہ ہو گا فقیرِ محشر پیا ہو کر
کسی کا جلوہ رخسار جب پیش نظر آیا	مری آنکھوں کے پردے میں لگا چھپنے جیا ہو کر
نہ پوچھو وصل کی شب مجھے وہ کیا کیا ہوئے نام	لباس شرم میں چھپ چھپ گئے ہیں میں جیا ہو کر
لڑکپن ہو کنار صورت عاشق سے کرتے ہیں	ابھی وہ پردہ غیرت میں چھپتے ہیں جیا ہو کر
پس میں بھی الفت زلفت کی یہ رنگ ملائی ہی	کحد میں شب کو نازل مجھ ہوتی ہی بلا ہو کر
رہا تازہ مگی سووا کیسے زلفت شکن کا	دل چوشی ہمارا رگیا وحشت سرا ہو کر

تسے ملنے کی گردل میں ہوا درمن باقی ہو  
 نہ پوچھو جب وہ آئے تجھ کو کیا راحت ہوئی حاصل  
 قیامت ہر قدم پر ڈھکتے ہو جس وقت چلتے ہو  
 پریر شعلہ زخار کی بل بے یہ نیرنگی  
 اوڑی جب خاک اور جانبِ قصہ قناریا کی  
 کند زلکے اک بے بڑے جھٹکے اوٹھائے ہیں  
 اونہیں جب چھیڑتا ہوں چل میں تو پاسِ لفت  
 سوال بوسہ پر پہلے تو کچھ بھی نہ کہتے تھے  
 دل وحشی پہ گزری کچھ نہ کچھ جو اس طرح مضطرب  
 مرا جاتا ہوں چڑھا دو منگا کر اسکو بیچ جاؤں

کرین گے جستجو بعدِ فنا بھی ہم ہوا ہو کر  
 بسے پہلو میں میرے درد دل کی دوا ہو کر  
 تری رفتار سے رہ رہ گیا محشر پاپا ہو کر  
 خیال سبزہ منظر دل میں وودل رہا ہو کر  
 چلی ہو کر دشمن تقدیر سے اولٹی ہوا ہو کر  
 رہا دل کیسے پر خم میں برسوں میں تھکا ہو کر  
 وہ رہ جاتے ہیں دل ہی دین کچھ مجھے تھا ہو کر  
 سنا دیتے ہیں اکثر گالیان اب تو تھا ہو کر  
 پریشان کو چڑکا کل سے آتی ہو صبا ہو کر  
 اشرقتی کی خاک پاسبانے دلیر کیا ہو کر

ہراک شو کو احد ہم تو جگہ دیتے ہیں آنکھوں میں

ہماری تپلیان بہتی ہیں عالمِ آشنا ہو کر

چلے ہیں کو چڑکا کل کی جانب شادمان ہو کر

آتی خیر کیسے حضرتِ دل پھر ندان ہو کر



جلایا کیا قیبِ روسیہ ایو آسمان ہو کر  
 رہی گرا آتشِ افروزی تُوں ہی ان شعلہِ دیو کی  
 بوقتِ نزع جب آئے سرِ بالین تو فرمایا  
 شکایت کی نہ مینے کی تو فرمانے لگے دیکھو  
 پتا اپنے دلِ گمشدہ کا پوچھین گے ہم بھی کچھ  
 رہی زلفِ سلسلِ سلسلہِ جنبانِ وحشت گر  
 وہ بحرِ حسنِ دریا سے نہا کر جب نکلتا ہو  
 عدم سے آئے دنیا میں نہ پایا جب پتا تیرا  
 ہماری قبر کو وہ شوخ بھلا کر لگا کہنے  
 گیا ملکِ عدم کو دو سو تو نکا قافلہ بردھلا کر  
 یہ حالِ نزع میں یا رب ہو کیوں انتظاراوسکا  
 گیا سر سے نہ مرتے مرتے سو دے محبت پھر  
 کھل گئی اور بھی گلشن میں اوس گلرو کے آئینے

رہا دو دو جگر کی طرح تو بھی تو دھوان ہو کر  
 جلانے کی محبت پھر کیسی سوزِ جان ہو کر  
 نہ نکلے دیکھنا حسرتِ کھینِ روحِ رواں ہو کر  
 نظر کی طرح سے آنکھوں میں رہتے ہیں نہان ہو کر  
 پھر اگر کو چہ نکا کل سے کوئی کاروان ہو کر  
 تو بڑے عقلِ مین اک دن بڑگی بیڑیاں ہو کر  
 لبِ ساحل تک آتی ہیں مضطر مچھلیاں ہو کر  
 تو پھر آئے قیامت میں کمان سے ہم کمان ہو کر  
 یہاں کس طرح نینا آئی بوجھتے ہونمان ہو کر  
 ہمیں اک رہ گئے پیچھے غبارِ کاروان ہو کر  
 کہ پاؤں میں اجل اگر پڑی ہی بیڑیاں ہو کر  
 شریکِ دم رہا آخر کو یہ تکلیفِ جان ہو کر  
 چمن کی سیر کو آئی بہارِ بوستان ہو کر

غزالانِ بیابان کو کیا ہو صیدوم بھر میں  
 مری حالت کو سن سُنکے کے وان لوگوں کو سکتے ہیں  
 اگر دن رات فرقت میں یوں ہی رونا بلکتا ہو  
 صد آتی ہو ہر دم یہ لب گورِ غریبان سے  
 خیالِ حلقہ زلفِ دو ماون بھر چور ہتا ہو  
 چلا ہوں تیرے قاتل کی جانبِ دینِ قاتل کے  
 خدا محفوظ رکھے دکو اب اونکے فریبوں سے  
 نشانِ ملکِ عدم کے جائز اولو کا نہیں ملتا  
 میں وہ مقتول ہوں تلوار نے گر کچھ مزا پایا  
 مجھے قیدِ خون سے بھٹنے دم بھر کو نہیں دیتی  
 مرا ہوں آتشِ فرقت میں جلا کر شعلہ رو تو تکی  
 فلک نے دیکھا یا ہی کس دن اوسکی ابرو کو  
 تنائے شہادت ہو کرے گر قتل تو مجھ کو

نگہ نے تیر ہو کر اور ابرو نے کمان ہو کر  
 خموشی نے طلسمِ تازہ دکھلایا بیان ہو کر  
 تو دل بھی ایک دن بکھے گا خود اشکِ اِن ہو کر  
 سوکھِ عدم جاتا ہو شائے کاروان ہو کر  
 نظر آتی ہو شب کو خواب میں پھر بیڑیاں ہو کر  
 اثر پیدا کرے گی گرمِ رقاری بیان ہو کر  
 یہی ہیں قاتلِ عالم جو ملتے ہیں کمان ہو کر  
 پھر ابارب نہ ہونے کوئی اب تک کروان ہو کر  
 لبِ زخمِ جگر چائیگی ای قاتلِ زبان ہو کر  
 پردی ہو و حشبتِ دل بانو نہیں کیا بیڑیاں ہو کر  
 غبارِ دل مری مرقد سے کلیگا دھوان ہو کر  
 اسی باعث سے خود بھی بگیا مثلِ کمان ہو کر  
 تری تلوار کا منہ چاٹ لوں قاتلِ زبان ہو کر

<p>اُمی نہ دیکھے کب تک یہ کھے بیڑیاں ہو کر      نکلتی ہیں کسی کی حسرتیں شور و غمان ہو کر      لگے ہیں گالیان لوگوں کو دینے بزبان ہو کر      پڑی ہو الفت گیسوے جاناں بیڑیاں ہو کر      کہیں ہیں تھے ہیں ایدان جاتے ہیں کیاں ہو کر</p>	<p>مری عمر گریزان مجکو زندانِ بلا میں پھر      مے نالو نکوسن بن کر کے فرماتے ہیں لوگوں نے      خدایتے تو دلے اون کی اب اس بزمِ حاجی کو      کھلنا سخت زندانِ بلا سے اب ہی پاؤں کھا      مثال تیر دم بھر میں جگر کے پار ہوتے ہیں</p>
<p>ظہورِ جلوہ حق کا تماشا بھی احد کیا ہو      نظر سے دیکھ کر رہتا ہی انسان بیڑیاں ہو کر</p>	
<p>کہیں دیتا ہی دل کو خود شریکِ مضطربان ہو کر      کہیں ہوتا ہی خود مشہور مہرِ مضطربان ہو کر      کہیں خوشام ہوتا ہی وہ عدلِ مضطربان ہو کر      کہیں وہ بیٹھکر اڑٹھا ہی زور پہلوان ہو کر      کہیں مشہور عالم میں ہوا ہی بیڑیاں ہو کر      کہیں خم عالم پیری میں کھلایا کہاں ہو کر</p>	<p>کہیں لیتا ہی دل کو شوخ رنگِ لبران ہو کر      کہیں ہوتا ہی خود ظاہر وہ جو دلبران ہو کر      کہیں بدنام ہوتا ہی وہ ظلمِ آسمان ہو کر      کہیں اٹھکر کے بیٹھا ہی وہ ضعیفِ ناتوان ہو کر      کہیں معجز نامی کرتا ہی جاو و بیان ہو کر      کہیں آنا نظر ہی تیر کی صورتِ جان ہو کر</p>

کہین خود اودیتا ہی و طبع مصفاں ہو کر  
 کہین لیلی کی صورت جلوہ آراہی نہان ہو کر  
 کہین سرتاپا ہی صورت شیرین زناکت سے  
 کہین بکر کے یوسف ہو گیا شہو عالم میں  
 کہین شمع شبستان کی طرح سے ہو گیا روشن  
 کہین گل بچے خندہ زن ہو اگلوار عالم میں  
 کہیں باو باہی بچے خندان کر دیا گل کو  
 کہیں بکر لیا میں حسن دکھلایا حسینوں کو  
 کہین ہو خندہ گل وہ کہین ہو شور بلبل وہ  
 کہین ہو فتنہ زور ان کہین خود شہو بخشہ ہی  
 کہین تو عالم عالم نظر آتا ہی عالم میں  
 رہا کفر اور دین کا فرق ہندو اور مسلمانین  
 کہیں تو بکری سے میں صورت ناقوس ہو نلان

کہین فریاد کرتا ہی شریک درد جان ہو کر  
 کہین سولے عالم صورت مجنون عیان ہو کر  
 کہین ہی کو کھن تیشہ لے لینے خود سخت جان ہو کر  
 کہین بکر زہنہا ہو گیا رسوا نمان ہو کر  
 کہین پروانہ بکر جگلیا خود سوز جان ہو کر  
 کہین بکر کے بلبل گیا گرم فغان ہو کر  
 رو لایا بلبلوں کو خون کبھی باہنزان ہو کر  
 کبھی دست جنون سے اور گیا خود پھیان ہو کر  
 نکلتا ہی کہین آنکھوں سے خود اشک ان ہو کر  
 کہین سولے الفت ہی کہین ہی درد جان ہو کر  
 چھڑکتا ہی کہین بدل کی صورت نیم جان ہو کر  
 کہین بکر رہا کبھی کہین دیر تیان ہو کر  
 کبھی مسجد میں بلبل اور تھا موڈ کی اذان ہو کر

نہ پوچھا وہ کی نیرنگی کا کچھ احوال تم ہم سے  
مثالی اگر گریہ ہنسا برق طپان ہو کر

غرض ذات احد کا ایواحد جلوہ ہو عالم میں  
دکھاتا ہی ہر اک صورت میں اپنے کو نمانا ہو کر

لئے ہوئے ہیں نہیں اپنے کاروان کی خبر  
کون کے آگے سر زلف نے لیے بوسے  
خدا کے فضل سے وہ رازدان معنی ہوں  
کٹے ہیں خانہ نصیاد میں مجھے برسوں  
یہ جامِ جم سے احد پنادل نہیں کچھ کم  
نہ پوچھو یکسی ہنسے دل اور جان کی خبر  
اوڑائی کھت گیسو نے دریاں کی خبر  
فرشتے بوجھنے آتے ہیں آسمان کی خبر  
وہ مرغ ہوں کہ نہیں جگا آشیان کی خبر  
وہ ہوں کہ رکھتا ہوں گھر ٹٹھے میں جان کی خبر

رویف زائے مجھ

پہلو میں اپنے یار کا تیر جفا ہنوز  
سوں سے زلف یار جو باقی جو بعد مرگ  
پونجی کبھی حبابِ بجا ریت پر ایک دن  
اور گندل نے تھکے دیکھی نلی خبر  
دل سے جگر کا پوچھ رہا ہی تیا ہنوز  
کنج بھد میں ہوتی ہوں نازل لہ ہنوز  
کیا جانے کہ پھرتی کہاں ہی وہا ہنوز  
چلا ہی ہو شیشہ کی سدا ہنوز

<p>باہن گلے میں ڈال کے آنکھیں چراتا ہو  مرنے کے بعد بھی اسے اتنا غبار ہو  کب کی گئی ہو بابا جاسکے دیکھیے  اک تم ہو کوئی بھی نہیں باقی جتا ہو اب  کچھ بھی نہیں ہو او سکو سرِ رحمِ واحد</p>	<p>کرتا ہونا زیا ر کا مجھے جیا ہونو  بر باد خاک کرتی ہو سیری صبا ہونو  پھر کے پاس آئی نہ اپنی تھا ہونو  اک ہم ہیں کہے تے جاتے ہیں وقا ہونو  کرتا ہی مجھ جاتا ہو ظالم جفا ہونو</p>
---	---

### ردِ یمن سینِ مہملہ

<p>قیدِ ہستی سے ہوئی اویروح کیا آزاؤں  سنگے و دانا کو کیسے جب ہوئے ناشادوں  میرے مرینکی خبر سنگے کے فرمانے لگے  سورہ یوسف کو قرآن کھو لکوڑھتے ہیں ہم  ای پری کثرت سے دیوانوں کی ہوا سقدر  دیکھ کر مجھ کو تپتے سخت جانی سے مری  سز کو جب زخمی ہو رہا مگر کے میں روئے لگا</p>	<p>خانہ تن کو مے کے چسلی بر بادوں  بٹولے او ظالم ٹھہر جاتا کجا فریادوں  تھا اسیکے دم تک یہ نالہ و فریادوں  ہوتا ہی جس دم تھا راصف رخ یادوں  جنگلون میں شہر مٹتے جاتے ہیں آبادوں  چھوڑ کر بسلی گیا مجھ کو مرا جیلاؤں  زلفت کا دیوانہ ہو کئے گئے صداؤں</p>
---	--

<p>بٹولے اب او سکوا جل او سکی کے گی یا دوس  ہو حسرت نام زمین اون کی یہی ابا دوس  اس خرم ناز نے بجو کب ابر با دوس  جان شیرین کو دیا ہو حب سطح فرما دوس  گر گیا غیر کے بارے باغ میں شمشاد دوس  باغ میں سر کو پک کر مر گیا صیا دوس  مجھے کوسون بھاگا مجھتوں کے پھر فرما دوس  بٹولے بجکویا د کے بادل ناشاد دوس  یہ بھی تھے عاشق ہمارے ہو گئے ابر با دوس</p>	<p>ق</p>	<p>بھول جانکی شکایت میری لوگوں نے جو کی  پیسڈ الا بک کے بھی دکھ او کی چال نے  حشر کے دن او کو چلو اگر کھوں گا ای خدا  میں وہ دیوانہ نہیں سر پھوڑ کر مر جاؤ نہیں  دیکھ کر طرز قیامت قامت دلدار میں  بلبلونکے مالون میں اس سال کیا تاثر ہو  میں وہ دیوانہ تھا جا نکلا جو دشتِ نجد میں  جب گذرے غریبان کی طرف اون کا ہوا  دیکھو وہ مرقد کہ حسرت رو رہی ہو چہ آج</p>
	<p>خوب شرطیج محبت میں ہوے حیران احد  دیکھی بہنے تھاری چال او اُ ستا دوس</p>	
<p>ای تو تخت کمان تک صورت شد او میں  ورنہ الفت میں احد ہو جائے ابر با دوس</p>		<p>جس نے صورت دی تھیں او سکور تو تم پور  بھول اپنے دل سے او سکو چھوڑا او سکی دوس</p>

اس قفس کی پھر خرابی کو تم اوسدم دیکھنا  
 وہ تین پھرنے کے اپنے قوسے ہرگز کبھی  
 بولے یہ عاشق کسی سنگین دل کا ہو مگر  
 موسم گل کے گذر جائیکے غم میں ات دن  
 جب کوئی تیر بوقت میں اوس بن پڑی  
 منکے میرے نالہ پر درد کو کسے لگے  
 تاکجا احسن زنگا و ناز تیری کاوشین  
 موسم گل میں کمان تک صد بے فرقت سہون  
 جب پنہنتر میں نے ان کیا کچھ بھی ذرا  
 کچھ سکی اوس آئینہ روکی بچہ تصویر جب  
 گریون ہی دشت میں اپنی رگئی وارنگی  
 وہل کی شب بگے گے گے کے فرمانے لگے  
 اردن بھی بار افست کا نہ تیرا مسکا

طاہر ریح حقیقہ ہو گا جب آزاد ہوں  
 کر چکے میرے لیے کرنا تھا جو ارشاد ہوں  
 دیکھ کر کے سخت جانی کو مری جلا دہوں  
 بلبلو آخر کمان تک تار و فریاد ہوں  
 جان شیرین کو دیا سہ چھوڑ کر فریاد ہوں  
 شق ہو جاتا ہوں دیکھو سینہ نوالہ ہوں  
 ہم غریبوں پرستم یہ ای ستم ایجاد ہوں  
 کھول ڈے پر کو مے اور چھوٹ دھیا ہوں  
 رگے و انتون میں اونگی واکر جلا دہوں  
 ہو گئے حیران احسن رمانی و بہر اد ہوں  
 ایک دن آزادگی سے ہو گئے ہم آزاد ہوں  
 آپ رہتے تھے اسکے واسطے ناشاد ہوں  
 عشق باز زمین یوں تھے اواحد استاد ہوں



ہو کے پروانہ رہی شمع رخ یار کے پاس  
 دل اولچھتا ہو مرا بیٹھ نہ اخیار کے پاس  
 کہ مری جان فنا ہو تری دیوار کے پاس  
 آج آئے گا سیجا کسی بیمار کے پاس  
 آتا ہوں جب ترے میں سایہ دیوار کے پاس  
 دم ہمیں دیکے کھڑا کرتا ہوں تلوار کے پاس  
 سمجھ چھوٹے تین جانے تین زنا کے پاس  
 کون آتا ہے بھلا مرغ گرفتار کے پاس  
 تشنگی کھینچ کے لانی ہمیں تلوار کے پاس  
 سر کو پھوڑا لگا میں جا کر دلدار کے پاس  
 مول لی جا کے بلا ہنسنے تنگار کے پاس  
 ہم نہا میں گے کبھی عاشق بیمار کے پاس  
 گھر بنا لیجے اب بت و تاتا کے پاس

لے گیا بخت ہمیں جلوہ دیکھار کے پاس  
 اوٹھکے پہلو سے مے بہر خدا محفل میں  
 اسی امید پر سایہ سا پڑا رہتا ہوں  
 جانے گا بہر عیادت وہ کیسے گھر میں  
 دور ہو جاتا ہے نغمے میں وہ وحشی ہوں  
 قتل قاتل کو جو منظور نظر ہو میرا  
 عشق رکھتے ہیں ترا شیخ و برہمن دونوں  
 طائر دل کو رہائی کی ہو امید بخت  
 آبِ شیر کے خواہان تھے ازل سے جو ہم  
 چرخ و حشت کا جنون گرچہ یہی طور رہا  
 دل کو اوس گیسو بچان میں پھسا کر دیکھو  
 کیا غضب ہو کہ یہ کہتا ہو سچا ہر دم  
 الفت گیسو دلدار کا سووا ہو یہی

اب احد کھا کے قسم کہتے ہیں اللہ کی تم  
پھر نجائیں گے کبھی اس بت عیا کے پاس

## رویتیں محمد

آمانہ میں خیال کبھی کچھ سوائے عیش	عالم شباب کا یہ فقط ہوا بسائے عیش
فصل خزانہ میں آئے نہ آئے نہیں ہو غم	یار بہا میں مجھے صورت دکھائے عیش
دو شراب اور دو مدد رو بغل میں ہو	مجھے شب وصال نہ پہلو پکائے عیش
تم آؤ میرے پاس تو کیا کیا نہ خوشی	خود بے بکائے آپ کو پاس آئے عیش
یار کبھی تو دور زمانہ ہو اس طرح	دو ذکا واسطے مے گھر میں بنی آئے عیش
وہ آئین یا نہ آئین اسے چھیر بیسے کام	بے پر کی کمدور و زنجیر مجھے اور آئے عیش
بہر خدا کبھی تو کرم کیجیے یہاں	اک روز بھی تو گھر کو مے دیکھ جائے عیش
وہ اگر میرے پاس ج شہ بھر کین بہن	کس آرزو سے ولین مے گھر بنائے عیش
اونکی طرح سے یہ بھی اور بہم عبت احد	طالب جہ او کا ہو وہی آنکھوں دکھائے عیش

## رویتیں صا و مہملہ

کس میں جہ لطف خیز ہی ایجان بیان بقص	جی چاہتا ہو روز سنیں داستانِ قص
-------------------------------------	---------------------------------

<p>تھا جس جگہ بنا ہوا پہلے مکانِ رقص      ناحق سنا رہی ہو اعلانِ استمانِ رقص      رو دیتا ہوں جو کرتا ہی کوئی بیانِ رقص      دلین یہ ہو سنا کرین ہر دم بیانِ رقص      ہو آپ کی ادا بھی مریجانِ جانِ رقص      اب دیکھئے ہیں بیٹھے ہوئے عاشقانِ رقص      ہی پتلیوں کا پتلیوں میں امتحانِ رقص      اب یاد بھی نہیں ہو کمانِ تھے مکانِ رقص</p>	<p>سکن ہو چند کا وہی دورِ فلک سے آج      مُرد و نکو خاک خاک میں ہوگی بھلا خوشی      وہ صورتیں نہ جلسے وہ اب لطف ہیں کہاں      پیر پین بھی شباب کے باقی ہیں ولولے      جیات آپ کی ہو وہ عالمِ قریب ہو      کوئی نزر گیا کہ کبھی جا کے دیکھتے      تارِ نظریں و درِ جوادِ ش نہیں ہو آج      جلسے وہ کھنڈ کے احدِ خواب ہو گئے</p>
--	--

### روایف ضاد و مجسمہ

<p>مجھ کو، تو تیرے مصحفِ رخسار سے عرض      رکھتا ہو یہ بھی شوئے رخسار سے عرض      دیوانے کو ہو کب کسی ہشیار سے عرض      رکھتا ہوں میں تو کوچہ و لدا سے عرض</p>	<p>کافر سے ہو عرض نہ تو دیندار سے عرض      پامال اپنا دل بھی ہو رنگِ حنا کی طرح      سنتا ہوں جوشِ حشتِ دلین کیسی کب      زاہد عیث تو رغبتِ جنت دلاتا ہو</p>
--	--

<p>کرتے نہیں علج وہ اپنے مریض کا      آنکھوں پہ کیوں عتاب ہی آخر حضور کا      مذہب عجب رکھتے ہیں ہم زبردست بھی      نفلِ بہا کے پاس وہ ہرگز نجات کا      کیونکر نہ شق ابرو و خمدار ہوا      عیسے تو میں مگر نہیں یہا سے عرض      آنکھیں تو صرف رکھتی ہیں یہا سے عرض      تسبیح سے عرض : تو زنا سے عرض      جس کو ہو تیرے سایہ دیوانے سے عرض      جان باز ہم ہیں ہم کو ہی تو اسے عرض</p>	<p>کرتے نہیں علج وہ اپنے مریض کا      آنکھوں پہ کیوں عتاب ہی آخر حضور کا      مذہب عجب رکھتے ہیں ہم زبردست بھی      نفلِ بہا کے پاس وہ ہرگز نجات کا      کیونکر نہ شق ابرو و خمدار ہوا</p>
---	--

### رویف طاسے مہلم

<p>میں نے بھیجا آپ کو سوا رخط      آپ کیوں آئیگیے یاں وان جائیگیے      لوگ درپڑ ہیں کہ خط پکڑیں کوئی      حال دل دوسمیں جو میں نے لکھ دیا      خط کو اوسکے لاکے قاصد نے کہا      خط کا مطلب حال فرخنے لوجھے      برگمان میری نظر سے وان ہیں لوگ      آپ نے کوئی لکھا ای بارخط      روز جاتے ہیں جہان دو چارخط      ہو کے لکھے گا ذرا ہمشیا رخط      لے کے نامہ بر خواہا بیمارخط      ہو کسی کا طالع بی بارخط      چڑھتے ہیں یہ کافر و دیندارخط      اب تو لکھنا ہو گیا و شوارخط</p>	<p>میں نے بھیجا آپ کو سوا رخط      آپ کیوں آئیگیے یاں وان جائیگیے      لوگ درپڑ ہیں کہ خط پکڑیں کوئی      حال دل دوسمیں جو میں نے لکھ دیا      خط کو اوسکے لاکے قاصد نے کہا      خط کا مطلب حال فرخنے لوجھے      برگمان میری نظر سے وان ہیں لوگ</p>
---	---

<p>خط جو آیا آگیا او پار خط اب جو لکھتے ہیں سردِ دربار خط</p>	<p>تھنہ آتا تو نہ خط آتا کبھی کچھ نہ کچھ تو انس ہوا تو کواحد</p>
<p>ردیفِ ظاہرِ سحر</p>	
<p>جائیے مہربان حسدا حافظ ہم سے ہو کر نمان حسدا حافظ لیتے ہیں تھان حسدا حافظ جاتے ہو تم کہاں حسدا حافظ ہو گئے برگمان حسدا حافظ ہو وہ بت دہیان حسدا حافظ اپنا ہی مہربان حسدا حافظ جائیے جانِ جان حسدا حافظ</p>	<p>اپنا ہی جانِ جان حسدا حافظ خیر جاتے ہو جس جگہ جاؤ ہجر میں اندون مے دل کا چھوڑ کر بجکوب سترِ غم پر روٹھکر مجھے جاتے ہو جاؤ آج کل میرے اور ایمان کے اوٹھکے پہلو سے تم چلے میرے کتے ہیں اوٹھکے یہ کہو مجھے</p>
<p>جس جگہ ایوا حد گئے تھے کل پھر چلو آج وان حسدا حافظ</p>	

## روشن عین مہملہ

<p>روشن ہو آج دیکھیے کیا انجمن میں شمع          لیکر کے ساتھ آئے تھے کیا ہم کفن میں شمع          روشن ہو آج یا کہ سلوختن میں شمع          گل تکھے ہیں یا کہ روشن چمن میں شمع          دیکھو تو جل ہی ہو مے قصر تن میں شمع          ہر داغ اپنے دکھ تو کچن چلن میں شمع          روشن ہو جس طرحے کوئی انجمن میں شمع          غیر کے بے گرتی او کنگر لگن میں شمع          روشن ہو آج دیکھیے برہم سخن میں شمع</p>	<p>شعلے نہیں ہیں آہ کے قصر تن میں شمع          بعدِ فنا بھی سوز وہی ہو مزار میں          شانے کے ساتھ پنچہ جاناں ہو زلت میں          عالم ہو آج اور ہی فیضِ بہار سے          شعلے بھوک ہے ہیں مے داغ و مے آج          اک شعرو مے دکو ہمارے لگی ہو تو          برہم جانین یہ رخ روشن سے ہو فروغ          وہ شعرو ہو تیکھے مغل میں تج کو آج          شاعر ہوں لا جواب مے مے او احد</p>
---	--

## روشن عین معجم

<p>روز جلتا ہو ہمارے خانہ تن میں چراغ          آہ سے بلبل جلا لے گی نشین میں چراغ</p>	<p>آہ کا روشن ہو ہر شمع ہر فن میں چراغ          آتشِ گل کو بھڑکنے سے باہر ازین</p>
---	--

<p>         ہو گیا حسنِ ریتانِ دیر برِ امان میں چراغ          گل بغیر از بار ہو جاتا ہوا من میں چراغ          آج او بیلِ حسلہ ہو دیکھ گلشن میں چراغ          دلیں سینے میں جگر میں جاہِ تن میں چراغ          داغِ دل اپنا جلے گا ہو کہہ دفن میں چراغ          آتشِ دل کسے روشن اپنے دامن میں چراغ          کتے ہیں روشن فرشتے اپنے دفن میں چراغ       </p>	<p>         شمع کی حاجت نہیں اللہ سے تاثیرِ ضو          پھول چٹا ہوں جو تھا جاکے گلشن میں کبھی          پھر نسیمِ نو بہاری نے شگفتہ گل کیا          شام سے جلتے ہیں آہِ آتشین سے تا آخر          دیکھنا زہدِ نوگی قبر میں ظلمتِ مری          ہوشِ بہمان بہت تار یک آن گھونہیں مری          جانکوشِ رخِ محبوب کا عاشقِ حسد       </p>
--	--

## روپیہ نفا

<p>         بیلِ تصویر اور بجائے گلستانِ کیطوت          چھٹکے بیلِ حطوح بجائے گلستانِ کیطوت          کوچہ کا کل سے آتی ہے گلستانِ کیطوت          نو چکر پر پھیکدیتے ہیں گلستانِ کیطوت          چلگئی دودن ہوا اچھی گلستانِ کیطوت       </p>	<p>         تو وہ گل ہی سیر کو گر جائے بتانِ کیطوت          جاتی ہے روحِ رواں بتانِ باغِ ضوانِ کیطوت          بلبلو خوشبو مبارک آج پھر بادِ صبا          ضد سے وہ بیلِ ہونہیں صبا اپنے ہر بیل          ہودمِ نصت یہی بادِ بہاری کی صدا       </p>
---	---

ایک دن تشریف لے چلے گلستانِ کبریا  
 جائینگے اور دوزخ کے پر اپنے گلستانِ کبریا  
 تو بھی اوبارہ باری چل گلستانِ کبریا  
 فرج کرنا کے کہ منہ میرا گلستانِ کبریا  
 کیا گھنا گھنگھوڑ چھائی ہو گلستانِ کبریا  
 آئی اوس گل کی سواری کیا گلستانِ کبریا  
 بے زلفِ یار لے جا تو گلستانِ کبریا  
 و جد میں شانیں بھی ہیں دیکھو گلستانِ کبریا  
 لیکے چل اکد قفس ہی کو گلستانِ کبریا  
 اوتکے جاسکتا نہیں اب میں گلستانِ کبریا  
 و کبھی رخ بھی نہیں کرتا گلستانِ کبریا  
 جاتے ہو راجان میں گرم گلستانِ کبریا  
 ہو صبا تیرا اگر بسانا گلستانِ کبریا

عارضِ گل کی فراگل کو دکھا دیجے بہار  
 ہوں وہیل فرج کرو الا بھی گریا دنے  
 آج اوس گل کی سواری جاتی ہو پھر باغِ نین  
 اتنی خاطر میری اوصیاد کو دینا ضرور  
 لطف ہو ساتی جو فوراً دہریہ جان ہوا آج  
 جتنے مرغانِ چین ہیں کہ ہے میں چھمکے  
 گر کی کچھ بولے گل میں پاتی ہو تو ای صبا  
 آپ کے آنیے کچھ خوش ملیں گل ہی نہیں  
 چھوڑنا صبا، فصلِ گل میں بھی گرتو نہیں  
 ہوں وہیل طاقت پر واز بھی جاتی رہی  
 عارضِ گل رنگ کی جس نے تری دیکھی بہار  
 گفتگو بیل سے کرنے کو مجھے لے لیجیے  
 گل سے کہدینا قفس میں تنگ ملیں آگئی



<p>اوڑ کے جاگی مری مٹی گلستانِ کبیرت  آگیا صبا و شاید پھر گلستانِ کبیرت  شوق سے اوڑاڑ کر جاتے ہیں گلستانِ کبیرت  گردشِ تقدیر لانی تھی گلستانِ کبیرت  جاتے ہیں بنکر بسا گلستانِ کبیرت  کس تکلف سے بہا آئی گلستانِ کبیرت  کیون چلی ہو پھول گلستانِ کبیرت  جب ہیں اوس گل کے جانا ہوں گلستانِ کبیرت</p>	<p>ہوں وہ بلبلِ گرفتس میں گیا صبا ویز  آیشانے سے اوڑی جاتی ہیں اپنے بلبلیز  تھا وہ بلبلِ بعدِ مردن دیکھی اب تیرے پر  دام میں جب بھنپیں گئی بلبل تو یوں کہنے لگی  کھلکھلا کر غنچے ہنس چڑتے ہیں اونکو دیکھ کر  لوٹتا ہو دل ہر اک کا سبزہ خواہیدہ پر  چارون ہو فصل گل پھر آخر آئیگی خزان  گل بھی کانٹے کی طرح چھتے ہیں آنکھوں میں احد</p>
<p>و او و نیگی بلبلینِ خی میں ہو اپنے او احد  اس غزل کو پڑھیے اب چکر گلستانِ کبیرت</p>	
<p>یا سحر سرت ہیں و زون میرے اومان کبیرت  پاؤن پھیلائے ہو حشت بھی سیابان کبیرت  ہو زمانے کی طرح عسگر گزبان کبیرت</p>	<p>ہو قافی اور بھی ہو اونکی پیمان کبیرت  دل لیے جاتا ہو جگو کوے جانان کبیرت  مرد باہوین اوٹھے جاتے ہو پہلو سے مے</p>

داغِ دل کا بھی تماشا کیسے تو دکھلا دو نہیں  
 شکے مرگِ عاشقِ پیدل پئے ماتم وہ آج  
 وحشی چشمِ سیدہ شہرے کتے گئی  
 زلفِ مشکین کی طرف منہ پھیر کر کہنے لگے  
 زندگی میں جب آئے آئیگے کیا بعد مرگ  
 آہو ڈنکو وحشی چشمِ سیدہ ایسا جان  
 تھی تنہا اور کے دامن سے لپٹ جاتی تھی خاک  
 یاس اور حسرت کو پایا بہنے کیا کیا نوہ مرگ  
 زلفِ آئی جب لبِ لعلین پہ آئی یہ صدا  
 بھاگ جاتی ہو یہ کوسوں اسکو میں پاتا نہیں  
 رخ کا عاشق ہوں تھے میں لہو عاشقِ خاک  
 اس قدر اپنے لبِ لعلین پہ اونکو ناز ہو  
 خوب کھائے ابا کے تو جھٹکے کندہ رفت کے

کیوں نظر درپردہ ہو چاکِ گریبان کی طرف  
 بال کھولے آتے ہیں گریبان کی طرف  
 دل کو کھینچے جاتا ہو کوئی بیابان کی طرف  
 آئی ہوجِ وطنِ شامِ غریبان کی طرف  
 کب کوئی آتا ہو پھر گو گریبان کی طرف  
 جاکے دکھلاتی ہیں آنکھیں بیابان کی طرف  
 وہ اگر آتے کبھی گو غریبان کی طرف  
 جاکے دیکھا جب کبھی گو گریبان کی طرف  
 کیا گھٹا گھنگھور چھائی ہو چستان کی طرف  
 ہاتھ دوڑاتا ہوں جب عمر گزیراں کی طرف  
 یہ تو کافر کی طرف ہو میں مسلمان کی طرف  
 دیکھتے بھی وہ نہیں لعلِ چستان کی طرف  
 حضرتِ دل اپنا نام لکھے جاناں کی طرف

دیکھیے بنتی ہو جان پر یا نکل آتے ہیں ہم  
 پان کی سرخی لبِ لعین پہ آئی تو کما  
 سے دو دہل کو وہ یہ دیکھ کر کہنے لگے  
 دوڑتے رہتے ہیں وحشت میں ہمارے دونوں  
 جب خیال آیا اونہیں خونِ قلیلِ ناز کا  
 بھولے وہ دستِ تنہا کی نہیں بیابان  
 تھے چلے سے بدنا کیسا گرا لائیں تو ہم  
 دیکھیں پر یان اگر تھے چہر کھٹ کی بہار  
 سیکڑوں پر یان کھڑی آئی ہیں ان کو نظر  
 عشقِ خال رخ سے ہو نہ تہنّب نہ ہن ما  
 جان و تن پر خیر گز سے تو عنیت جانے  
 آئے تربت پر مری بھی پھٹنے پھٹنے ایک دن  
 یہ کہتے افسوس کول ملے فرمانے لگے

پھر لے جاتا ہوں دل اور آفتِ جان کی طرف  
 آج پھولی ہو شفق دیکھو چشمان کی طرف  
 دیکھنا اچھا نہیں زلفِ پشیمان کی طرف  
 گاہ و امن کی طرف گاہے گریبان کی طرف  
 آئے منہدی ملے وہ گنجِ شہدائے کی طرف  
 ڈرتے ڈرتے آتے ہیں گریبان کی طرف  
 دیکھنے کے بھی نہیں مہرِ سلیمان کی طرف  
 پھر نہ دیکھیں یہ کبھی تختِ سلیمان کی طرف  
 جب کبھی جاتے ہیں اور نہ تنگستان کی طرف  
 گاہ ہندو کی طرف لگے مسلمان کی طرف  
 حضرتِ دل لیچلے پھر کسے جانان کی طرف  
 جب گزرا دکھا ہوا گریبان کی طرف  
 لائی ہو آفت تری شہرِ خوشنجان کی طرف

مغ دل کو جو چننا کر لے گیا تھا واحد	پھر وہی صیاد آیا طاہر جان کی طرف
جذبہ الفت اگر کچھ بھی نہیں اوسکو واحد	دل کھنچا جاتا ہے کیوں اوس آفتاب کی طرف

## ردیف نام

چھیڑا ہی کچھ جو قصہ راز نمان عشق	سن لیجئے خدکے لیے داستان عشق
کیا پوچھتے ہو صد سہ درد نمان عشق	مدت سے دل کے پار ہی بیان عشق
عاشق سے ہے ہین لالہ رخاں پر تمام عمر	ہو داغ اپنے سینے میں باقی نشان عشق
اوس گل کے ساتھ بلوغت میں جانا اگر ہوا	بیل کو ہم سنا لینگے کچھ داستان عشق
کچھ غم غلط جو کیجیے تو کس سے کیجیے	مٹا نہیں جہا نہیں کوئی رازوان عشق
پر وانی بے سبب نہیں ہوتے ہین جھلکے خاک	بیشک زبان شمع ہے ہی کچھ بیان عشق
تیوری چڑھا کے دیکھنا ہے بے سبب نہیں	بمچر بھی آپ رکھتے ہیں شاید گان عشق
یتاب ہو گے جانے دو اب اسکا تذکرہ	کچھ بھی سناؤ دیکھا میں اگر وہاں عشق
بولے یہ سکلے قصہ فریاد و قیس کو	باقی ہے جہا نہیں راحت برسان عشق
اؤ عنایب تیری طرف سے ظہر مہراج	کھتی ہو گوش گل میں صبا وہاں عشق

سنج و الم ہیں باقی فقط ہمدان عشق  
 پہلو میں دل ہو یا کہ ہو یارب مکان عشق  
 یارب اسی پچھٹ پڑا کیا آسمان عشق  
 اب انکے بعد کون رہا مہربان عشق  
 بلبل کو ہم پڑھائینگے کچھ بوستان عشق  
 چھوڑینگے جیتے جی نہ کبھی آستان عشق  
 ہو ختم مجھ پر اندون بیشک بیان عشق  
 کچھ آپ پر بھی ہوتا ہو جگمان عشق  
 کیوں مجھے آپ سنتے نہیں آستان عشق  
 لو کیوں کر گیا کوئی بھلا اتحان عشق  
 نظروں پر جھڑھے ہو لو آستان عشق  
 گز بھر جو حال عشق تو سو گز بیان عشق  
 سکو سنائیں جا کے آستان عشق

شاوی و عیش اب ہیں نہیں زمین نام کو  
 الفت اسے کسی نہ کسی سے ضرور ہی  
 سن سنے میرے نالوں کو فراتے ہیں آج  
 حالت کو غیر دیکھے سیرمی وہ بول اٹھے  
 ہو گا چین میں جانا جو فصل بہا زمین  
 باز آئیگی نہ الفت گیسو سے عمر بھر  
 افسانہ سوز عشق کا مجھے سننے کوئی  
 مجکو جو دیکھتے ہوے دیکھا تو یہ کہا  
 افسانہ کہنے کے لیے غیر فرمائے کہتے ہو  
 بولے یہ سنے عاشق بیدل کے مرگے  
 ثابت قدم ہو کو چہ کمال بی بی اپنا دل  
 کچھ مجھے سکے بولے کہ کسٹ خدا کی ہی  
 افسوس ہے کہ تمیں نہ فرما دہی رہا

## روین کا تازی

سند تازہ پہ ہو کر سوار مدت تک  
 رہا تصور مژگان یار مدت تک  
 نہ آؤں ہوش میں جو یار مدت تک  
 پھر نیگی مجھے جو یوں چشم یار مدت تک  
 میں وہ اسیر چون ہوں کہ بعد اسیری بھی  
 وہ بد نصیب وہ حسرت نصیب ہوں بارو  
 فراق یار میں گلکریں ہو گیا ایسا  
 تپ فراق صنم میں مرا دن اکثر  
 میں وہ ہوں سبل شوریدہ کہ نہ تھا  
 شباب اونکا یہ جوین سے اونکے کہتا ہوں  
 فراق یار میں کس سے کو نیند آئی  
 شب وصال گلے سے لگے کہتے تھے

کیے ہیں تیر نگہ سے نکار مدت تک  
 چھلکے کیے مے دلین چ خار مدت تک  
 رہے اوسے بھی مرا انتظار مدت تک  
 رہی گری گروش لیل و نہار مدت تک  
 قفس میں آئی ہو بے بہار مدت تک  
 جلی نزع بھی نزد مزار مدت تک  
 نظر نہ آیا مرا جسم زار مدت تک  
 گھلا کیا ہو مرا جسم زار مدت تک  
 ہمیں نہیں ہوسے گمراہ مدت تک  
 غضب ڈھالے تھے اوجہ امدت تک  
 راہوں انکانو میں بقرار مدت تک  
 ہاں سے واسطے تھے بقرار مدت تک

<p>چھا بھی سے مرا جسم زار مدت تک      رہا ہو داغوں سے تن لالہ زار مدت تک      اوڑھینگے سے پریشان غبار مدت تک      ہماری روح کو تبت یار مدت تک      یقین ہو روینگے اہل یار مدت تک      رہا جو دلین کہیں بج غبار مدت تک</p>	<p>فراق یار نے یہ حال کر دیا اپنا      بہارا آتی ہو جوش جنوں سے پھر اکثر      یقین ہو بعد فنا جتوے جانائیں      جو موت آئی سفر میں کہی پھر چین      جو یاد آئی نگلی کچھ خوبیاں مری او کو      بنے گا قصر کدورت یہ ایک دن بیشک</p>
<p>پس قنایہ احد دوستوں کا حال ہوا      ملانہ او کا نشان مزار مدت تک</p>	
<p>غضب طے حاتمے رنگے گروہن ہیشا ہونے تک      ابھی تو نیچر ہین دیکھیے تلوار ہونے تک      جو وحدت سے ای ساقی مجھے شہار ہونے تک      اسیر ملقاے گیسو خراب ہونے تک      بچانا جان کا شکل ہو وصل ہار ہونے تک</p>	<p>سلاست کیسے رہ سکتے ہوں صل ہونے تک      گلے کٹتے ہین کس کے غضب طے ہین کیا      مری خوناب سے پھر پھر مجھے ساغر پلاتا جا      نہا عشق عارض ہو ایسی سے کیا جینگے ہم      شب فرقت ہین ہوتا ہی جو زم لائے دل</p>

<p>بہا ہوگی قیامت اذونکی کج رفتار ہونے تک  قیامت ہوگی قائم وعدہ دیدار ہونے تک  نصیبِ سہا سے چشمِ ستِ بار ہونے تک  ہم سے اونکے دیکھین وعدہ دیدار ہونے تک  یوہین کیا ظلم ہو گا وعدہ دیدار ہونے تک  چمن میں نرگس بجائے کے بہار ہونے تک  وگرنہ آگے ہوتے وہ حالِ نار ہونے تک  جگر کے پار بس تیز نگاہِ پار ہونے تک</p>	<p>سلاطین بحرِ عالم میں ہواونکی سیدھی چارونے  خیالِ خام ہو گر شوق ہو نظارہ بازی کا  شبِ فرقت تری ازل سے کیونکر دیکھیں بچے پہن  نہیں معلوم الفت میں بگڑتے یا کہ بنتے ہیں  و عائن میتے ہیں ہم گالیان میتے ہونم ہکو  اشارے کرتے جائینگے وہ اپنی ترہی چھوٹنے  اثر و لین نہیں ہواونکے کچھ میری محبت کا  بچے ہیں تیغِ ابرو سے نیچینگے اور کوئی دم</p>
<p>ابھی سے دیکھتے ہیں اور کیا کیا رنگ لانا ہو  رخ اور کھا اوی احد رنگ گل گل ہونے تک</p>	
<p>سو جاٹھر کے اتانا لہ بھی ہو زبان تک  تھیل بلبلو کلی ہو صحن برستان تک  پیرستان بھی آئیے کھنڈر ان تک</p>	<p>پوچھا ہو ضعف اپنا وقت میں اپنا تک  دعویٰ کریں گے تھے تھری کا یہ کیا پھر  وہ زرد بادہ کش تھا بخار چھوڑنے پر</p>



دعویٰ مسیح پن کا گنہگار سے وہ کرتے	زندہ مگر کسے جب بالونگی پیدیاں تک
	<p>جو جو ویسے ہیں صدے فرقتے او سکی نیکو</p> <p>اوس بات کو اس میں لایا نہیں بان تک</p>
<p>ایذا او ٹھائیں امریت عمار کب تک</p> <p>ہوتے ہیں اپنے دل کے خریدار کب تک</p> <p>اب دیکھتے ہیں طاقت جوشِ جنون کو ہم</p> <p>رہنا ہو خال سے خطر خسار بار سے</p> <p>روزِ فراق میں ترے دندان کی یاد</p> <p>ابرو سے ہو اشارہ قاتل ہی ہنوز</p> <p>و لکو پھنسا کیے بیچ میں گیوے یار کے</p> <p>مازوا داسے مجھ کو دکھا کر بہا رسن</p> <p>ہم دیکھتے ہیں الفت زلفِ سیاہ یا</p> <p>طہتی ہوا جو احد میں سرے کے واسطے</p>	<p>ٹکرائیں سر کو ہم پس عیاد کب تک</p> <p>رہتا ہو گرم سن کا بازار کب تک</p> <p>رہتا ہو گشت کو چہ و بازار کب تک</p> <p>جھگڑا میان کافر و دیندار کب تک</p> <p>آنکھوں سے اپنی تہیے گہ بار کب تک</p> <p>مرتا ہو دیکھیں زخمی تلوار کب تک</p> <p>آفت دکھائے چرخِ ستمگار کب تک</p> <p>ترسائے گا تو امریت عیاد کب تک</p> <p>رکتی ہو اس بلا میں گرفتار کب تک</p> <p>خاکِ مزارِ احمد مختار کب تک</p>

## رویت کاف رسی

<p>یون بدلتا ہی زمانہ یار رنگ          دیکھتے ہیں دیدہ بیدار رنگ          کچھ دکھا ای دیدہ خوبا رنگ          نشہ میں لاتے ہیں کچھ بخوار رنگ          لائیگی کچھ حسرت دیدار رنگ          لارہا ہوا بے نا گلزار رنگ          لائے دیکھیں کیا بت عیار رنگ</p>	<p>خوب لایا پر تو رخسار رنگ          انقلاب دہر ہی پیش نظر          دامن نظارہ قاتل ہوسخ          دیکھ کر بیہوش وہ کہنے لگے          دل میں شوق دیدے یار ہی          ہی بہار موسم گل لطف پر          ہو شہاب پار جو بن پر احد</p>
--	---

## رویت لام

<p>ہو لگا وٹ تری تلوار کی قاتل قاتل          شو چمان جوڑ کی رکھتی ہو قاتل قاتل          ایک سے ایک ہنٹے کے قاتل قاتل          حشر میں اوٹھنگے کتے سے قاتل قاتل</p>	<p>صاف کرتی ہو گلے کے یہ سبل قاتل          کیوں نہ تلوار تھاری لے مراد قاتل          عشوہ و ناز و اداسگی و شام قاتل          جتنے جا بنا زونین تھے ہیں یہ سبل قاتل</p>
--	--

بعد مرنے کے بھی یہ شوق شہادت ہو چکے  
اس قدر دید کی حسرت تھی پس قتل نہ  
تو ہو قتل اگر تیغ بکف ہو وے کبھی  
یا و آئیگی جو لذت ہر شمشیر کی و ان  
لذت قتل نہیں بھولی ترے گشتے کو  
قابل دید تماشا ہو قیلون کا ترے  
سحر کیا جانے قاتل نے کیا ہو ہسپر  
کھینچنا تیغ کبھی ہنسکے گلے سے ملنا  
تیغ کو اپنے گلے سے وہ لگا کر بولا  
نیم جان چھوڑ کے قاتل جو گیا ہو جھکو  
جان کیوں عشق میں بسن ہو پر نعم کے بننا  
حشر میں پریش اعمال کو ڈھونڈنے لگے مجھے  
اس قدر ہو جگر و دل کو محبت بخنے

پھر جو جی جاؤں تو کئے لگون قاتل قاتل  
مروم دیدہ پکارا کیے قاتل قاتل  
سائے عالم سے صدا آئے کہ قاتل قاتل  
روح جنت میں پکار گی کہ قاتل قاتل  
ہو صدا آتی لب گور سے قاتل قاتل  
کہتے ہیں چشم سنکھو سے کہ قاتل قاتل  
دم نکلتا ہو مگر کہتے ہیں قاتل قاتل  
یہ دوائیں بھی ہیں حق میں قاتل قاتل  
اسطرح دیکھو گلے ملتے ہیں قاتل قاتل  
قطرہ خون سے صدا آتی ہو قاتل قاتل  
تیغ ابرو کا تصور بھی ہو قاتل قاتل  
میں خدا جانے کہ حرکتا ہوں قاتل قاتل  
ہر لب زخم سے کہتے ہیں کہ قاتل قاتل

<p>اوس سے پوچھو مگنا کہ عروہ قاتل قاتل      دیکھیے لطف ابھی کتا ہو قاتل قاتل      وہ جد حنیفے بکارون او قاتل قاتل      جاننا رو لین جگہ تیتے ہین قاتل قاتل      سورہ ییل ترمی کیون ہو یہ قاتل قاتل      نل مچا ہو گا ہر اک سمت کہ قاتل قاتل      جان لبون پر ہو مگر کتا ہو قاتل قاتل      بعد مردن بھی صدا آئیگی قاتل قاتل</p>	<p>ت</p>	<p>حشرین جبکہ خدا پوچھے گا اعمال مے      قتل کے پیچھے پکارا تو یہ بولاتاں      روح کو میری خدا طاعت گفتا توے      عشق میں تم نہ یہ سمجھو کہ ہین غافل مجھے      قتل مومن کا تو لکھا نہیں قرآن میں کہین      نامہ بر کو چہ قاتل کا یہ اپنے ہو پتا      خط کو دیکر کے مرے اتنا زبانی کہنا      کشتہ تیغ ادا ہون مری تربت سے احد</p>
--	----------	--

### رویت میم

<p>چلے ہین بو کی طرح پردہ بہار میں ہم      طلسم ویدہ حیرت بنے بہار میں ہم      خزان کو دیکھتے ہین پردہ بہار میں ہم      مثال صورت تصویر ہین بہار میں ہم</p>	<p>خزان کے جاتے ہی بس عشق گلخندار میں ہم      یہ محو ہو گئے ہین رنگ گلخندار میں ہم      بھتے رنگ سے گل کے شکست رنگ کو ہین      چمن ہین کیٹتے ہر سمت چلے گل کو</p>
---	---

بدنِ ل کے وہ جوڑے چمن میں کتھیں  
 نہو جو ایکے بھی دخل اونکے جبینِ چمن ہی  
 پھرے ادھر ادھر اک جائز تم سکے دم بھر  
 کیکی شانِ سہش ابھی سے کتھی ہو  
 یہ اتفاق تو دیکھو کہ جب بار آئی  
 گلون کو اپنا وہ عارض دکھا کے کتھیں  
 جو تجھ کو ای گلِ سنا ز پیا گلشن میں  
 پس فنا بھی گلو کھینا وہ دلیل ہیں  
 گلو نے وحشتِ دل اپنی جا کے کتھی ہو  
 کسیکی نکمتِ جامہ کے ہم جو عاشق تھے  
 وہ عند لب ہیں دکھانے لے گل جتنے  
 خزان میں دیکھو تو پر زمرہ ہو گئے بالکل  
 شیب میں ہوے عاشقِ تھاری کا کل کے

دکھا سے ہیں تلوٹن نیا بہار میں ہم  
 کیسے وحشتِ دل ہی نہیں بہار میں ہم  
 رہے ہو اکیطرح موسم بہار میں ہم  
 ضرور رنگ نیا لائینگے بہار میں ہم  
 ہوے اسیرِ فتنِ موسم بہار میں ہم  
 جائیں رنگ تو کچھ دیدہ بہار میں ہم  
 ترے فراق میں مر گئے بہار میں ہم  
 بنیں گے نورِ نظر دیدہ بہار میں ہم  
 جو دیکھو رنگ دکھائیں نیا بہار میں ہم  
 تو گل میں چھپ گئے بوکھلے بہار میں ہم  
 جدا چمن سے ہمیشہ رہے بہار میں ہم  
 جو گل کیطرح تھے پھولے بہار میں ہم  
 اسیرِ سنبلِ سجان ہوے بہار میں ہم

<p>آئی جا میں چمن سے کدھر بہار میں ہم      خزان میں مگے توجی اٹھے بہار میں ہم      خدا کے کہ قفس سے چھٹیں بہار میں ہم      کہ ہو گئے دم میں صیاد کے بہار میں ہم      چلے ہیں نکمت گل کی طرح بہار میں ہم      تڑپ تڑپ کے قفس میں ہے بہار میں ہم      ہزار نغمہ سنائیں احد بہار میں ہم      ہوئے ہیں سرمد احد دیدہ بہار میں ہم</p>	<p>گلوں پہ مار خدا کی یہ منہ چھپاتے ہیں      وہ عندلیب ہیں فصلوں پہ مرننا جینا ہی      ہے جو قید خزان میں تو نعم نہیں ہو ہمیں      نہ لکھے کی تھی خبر اور تھانہ یہ معلوم      قبائے گل کی طرح پھار ڈاگر گریبان کو      جنازہ مگلے آئی پھنانے والے کا      وہ عندلیب ہیں گر کچھ کریں تو انجی      خرام ناز سے اوس گلے دار کے پیکر</p>
	<p>چلین گے لکھنؤ سے ای احد جو مرزا پور      خزان کو دکھین گے پھر پردہ پہاڑ میں ہم</p>
<p>تڑپ تڑپ کے ہے بس فراق بہار میں ہم      جو پونچھے جگے تنہا مکان یا رہیں ہم      فلک کی طرح پھرے گئے تلاش پار میں ہم</p>	<p>جو پونچھے پھر کے کبھی یا کے دیار میں ہم      سولے حسرت و حرمان نہ کچھ ہوا حاصل      رہا جو سر میں یہی سودا اور چتون باقی</p>

نہ پوچھو ہم کو کیوں اتن یہ سہتے ہیں  
 یہ شوق تھا جو وہاں تک سائی ہوتی تو  
 خدا ہی خیر کے جان پڑھیں پری  
 نہ نکلی حسرت دیدار تک بھی آنکھوں کی  
 خدا گواہ ہی کیا کیا صیبتیں جھیلین  
 کسینے لی نہ خبر اس غریب بکس کی  
 فراق یار میں یہ ورد اپنا مصرع ہی  
 اوس کا ہی یہ نتیجہ کہ بیٹھے روتے ہیں  
 نہ گرم ہوتے کبھی ہم پر سرد مہر سے  
 خدا کے کہ وہ پھر راہ راست پر آئیں  
 یہ کس ذلیل کی صحبت کا ہو گیا ہوا اثر  
 حذر تھا اور کوری صحبت تو نے نفرت تھی  
 پتا بھی ملتا نہیں صاف سخت مشکل ہی

مثال آئے حیران خیال یار میں ہم  
 ہوا کی طرح پھونچتے ہو اے یار میں ہم  
 بلا کے صدمے اٹھائے فراق یار میں ہم  
 بہت دنوں پہ جو آئے دیار یار میں ہم  
 یہ لطف ہو کہ نہ آئے خیال یار میں ہم  
 گئے تھے چھوڑ کے جس دکھ کو یار میں ہم  
 آئی ہونگے کبھی پھر کنارا یار میں ہم  
 چلتے تھے ہو کہ کبھی خوشی کو یار میں ہم  
 جو اعتدال ہی ہوتے مزاج یار میں ہم  
 کئی عجیب ہیں سنتے مزاج یار میں ہم  
 آئی سنتے ہیں جو فرق وضع یار میں ہم  
 سنا تھا جو نہ کبھی سنتے ہیں وہ یار میں ہم  
 آئی جائیں کہ ہر اب تلاش یار میں ہم

ہماری جان کا ابو خدا ہی حافظ ہی آئی ہو گا نہ کیا اب قرار اس دل کو آئی سوز محبت کا کب اثر ہو گا بظاہر اور ہی باطن میں اور ہی کچھ ہی	نہ پوچھو صدے اوطحائے جو ہجر یار میں ہم پہرا کر گنگے زون کی کیا ہوائے یار میں ہم برنگ شمع جو جھلتے ہیں بزم یار میں ہم اویکی شان سمجھتے ہیں شان یار میں ہم
---	---

بیان سوز محبت کا اپنی ہی یہ احد

غزل جمع لکھتے ہیں بیٹھے مکان یار میں ہم

یہ آرزو تھی کہ تم سر ہجر یار میں ہم شب وصال میں نظر میں شوق یار میں ہم آئی دل میں یہ کس جلوہ گر کی آمد ہی صبا بھی پانوں نہیں مندی لگا کے بیٹھی ہی شب وصال یہ اللہ کے شوق دید اپنا خیال گیسو جاتاں یہ مجھے کہتا ہی یہ بولا وصل کی شب آگے ساتھ ہوش	بگاہ شوق رہے چشم انتظار میں ہم بگاہ دیدہ بسمل ہیں انتظار میں ہم تمام دیدہ حیرت ہیں انتظار میں ہم نہ آئی لیکے نہ پیمان ہیں انتظار میں ہم اک انتظار رہنے چشم انتظار میں ہم دراڑے شب فرق ہیں انتظار میں ہم سرور بادہ ہوئے چشم انتظار میں ہم
--	--



<p>تم انتظار میں ہو یا میں انتظار میں ہم  تھے شوق دید اگر چشم انتظار میں ہم  نگاہ یاس رہے چشم انتظار میں ہم  ہیں انتظار ابھی چشم انتظار میں ہم  ہماری آنکھوں میں بیٹھو تھے انتظار میں ہم  عجب صدمے میں یا رہیں انتظار میں ہم  ہیں یاس آج تھے چشم انتظار میں ہم  بنے ہیں پھیرہ قسمت کے انتظار میں ہم  تھیں کہو کہ رہیں کب تک انتظار میں ہم  بنے ہیں نور نظر چشم انتظار میں ہم</p>	<p>وہ بولے خواب میں آگہاری بالین پر  نہ دھٹنا تھا ہمیں لازم تھا سے سے کبھی  تھا وعدہ آنے کا شب کو نہ آئے تا سحر  کیا نہ آئے کا شکوہ تو ہنکے بولے وہ  جو اتفاق سے یان تک کرم کیا تنے  نہ آتے وہ ہیں نجان تن سے بھگتی ہی  صدا او دھر سے یہ آتی ہی پھر شب وصلت  جو اٹھے پاؤں پھر آتھی تو ہنکے کہا  جو جان دینے کو کیسے تو منع کرتے ہو  کسی کا جلوہ رخسار آج کبھی ہی</p>
--	--

نہیں وہ آتے مے پاس تو آئیں احد

لو آج جان ہی دیتے ہیں انتظار میں ہم

رہے کبھی نہ ہو ایک طرح قرار میں ہم

او دھر او دھر سے ہر دم جو ہے یا رہیں ہم

<p>پھر و خدا کے لیے جبکہ ہوں قرار میں ہم          بزرگ صبر ہے پردہ قرار میں ہم          ہوں بیقرار زیادہ جو ہوں قرار میں ہم          چھپے ہوئے ہیں ابھی پردہ قرار میں ہم          قرار کو جو ہو تسکین تو ہوں قرار میں ہم          اک اضطراب ہیں گویا تین شکار میں ہم          یہ سو دشمن لیے آئے ہیں مزار میں ہم          دکھ ہے ہیں تپ غصے یہ مزار میں ہم          کمانے آگے اوچڑے ہوئے دیار میں ہم          بزرگ اذیتیں ہیں شمار میں ہم          ہزار شکر کہ اب آگے شمار میں ہم</p>	<p>عیان ہوتا کہ تعلق یہ دونوں جانب سے          ہزار جھوٹے دیے اضطراب نے پھر بھی          مثال آتش برہم شستہ کے جھوکین          ابھی سے کہتے ہیں غافل ہمسے تم ہونا          قرار سے بھی لیا صبر کہتے ہو ٹھیرو          یہ اپنے پہلو میں بے چینی لگی کہتی ہو          صبا بھی پاؤں لکویا چھونک کے رکھتی ہو          گمان خاتمہ آتش ہو میری تبت پر          جو آئے میری طرف بھول کر تو یہ بولے          جو دانا رشتہ دانا میں کہو سمجھیں نہیں          ہماری خاک کی تسبیح اونے بنوائی</p>
---	--

ہم اپنا چارہ ہستی ہوتا رکے کا احد

یہ پھیل پھیل کے سوتے ہیں اب مزار میں ہم

رنگان کسے جانان کو کرین کیا یاد ہم  
 ہونگے اسکو پھر جلا کر دیکھنا آزاد ہم  
 بین ہفت ہم ناوکِ مرنگان چشم یار کے  
 اوڑتے ہی ہم آشیانے دم میں تیرے پھنسے  
 مرغِ بمل کی طرح ہونگے طپان اسی جان جان  
 گھر میں وہ تشریف لاکر میرے فرمانے لگے  
 ان گلوں کے عشق میں صدمے اوٹھائے اسقدر  
 کہتے کہتے رگ گئے کیا سوچو اگر ای جان میں  
 مگر زینتے چھینے لگے تو رہینگے قبر میں  
 عمر بھر باغِ جہان میں دل کو تو رونا پڑا  
 بھولے بیٹھے ہیں ہم اپنی بہتے موہوم کو  
 حال قرآن میں بہشتِ نو کا پڑھ کر لعل اوٹھے  
 وصل کی شب وہ گلے مل کر کے فرمانے لگے

صورتِ نقشِ قدم چھنگر ہوے برابر ہم  
 اہ کھینچیں گے قفس میں جس گھڑی صبا دہم  
 دیکھیے رکھتے ہیں کیسا سینہ نوزاد ہم  
 کیا کرین گے یاد گلشن کو بھلا صبا دہم  
 بعد مردن بھی لمبوں کے کہے محکویا دہم  
 خانہ ویران کو کرتے ہیں تے آباد ہم  
 ڈھونڈتے پھرتے ہیں خوابِ خانہ صبا دہم  
 بے تامل کیسے کرتے ہیں جہ ہوار شا دہم  
 بعد مردن بھی ہونگے قدم سے آزاد ہم  
 کیا چلیں گے اس جن سے اب جلا دل شا دہم  
 رہروانِ ملک فانی کو کرین کیا یاد ہم  
 قل ہو اللہ کو پڑھاتے ہوتا اگر شا دہم  
 یاد ہیں اب بھی تمہیں کرتے تھے جویداد ہم

حلقہ ماتم بچھا جلت زنجیر کو  
 لطف آزادی کا اپنے چھوڑ کر ہرگز کبھی  
 یاد آتا بیستون پر جوش وحشت میں جو تو  
 نالہ کرتے ہیں یہی کہہ لگے ہجر یار میں  
 جی نہ بہلا طے کے گلشن میں بھی اپنا ایک دم  
 مجتمع ہیں خاک باد و آب و آتش اس میں سب  
 فوج کرنے میں توقف گر ہو تجکو کوئی دم  
 جاتے ہو عمر گریزان کی طر سے رو ٹھکر  
 فرق حسن و عشق کا ہو میرے اونکے اس لیے  
 مرغ بہتان شاخ گل پر کہتے ہیں غیش ہو کے یہ  
 جی میں ہو اب تیلیوں کو توڑ کر ہو میں یا  
 زلف میں دکھ پھینا پایا تو یہ کہنے لگے  
 ہار پھینا تو غیر و نکلے گلے میں لطف سے

یاد کی سو میں جو کہتے ہیں کبھی فریاد ہم  
 قیصر و فتور کے ہوتے نہ پھر داما دہم  
 آب شیرین پر دلالتے فاتحہ فریاد ہم  
 بھولے وہ بیٹھے ہیں کہتے ہیں جسے اب یاد ہم  
 یاد قاست میں ہے روتے ہر شمشاد ہم  
 یعنی اس پیکر میں ہیں اب پیکر اضا دہم  
 دے چھری ہلکو گالا کاٹیں ابھی جلا دہم  
 بھو لیسے بھی اب نہ ٹھکو پھر کر سنگے یاد ہم  
 وہ پری کھلائیں اور کھلائیں آدم زاد ہم  
 باغبانوں کے ہیں گویا بلوغ میں داما دہم  
 کب تک کج کنج نفس میں پھر کرین فریاد ہم  
 دام کیسے حال ڈانے سے بنے صبا دہم  
 خانہ بر باوہ میں کچھ بھی ہیں تجکو یاد ہم

<p>عالم ایجاد میں کچھ تو کرین ایجاد ہم ہجر ساقی میں ہے مدت تک ناشاد ہم</p>	<p>خاک کسے یار کی لا کر بتائیں کعبہ اور لطف وہ اپنی پستی کا سب جاتا رہا</p>
<p>اگر ٹھے ہوتا ہو جگر دل ہی پہ بجاتی ہو بس ای احدِ فرقت میں کرتے ہیں اوسے جیا ہم</p>	
<p>سختیاں کب تک اٹھائیں ای ستم ایجاد ہم یہ نہ سمجھے تھے کہ ہونگے عشق میں برباد ہم کمر تے ہیں ویران سرے دکھوں میں آباد ہم عید قربان ہو ذرا سے لین مبارکباد ہم بعد اس میکش کے دیکھو ہو گئے برباد ہم سنہ لگانے کی سبب آخر ہوئے ناشاد ہم دیکھنے پر بھی ہیں انہ سے مثل مادر زاد ہم تو ہی دیوانہ کرہیں دھلانے ای فضا ہم عمر بھر دیکھا کیے ہیں خانہ سیاہ ہم</p>	<p>لو دیے دیتے ہیں جان لگو نہیں گریا ہم پہلے آسان جانتے تھے دل لگانیکو تو خواب میں وہ جلوہ فرما کر کے یوں کہنے لگے ذبح کرنا پیچھے آج پہلے گلے لگیا مرے کیا عجب میخانہ ساقی سے یہ نکلے صدا سنہ پہ باتیں بوسے لب کی جو لائے تو کہا بے شہادتہ جہان کو کہتے جاتے ہیں پر عشق کے شعلوں کو بخور کرنا ہو چرند چار دان بھی سیر گلشنِ تمہی بہت میں کمی</p>

طائرِ جان نے قویہ پرواز کرتے ہی کہا  
 اتنی فرصت ہے ہمیں جلدی نہ کر تو قتل میں  
 پانوں میں ان پھیلا کے تم سوتے رہے آرام سے  
 قید کرتا ہوں تم کو ہم نہیں سہنے کے بند  
 تو تو تھا مخلوقِ خالق بن گیا کیوں کر بھلا  
 یاد آیا شب کو گلشن میں جو وہ سرو سی  
 ناشکیبائی سے اپنی عشق میں ہرگز کبھی  
 خانہٴ ولین ہم اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز  
 باغ میں بھی ہم سمجھتے ہیں تیرے قامت کا یار  
 جب اٹھائیں سختیاں بھی صورتِ فرما دوقیس  
 ہیں وہ دیوانے کہ دیوانے سے الفت ہی ہمیں  
 مانگتے ہیں اور یہ فقط خدا سے ہم آمان  
 پہنکتے ہیں ہم ایک دم میں گنجِ قاریں بھی ہو کر

اس قفس کو تو کیسے جاتے ہیں اب پر باد ہم  
 دیکھ لیں دم بھر نظر بھر کر اسے جلاؤ ہم  
 رات بھر کرتے رہے یان نالہ و فریاد ہم  
 ہیر یون کو توڑ ڈالیں گے تری حداد ہم  
 پتو چھتے ہوتا اگر اس عہد میں شہاد ہم  
 رات بھر رویا کیسے بننے پر شمشاد ہم  
 جان شیریں کو نسبتے صورتِ فرماؤ ہم  
 کہتے ہیں مضمون کو صورتِ اولاد ہم  
 سرو کو شمشاد کو بھی بندہ آزاد ہم  
 عشق بازی میں ہوئے مشورتِ استاد ہم  
 بے ستون پر ڈھونڈتے ہیں تربتِ فرماؤ ہم  
 سختیاں کرتے ہیں تیری جب کبھی بھراؤ ہم  
 مسکون کے یا آئی ہوں اگر ماداد ہم

<p>بوسہ لبے لیا باتوں میں تو کہنے لگے          جیسا تو دل میں کیا اون کے کہا کہ آہ نہ          وہ سُوگو رِغریبان کے یوں کہنے لگے          لیکے دل میرا ملاؤ گے مجھے تم خاک میں          عشق سے باز آؤ کہتے ہیں وگرنہ ای واحد          پہلے اپنے وقت سے بس ناسخ و سودا گئے</p>	<p>ماتے ہیں کہ کو بھی راہی حضرت اُستاد ہم          سر کرین دل کیا ہی ہو گر قلعه فولاد ہم          کہتے ہیں کہنے شہیدِ خنجر بیدا و ہم          ا طرح سمجھے نہ تھے پہلے تھیں اُستاد ہم          کرتے جا ئیں گے تھارے ساتھ اک بیدا ہم          کس سے مانگین راہی اِصل اپنی غزل کی اہم</p>
---	--

## ردیفوں

<p>آفتابِ حشر بھی صبحِ شبِ ہجران نہیں          قابلِ حسرت ہمارے جان بھی ایجان نہیں          بیخودی کہتی ہے غفلت کے لیے درمان نہیں          نازنین تجھ جانا نے میں کوئی انسان نہیں          جسکو ہوا الفتِ انسانی کی وہ کچھ انسان نہیں          درد وہ رکھتا ہو نہیں جو لائقِ درمان نہیں</p>	<p>سبتلا سے رنج و غم مجھ کوئی انسان نہیں          ولینِ جہان کے سبب باقی کوئی ارمان نہیں          چاہتا ہوں جب علاجِ علتِ خود رنگلی          ملازکی کو ناز ہو دم سے ترے ای جان جان          بے الفت جہین ہو بس اس سے ملنا چاہیے          سیری صحت کی طیبیوں کو عیشِ ناب فکر ہی</p>
---	--

<p>کب سیرِ دتیرا ای شامِ شبِ ہجران نہیں          وحشتِ آبا و جنون ہو خانہ ویران نہیں          ابھکل اس سزمین پر ابرہوی باران نہیں          کون پروا ہے شمعِ رخِ جانان نہیں          خانہ زولین کوئی انکے سوا مہمان نہیں          گلشنِ ایجاد میں کوئی بھی گلِ خندان نہیں          لطف ہو کیا ابر کا گر بق بھی خندان نہیں          جو مے انسانِ لفظی خسر کوئی انسان نہیں</p>	<p>تیرگیِ نجات سے کیا خوب پانی ہو سزا          خانہ زول کو مے ویران نہ سمجھو ای بتو          بال کو شکلا کے رخ پر چھوڑ کر کہنے لگے          سوزِ الفت بزمِ عالم میں ہر اک کے دلین ہی          درد ہی حسرت کبھی حرمان کبھی ماتم کبھی          سب ہیں گریاں قطرہِ شبنم پر سارے اشک ہیں          زلف کو چھوڑا ہو چہرے پر تھنیے بھی ضرور          چار دنِ تہجِ زندگی کے کنگے سب پنج میں</p>	
	<p>چھوڑ کر تنہا کعبہ کیوں بن جائیں ای واحد          اپنے پہلو میں وہ بت غارِ مگر ایمان نہیں</p>	
<p>کون کتا ہو کہ ہند و حافظت آن نہیں          اب نہیں تھے کے کچھ ارجانِ جان ہم جان نہیں          کب برنگِ تھے گلِ خانے سے ہم عریان نہیں</p>	<p>حالِ رخ کو کب تخیالِ چہرہ جانان نہیں          ہل کی شبِ حال کچھ آپ پر پہنان نہیں          وحشتِ دل رکھی ہو قیدِ قفس سے جدا</p>	



لے تے ہن دنرات ہم بادِ رخِ دلدارِ مین  
 یاس ہو اسدِ جوبے پوچتے ہن حالِ دل  
 دیکھتا ہو جو مجھے حیران نہ ہو جاتا ہو خود  
 آہ تو او ٹھکر چل جاتے ہن پلو سے مرے  
 کب نہیں پیشِ نظر ہو جلوہ زنگِ بہار  
 دیکھے گر غور سے تو مروتِ عشاقِ پور  
 کب نہیں جا سدری سے دستِ محبت کو ہر وقت  
 شور ماتم رہتا ہو بر بادِ عشاقِ مین  
 پھنکیا کج بخت خود دامِ بلا مین جاکے آپ  
 صورتِ پرواز نہ جلتے ہن دلِ عشاقِ یار  
 اپنے کو ٹھے پر وہ مہر و جھلجھل ہو جلوہ گر  
 ہو کے عریان تو پتلا ہو تو لگیاتی ہو آگ  
 صبرِ قے تھے ناز کے قربان تھے انداز

تر ہمارا اشک سے کب گوشہِ بلبلان نہیں  
 نامِ رادی کتسی ہو دلیں کوئی گریان نہیں  
 او خیالِ یارِ مجسا دو سرا حیران نہیں  
 پر یہ سن لینا کہ میری جان بھی اچھا نہیں  
 دامنِ نظارہ مین کب گلِ خندان نہیں  
 یاسِ محسرت کے سوا کوئی بھی ان گریان نہیں  
 چاک کب اپنا گریبان دیکھو تا دامن نہیں  
 کتابانِ دل سے باعثِ صدمہ گان نہیں  
 تجسا وینا مین دلِ نادان کوئی نادان نہیں  
 پیٹھی اچھی تر ہی شمعِ رخِ جاہان نہیں  
 اسطرحِ بامِ فلک پر اخترِ تابان نہیں  
 شعلہ جو الہ ہوا ایجان تنِ عریان نہیں  
 بے تھے اب چین مہم بھی منگھلیا نہیں

ہم بھی کیا دھونی سٹاؤ اور جانان نہیں	حسرت دیدار ہو گرنگ چھاتی پروری
	<p>دیکھے گر غور سے تو ماتیم عشاق ہیں  کب سے پوش ای واحد شام شہجہ ان نہیں</p>
<p>بلے جان شور عند لیبان ہوتے جاتے ہیں  نہار و نگر کہے میں مسلمان ہوتے جاتے ہیں  اسی قمار میں پال انسان ہوتے جاتے ہیں  فروعِ سخن کھو در نشان ہوتے جاتے ہیں  دلِ پوش سے باہر بیان ہوتے جاتے ہیں  تمہارے عاشق شیدا لہجان ہوتے جاتے ہیں  تسے سببِ خندانے نگہبان ہوتے جاتے ہیں  تمہارے ساتھ اب ہم کبھی نشان ہوتے جاتے ہیں  جو ہم پر روزِ مظالم کی چرخ گردان ہوتے جاتے ہیں  یہاں مجبورہ خاطر بردیشان ہوتے جاتے ہیں</p>	<p>بہار آئی ہو بٹ کے سمانے جاتے ہیں  رخِ رنگین کے جانتے ہیں جاتے ہیں  ترمی اٹھکیا سبب سے غم جانے جاتے ہیں  تسارے کفش کے تیری دم رفتار گر کے  بت پر وہ نشین سے وصل اپنے نرات ہوتا ہے  عجبت کی نظر سے دیکھتے ہو دم بدم جکو  نکل کر سبزہ خطا ہر طرف سے رنگین پر  سنو ای حضرت دل تم خیالِ ان جانے دو  شانِ نقشِ ہستی کا ہو منظورِ نظر شاید  پریشان آپٹانے سے وہاں کہتے ہیں گیسو کو</p>

<p>لشبین کے بوسے آبِ حیوان ہوتے جاتے ہیں          صبا کے آج ہم ممنونِ جان ہوتے جاتے ہیں          پیمان لالہ و نسیرینِ ریحان ہوتے جاتے ہیں          لگاؤٹ سے ترے ایو تیج برن ہوتے جاتے ہیں          خزانِ پھولے پھلے کیا کیا گلستان ہوتے جاتے ہیں          مقفل خانہ زنجیرِ زندان ہوتے جاتے ہیں          ترے مطلب توامِ مرغِ خوشحالان ہوتے جاتے ہیں</p>	<p>مریضِ غم کے حق میں وصل اور نکازِ زندگانی ہو          ہلکے پاس لاتی ہو اوڑا کر نکلت گیسو          تری رنگت کے آگے امی بہارِ عارضِ جان          ہزاروں نیم بسمل سیکڑوں بیجان عالمین          نہ کیونکر خارِ حسرت کی جگہ ہو غنچہ دہلیں          نہیں صورتِ انی کی کوئی اور جوشِ شہت          سواری اوس گلِ عناک کی سو گلشن آتی ہو</p>
<p>کہا لوگوں نے جب کرا حد بھی متے ہیں تیرے          تو فرمایا کہ کہہ دے اسے نادان ہوتے جاتے ہیں</p>	<p>تسے رخ کے جلوے عیان ہو گئے ہیں          بجز پنج کے منہ نہ دیکھا خوشی کا          سائی ہو الفت تری اسطرح پر          زمے بیان کا کھلا ایک عقدہ</p>
<p>سہو مہرِ شل کتان ہو گئے ہیں          جدا جسے ریحانِ جان ہو گئے ہیں          جدلہ پوست سے آسمان ہو گئے ہیں          اسی فکر میں سببِ نشان ہو گئے ہیں</p>	<p>تسے رخ کے جلوے عیان ہو گئے ہیں          بجز پنج کے منہ نہ دیکھا خوشی کا          سائی ہو الفت تری اسطرح پر          زمے بیان کا کھلا ایک عقدہ</p>

<p>مے دل میں ٹوک نشان ہو گئے ہیں  یہ قصے تو پہلے بیان ہو گئے ہیں  یہ آنسو بھی آبِ روان ہو گئے ہیں  تم ایسے بہت خاک یاں ہو گئے ہیں  کہ کس طرف بھی شعرِ خان ہو گئے ہیں  تسے بالِ عنبر نشان ہو گئے ہیں  تو تیغ جو نبھان ہو گئے ہیں  یہ دلبر اذیتِ رسان ہو گئے ہیں  کیکے لیے بے نشان ہو گئے ہیں  تو خاک وہ بھی نشان ہو گئے ہیں  کہ بی طرح وہ بد گمان ہو گئے ہیں  کہ دشمن مے آسان ہو گئے ہیں</p>	<p>تصور تھے تیر مرگان کے قاتل  یہ کہتے ہیں وہ حالتِ غم کو سنکر  دکھایا ان آنکھوں نے سیلاب کیا کیا  یہ کہتی ہو تاقان و کمرے قسمت  تبدل زمانے کا یہ رنگ لایا  ہو ارنک تاتا رقت کو جب سے  خدا کے لیے او نکومت چھوڑ قال  کیسوں نہیں چینِ فرقت میں انکی  کہا کرتی ہو خاک سے روح اپنی  جنین بکلا ہی کا تھا اپنے غرا  رقیبوں نے کیا جانیے کیا کہا ہو  دکھائیں نہ کیوں تیغ بدلے خوشی کے</p>
---	---

اگر مجھے کہتا ہو وہ شوخ ہنسکر

بہت آپ تو ناتوان ہو گئے ہیں

دلے قسمت ساقی سبجز ناہو میں نہون  
 دل فقط زلفِ تباہ کا بتلا ہو میں نہون  
 جس جگہ پر میرا حاصل عا ہو میں نہون  
 جس زمین پر ایسا کج ادا ہو میں نہون  
 مستعد جب قتل پر قائل ہوا ہو میں نہون  
 بلبلِ سدرہ ہو عنقا ہو ہما ہو میں نہون  
 ہجر میں بس روحِ قابض جدا ہو میں نہون  
 یا اگہی جب خن ان کی لان ہو میں نہون  
 کھر کیونکا جب تھے پردہ اٹھا ہو میں نہون  
 اسی سدا دردِ دل کی جیسا ہو میں نہون  
 وہ بہت کافر اگر مجھے جدا ہو میں نہون  
 میرے سر پر آسمان غمگرا ہو میں نہون

لطف می ہو باغ ہو کالی گٹھا ہو میں نہون  
 روحِ کستی ہو وہ پابندِ بلا ہو میں نہون  
 اوسکے کوچے میں بناؤن بچ بھی ممکن ہو جلا  
 ہو دعا یہ حشر تک کیون نہروے آسمان  
 کیون نہون شوقِ شہادتِ نبوی سے گلا  
 مرغِ دل کہتا ہو تھے بام پر امیر شاہ جن  
 سختے فرقت نہیں اٹھتی دلِ بیتاب سے  
 بلبلِ تالانِ گلستان میں دعا کرتی ہو یہ  
 وحشتِ دل تیرے کوچے سے نکالے جف ہو  
 تو جیسیجے وصل کا پیغام شادی مرگ ہو  
 امی خداوندِ عالم روحِ بھی نکلے مری  
 یہ دعا ہو جب زمین کو چڑھانا چھٹے

ای واحد شرم گندوان تک مجھے جانے ہو  
جب سرتختِ عدالت کبیرا ہو بین ہون

اوسی کا فرکی الفت میں ہم اپنی جان کھتے ہیں  
فراقِ یار میں دود و پھر چپ چپ کے روتے ہیں  
شہید و نہیں وہ اخل ہو کے زیرِ خاک سوتے ہیں  
وہ جدمِ نچر تازک کو دریا میں ڈبو تے ہیں  
دلِ دان سے حق میں کاتے آج بوتے ہیں  
بسانِ شمع جلتے ہیں شالِ ابر روتے ہیں  
کبھی ہوتے ہیں غمِ شہسبے کبھی آرزو ہوتے ہیں  
فدا ہو تو ارنے آج کا صلح سوتے ہیں  
سو کو اوٹھ کے اشکِ سہلے تک سوتے ہیں  
پرن کو جگمگی یہاں میں دلِ مکتے ہیں  
قیامت کے کو میں سونے لے لوگ ہوتے ہیں

سہ و خورشید جکو دیکھ کر شرمندہ ہوتے ہیں  
بھرا تا ہی جو دل اپنا کبھی فرطِ محبت سے  
ہے ہیں قتل جو دستِ نگارین سے تلے کا  
گمان ہوتا ہو اک عالم کو اکثر شاخِ مرجا  
مکھانے ہیں گلِ خسار کو اپنے جو خوش ہو کر  
عجب عالم ہو ہر فردِ پیش کا تیری محفل میں  
نہیں رہتے ہیں اکسان ایک دن صاف دل کے  
گزر ہوتا ہو او کا قبر عاشق پر تو کہتے ہیں  
شہِ فرقت کے سونے والوں کا یہ حال ہوتا ہے  
گلابِ سطر کی لانی میں بوسلوم ہوتی ہے  
نہ اوٹھنے کے زمین سے صورت کے چمکنے کا شہ

شبِ فرقت میں دیکھو آگے کیفیت تڑپنے کی  
 صدا آتی ہو یہ ہر دم لب گو رہے بیان  
 شکایتِ یونانی کی نہ تم میری کہی کرنا  
 نہ تھا جرفرش گلِ نیا میں تیر جیتے جی جکا  
 نہالِ عشق میں کہتے ہیں پھل لگتے نہیں دیکھا  
 نہ سمجھو سے رونے کو عیشِ او ہر موہر گز  
 نظر آتا ہی عالم چشمہ حیا نہیں ناگن کا  
 وہ مثلِ موج لہرتے ہیں لہو کو جو دیا  
 پتا قاصد یہ رکھنا یاد اکثر اذکے کو ہے من  
 جہاں یہ دیکھنا پھراو سگم یہ بھی نظر کرنا  
 نظر آئیں جو روزِ نین تو جھک کر بندگی کرنا  
 ہاے خط کو دیکھو یہ زبانی اپنے کہدینا  
 جو پھیل سکا باعث کیا ہو تو پھرنے کہدینا

کبھی سر کو پٹکتے ہیں کبھی اوطاٹھکے روتے ہیں  
 اسی منزل میں سر پر ہاتھ رکھ کر گتے ہیں  
 کہے دیتے ہیں جانے لوگ سہا پنچ دھوتے ہیں  
 وہ وزیرِ خاکِ شِ خاکِ کس طرح سوتے ہیں  
 عیشِ تخمِ حمتِ مزاجِ دلین یہ بولتے ہیں  
 ہم اپنی چشم تر سے جامہ ہستی کو دھوتے ہیں  
 لبِ طعین پھرتے ہیں جب تکے بال ہوتے ہیں  
 یہ گردِ ابلاب میں دیکھیں کس کس کو ڈبوتے ہیں  
 سسکتے ہیں بلکتے ہیں تنگ جہاں کھوتے ہیں  
 نمایاں وزنِ یو ازمین بھی کوئی ہوتے ہیں  
 جو پوچھیں تم کہاں سے آئے حاضر کہاں سے ہیں  
 کوئی دم میں نصرتِ عالمِ نانی ہوتے ہیں  
 تمہارا نام لے لیکر کے وہ ہر طرف سے ہیں

تصور میں رہتے ہیں عجیبات ہوا بنگلی	نیکلتے ہیں شپتے ہیں کوئی لفظ سوتے ہیں
جو کچھ ہوں نرم ان باتوں سے تو پھر صاف کہنا	تمہاری مہربانی ہو تو پھر وہ اچھے ہوتے ہیں

کما دیکھو احد کو کوئی پھر ہم کل سننے ہیں	خدا جانے کہ وہ ہر لحظہ کیوں چپ بچکے ہوتے ہیں
--	--

بجب حال اگرچہ بہت خراب ہوئیں	جو غور کیجئے زمانے میں انتخاب ہوئیں
گناہگار ہوں گرچہ بہت خراب ہوئیں	نظر کیجئے جو تو محشر میں سیاب ہوئیں
جہا نہیں کہنے کو گوندہ شراب ہوئیں	نظر چکیجئے تو بس طالبِ ثواب ہوئیں
دکھا سکے چہرہ پر نور کو وہ کہتے ہیں	زمین پر صد و خورشید کا جواب ہوئیں
یہ چرخ نیلی کی عادت ملی ہو دو نو کو	جو برق بننے میں ہر روز میں سجا ب ہوئیں
یہی تمہاری عدالت کا مقضا ہو بس	ہوں غیر لطف کے خاطر پر انقلاب ہوئیں
بہاؤ ہوئے لب پر سزا ملی مج کو	گناہگار ہوں اور قابلِ عتاب ہوئیں
نہیں ہرگز کسی سے ایسا تہی	جہا نہیں پلیر خم و سافر شراب ہوئیں
کے جو ذبح کوئی دہنے وہی گمانے	بے عیب ہوں کیسا پھر ظراب ہوئیں



نمود صورت فرما دو قیس ہون دو لون  
 جلا یا آتش ہجران نے اس قدر مجکو  
 زمین کو ہو تزلزل عجیب حالت ہی  
 مری فنا سے ہزاروں ہون مج زنج  
 بوقت نزع یہ عزم مکان جیسا ہو  
 رقیب حال سے کیونکر مے پتا پائین  
 کیسے مصحف رخ کا یہ صاف ایما ہو  
 سوائے دوست کے گرا لاکھ سر ٹپک مارین  
 اگرچہ زندہ ہوں پر دور کے بسے اب  
 نگاہ اونکی یہ پھر کر کے صاف کہتی ہو  
 زبان سے پوچھو نہ احوال میرے رونے کا  
 بتو نہ سمجھو مجھے خاص اپنا بندہ تم  
 تنہا صاف یہ روح القدس کے اولین تھی

جو کوہ و دشت میں پھر کر کہیں اب ہونین  
 پریشہ سینہ و دل صورت کیا ب ہونین  
 پس فنا یہ کدین پر اضطراب ہونین  
 دکھائے رنگ طلسمات وہ جا ب ہونین  
 نہ اوٹھو پاس سے بیٹھو پر اضطراب ہونین  
 خیال یار میں ہما مثالی خواب ہونین  
 جو آسمان سے اوتری مکتا ب ہونین  
 نہ آؤن فہن میں غیر و نگا ایسا اب ہونین  
 کیسکی زرم کی نسبت خیالی خواب ہونین  
 زمانہ کھاتا ہو چہ گروہ انقلاب ہونین  
 بچشم دیکھو تو بس چشمہ پر آب ہونین  
 تھامے ملنے سے اب تک اجتناب ہونین  
 براق کے شب معراج ہر کا ب ہونین

<p>فروغ دیدہ خورشید و ماہتاب ہو نہیں مثال ابرہمان دیدہ پر آب ہو نہیں</p>	<p>یہ خاک پائے بت خوش خصال کہتی ہو وہاں وہ برق کے مانند ہستے رہتے ہیں</p>	
	<p>احد دینہ ہو مدفن مرا پس مردن نہے نصیب کہ خاک در جناب ہو نہیں</p>	
<p>وہی شکرِ فلک پر نگے سب اختر نکلتے ہیں گے اپنی نظر سے خود سہ اختر نکلتے ہیں شب سے بین فلک جسکڑمی اختر نکلتے ہیں تھی ہر جان دینے کو یہ کیا اختر نکلتے ہیں سیا ہی کچھ لیے گرد و نغاب اختر نکلتے ہیں گھٹا گنگوڑ میں چھپ چھپ کے اختر نکلتے ہیں تجھی کو دیکھنے اور غیرتِ اختر نکلتے ہیں چڑھانے ہیں مندا اختر کو بے اختر نکلتے ہیں تو کیا اسلحہ کے پردہ میں بھی اختر نکلتے ہیں</p>	<p>شکرے میرے نالوں سے جواب اکثر نکلتے ہیں مقابل میں تھے جب کبھی دبر نکلتے ہیں چھپی بالو نہیں پر افتان چین یا داتی ہو جو جاتے شکو ہو تم بام پر یہ ٹوٹے بڑتے ہیں شب ہجران میں وودل کا ایسا چھا گیا عالم نہیں افتان چین کی اونکی چھپتی ہو زلفوں شب کو ذرا سا مام پر آ جا کہ ہم اکثر تجلی پر مردندان کی لیے اپنے نازان ہیں جو زلفوں کے تصویر میں خال آتا ہو دندان کا</p>	

ارادہ شام سے اٹھا ہونے سے پاس آنے کا  
 ہجوم دلبران اونکے نکلنے میں یہ ہوتا ہو  
 رخ و دندان کو تھے دیکھ کر شہ پہ پی سکر  
 چڑھے تھے حسن کے زور و رونق پارکے دیکھا ہو  
 بہنگ جاتا ہوں جس شب کو میں راہ واوی آفت  
 مقابل میں رخ و دندان کے دو نو نکو جاتا ہو  
 چمک بالونین افشان چین کی لیکھتری  
 نہیں ممکن مے خوشیدر و کے سامنے آئیں  
 چمک میں تھے دندان کی چمک جو نہیں پاتے  
 مقابل سے گرو کے کوئی گرو نہیں ہوتا  
 فلک تہہ حاصل ہو زمین شعر کو اپنی  
 خون اگلانہ گاہ ناز تیار پھر اپنی قیامی  
 تھے حسن کے سہ سے چلاوڑے تھے فلک کے

کہ صر سے طالع حفتہ مے اختر نکلے ہیں  
 کہ جیسے گرد مہ کے سیکڑوں اختر نکلے ہیں  
 بہم شہر مندہ اور نادوم مہ و اختر نکلے ہیں  
 نگاہ خالق نے اوتھے ہوے اختر نکلے ہیں  
 تو اس شب کو فلک بھی نہیں اختر نکلے ہیں  
 بہم اک جانِ قالب سے و اختر نکلے ہیں  
 لباسِ شب میں کیا ماتم زدہ اختر نکلے ہیں  
 اوتھے تے جب ہیں وہ کوٹھے سے اختر نکلے ہیں  
 کف افوس کو ملتے ہوے اختر نکلے ہیں  
 کہ جیسے شمس کے آگے نہیں اختر نکلے ہیں  
 نکلے ہیں جو مضمون نیک وہ اختر نکلے ہیں  
 پھپھو لے پانوں میں صورتِ اختر نکلے ہیں  
 وہی نے فلک بنکے اختر نکلے ہیں

پھپھو لے پانو نہیں آگھو نہیں آنسو داغ سینے ہیز پرافشان تھی جبین کھرا کے زلف اپنی لگے کہنے جو ثابت ہیں ستارے وہ عدو کو کج ثابت ہیز شبِ وقت کا عالم چھا گیا ہو روزِ ہجران احد کچھ غم نہیں بہو کہ وہ خوش یا کنا خوش ہیز	مے طالع کے کیا کیا دیکھو تو اختر نکلتے ہیں ذرا دیکھو تو کیا اس راتیں اختر نکلتے ہیں جو سیارے ہیں سے بخت کے اختر نکلتے ہیں سے بختی سے میری نکو بھی اختر نکلتے ہیں عدو تک دست ہوتے ہیں اختر نکلتے ہیں
--	---

دردِ زمانِ جانان کے احد کھے ہیں مضمون

مے دیوان میں جو نقطے ہیں اختر نکلتے ہیز

جو تمان بھر تہی میں کبھی خود دوسر نکلتے ہیں گڑنے پر بھی ہکو مرتبہ بننے کا حاصل ہو نحالے سے نہ ٹکینے کا لین لاکہ گرا نکو دم تقریر تنگی دہن سے وہ ہن تنگی ہن چھپی ہر شان آتش میں کہا صورت کی جگہ ہن کو دی تھی بیجا اگر ہی آگھو نہیں	جہا یونکی طرح دم بھر ہوا بھر کر نکلتے ہیں صبا کے دوش پر خاک ہونے پر نکلتے ہیں کب اندر سے غم اے ان بان نکلتے ہیں دہن سحر و نمک بھی ان کے نکلتے ہیں گڑنے لاکھوں ہیں جو وقت نکلتے ہیں عیش و مظلماے اشک اہر نکلتے ہیں
--	--

صدا آتی ہو یہ فرہاد اور مجنوں کی تربت سے  
 قدم لیتی ہو آرایش بھی جھک جھک کے انوکھا  
 شرارت کرنے بیٹھیں کسی سے ڈرتا رہتا ہوں  
 مجھے وہ دیکھ کر بولے پٹاہ عشق ہیں دیکھو  
 اشارا ہو یہی اوس ترک کی اپنی جوتو کا  
 صفت ہیں نچو کی ہوئے رنگین کی تریا بجان  
 ہولے شوق گر جلوئے دکھائے روئے رنگین کے  
 نظر بھر بھر کے تجکو دیکھتے ہیں یہ سسکتے ہیں  
 اونہیں بھولیں نہیں باکیاں مست تناسکی  
 جو رکھتا ہوں تخیل انکے اونکے روئے رنگین کا  
 تصور تھے مرگان لہو خنجر کے بھی اوقال  
 رہائی کی تڑکھ امید اونکی زلف مشکین سے  
 تصور ہو رہا بانکی شرمندہ جو کرنے کا

عجب یہ خاک کے پتلے بھی رنگر نکلتے ہیں  
 عجب انداز سے وہ آج بنگر بنگر نکلتے ہیں  
 کبھی جمع طفلہاے اشکات باہر نکلتے ہیں  
 ہجوم یاس و حسرت کا لیے لٹکر نکلتے ہیں  
 اجل سے کہہ دو آئے لیکے خنجر نکلتے ہیں  
 مے ہر شعر میں مضمون ہی پکیر نکلتے ہیں  
 تعجب کیا ہوا پر تو پری پکیر نکلتے ہیں  
 ترے سہل کے یوں ارمان خنجر نکلتے ہیں  
 مری تربت کی جانب جو پکیر نکلتے ہیں  
 یہی سب اہین بکر پری پکیر نکلتے ہیں  
 جو وہ نشتر نکلتے ہیں تو یہ خنجر نکلتے ہیں  
 شکار اس دم سے امول کہیں نکیر نکلتے ہیں  
 تو ہر شب پام پر بکر پری پکیر نکلتے ہیں

<p>تو نالے پڑا تو دیکھیں نہیں کیونکر نکلتے ہیں          مرے مضمون بھی ان روزوں ہی کیونکر نکلتے ہیں          بنات اسکو سمجھے پارہ شکر نکلتے ہیں</p>	<p>تتا ہو کسی پازیب کی جھکاؤ بن جائیں          تصور جو رہا کرتا ہو اونکے روئے رنگین کا          دم تقریر دیکھو تو یہ کیا شیرین بیانی ہو</p>
--	---

	<p>شبِ وصلت گلے مل ملے فرماز گے مجھے          احد تبتلاؤ تو ارمان بھلا کیونکر نکلتے ہیں</p>	
--	---	--

<p>غضب کے مردم ویدہ بھی دوگر نکلتے ہیں          بدنین سوتیے کا عطر وہ ملکر نکلتے ہیں          نہیں معلوم طفل اشک ان کو مضطرب نکلتے ہیں          بزرگ مردم ویدہ چہا پرور نکلتے ہیں          قدم لیتی ہو آراش جو وہا ہر نکلتے ہیں          ابا اول نجھے ہم جہا ہر نکلتے ہیں          رگوں سے خاک دیر می پانگہ شہر نکلتے ہیں          یہ کون سوتے ہوئے انکے نغمے نشتر نکلتے ہیں</p>	<p>سفر چشم سے کرنے کو جب بتر نکلتے ہیں          بڑھانی ہو گلون کے روبرو جو آبرو اپنی          خبر لے لے اب ای تسلی خاندہ دل کی          جسے دلبر سمجھتے ہیں ہی انم رنگین ہیز          کیسی زیبِ زینت باعثِ توقیر زینت ہو          قریب مرگ سبارمان مل سپر پکڑے          ہوا ہون بھئی ہی ہی ہوا جو چشمِ حنیف          مے رگماے تنہا تو گئے تھے شوق سے لکڑ</p>
--	--

<p>دبا کر بانو نکو سب فقہ مشر نکلتے ہیں  چمن سے آج مرغانِ چمن مضطرب نکلتے ہیں  رگ جان کے لیے ہر ایک نشتر نکلتے ہیں  پکڑ کر ہاتھ سے پہلو کو ہم مضطرب نکلتے ہیں  ہٹائے دلا کر ان کی کھین کیوں کر نکلتے ہیں  بتانِ ہند اکثر فقہ مشر نکلتے ہیں  جو اشک آنکھوں سے اپنی آج کچھ مضطرب نکلتے ہیں  چٹا دیتا ہوں خونِ اسکا کچھ جہر نکلتے ہیں  بتاؤ وہ کئے ارمان سے تم کیوں کچھ نکلتے ہیں  تلاشِ یار میں بہت ہم مضطرب نکلتے ہیں</p>	<p>قیامت میں بھی شہرت ہی تری کت کی نظام  نہیں معلوم مہیا دون نے کیا آفت چھائی ہے  تصور تیری مرگان کے شبِ بخت میں ایسا  دل اپنا کو چھو دلبر میں جہدم شور کر تا ہے  گہر جاتے ہیں حرفِ مدعا سکر وہ قاصد  کمان یہ شوخیان عشوہ کر شہناز غریب  پتا ملتا نہیں فرقت میں دلچسپی کیا گدڑی  گلے پر پھیر کر خنجر مے کتا ہے وہ قاتل  گلے میں ڈال کر باہر بولے وصل کی شب  خدا جانے ٹھکانے کب لگی اپنی محنت یہ</p>
	<p>اجدا پاؤں احد اونکو تو پہر جانے زون گز  گر مجبور ہوں اکثر میں دکھ نکلتے ہیں</p>
<p>برو نہیں ہٹے ہون ہم نکلتے ہیں</p>	<p>بہر مات شکر کم ہر مشر نکلتے ہیں</p>

گفتہ ہوتی ہو ہر شوہر ہر شوہر ہر شوہر ہر شوہر ہر شوہر ہر شوہر ہر شوہر ہر شوہر  
 جگر بھی اور دل بھی نزن ہیں پڑ خرابی کے  
 دو پٹا اور حکر کتا ہوں کہو نیچے تو کہتے ہیں  
 اثر بھی کچھ کچھ میری محبت کا تو ہونا تھا  
 کیسی شوخی دستِ سنائی کے تصویر میں  
 شفق بھی منہ چھپا لیتی ہے اپنا پردہ شب میں  
 جو جی میں آتا ہو کہتے ہیں ہم زندہ نکو عمل جلکر  
 قضا کا ہو ہانا پڑنگا ہیں جان لیتی ہیں  
 جو کتا ہوں نہ کتلے ایک بھی ایمان مٹا نہ  
 اثر دکھلایا گلو دیو کی الفت نے نہیں  
 دم گلگشت گلشن کہتے ہیں غان گلشن سے  
 تلاشِ یار میں اکثر جو کمال میں ملتا ہے  
 وہ دزدوہ نگہ سے دکھاب تکے ہیں میں

بہا رباعِ فصلِ گل میں ہو کر نکلتے ہیں  
 مے دشمن پیر ہی لہو پیکر نکلتے ہیں  
 حیا میں پردہِ غیرت میں ہم چھپ کر نکلتے ہیں  
 خدا کی شان ہو میری طرح مضطرب نکلتے ہیں  
 مری آنکھوں نے نیتِ الہیہ کو نہ نکلتے ہیں  
 جو ہندی شام کو وہ ہاتھ میں لکڑی نکلتے ہیں  
 کبھی جو حضرتِ ناصح شو منبر نکلتے ہیں  
 اجل سے بھی زیادہ یہ پری پکر نکلتے ہیں  
 تو وہ کبھی پرن سے کتے ہیں کبھی نہ نکلتے ہیں  
 پڑ جانے پہلے بت پہنچا کر نکلتے ہیں  
 جو حسن میں کج مزاج ہو گی نگر نکلتے ہیں  
 پھپھوے پاؤں لگنے کے پہنچتے ہیں  
 جنہیں بانہیر کے تھے پہلے نکلتے ہیں



<p>         کہ کھسکا جا رہی تھی کہ ہم سر پر نکلتے ہیں          کیسے دل کا ایمان خاک ہونے پر نکلتے ہیں          مری تربت کی جانب سے جو وہ بھگتے ہیں          پیشانِ قتلِ ناحق سے وہ یونہی نکلتے ہیں          نکھر کر سوگ کے پردے میں بھی ہمسے نکلتے ہیں          گولے کی طرح سے بازہ کھڑکے نکلتے ہیں          سنا ہی وہ دو پٹا ڈاکٹر سننے پر نکلتے ہیں       </p>	<p>         کفن کی جا فرا دیکھو تو یہ شوقِ شاد ہے          غبار اپنے پٹے دامن سے اونکے اونکے تو بولے          پٹ جاتا ہی ہاتھوں سے پسِ دن غبار اپنا          جدا سب سے نگہِ نجی خرام آہستہ آہستہ          بناوٹ سے ہماری قبر پڑتے ہیں ماتم کو          غبار و زمین جو باقی تھی تنہا کچھ پٹنے کی          کہا کڑھتا ہی دل اپنا احد کو کوئی کیوں تو       </p>	
	<p>         کہا دیکھو احد کو کوئی پھر ہم کل سے سنتے ہیں          جدا سے گھر میں جاتے ہیں وہ بس رو نکلتے ہیں       </p>	
<p>         ہمیں تھا تاز جس پر لپے وہ دل تپتے ہیں          برقت سانس لیتے ہیں بصدکل تپتے ہیں          نیکامڑکے قونے کس طرح بسبل تپتے ہیں          جگر بھی اور دل بھی ٹپن مے شامل تپتے ہیں       </p>	<p>         بتائیں حال کیا کیوں امیرِ مہربان تپتے ہیں          پٹے میں خاک پر حالتِ زنی لب ہوا ہی قال          کیا قتل ایک عالم کرو لیکن دے بدوی          نہیں اس فرقت جانا نہیں خالی ایک مضمحل       </p>	

لگا بہر خدا اک ہاتھ مشکل اپنی ہو آسان  
 شب نہ بین زمین پر دیکھ کر چلتے ہوئے تنگ کو  
 مری پتانی کو وہ دیکھ کر گوئی نہ یہ بولے  
 غضب کی دمی خد نے بسلان ناز کو طاعت  
 رہا کرتی ہو صحبت گرم وان نرات غیر نیلے  
 گذرتے جاتے ہیں سب آٹنا اس برفانی سے  
 اجازت جانیگی اندر نہیں ملتی تو باہر سے  
 او دھر غیر ون کے ملنے سے تجھے فرصت گرتو  
 عجب حالت ہے اپنی آج کل بس صورت سہل  
 تو وہ لیلیٰ ہی جسکا شوراک عالم میں ہو بڑا  
 ستائے رات بھر گنتے ہیں زند آتی نہیں کہو  
 تاشا ہو عجب آج اوس قاتل کے چہرے میں  
 نہ پڑ جائے کہیں تا دماغ خون پھر تھے وہی

کلیچہ نہ کو آتا ہے جب ای قاتل تڑپتے ہیں  
 ستائے آسان پر ای مہ کامل تڑپتے ہیں  
 حصول مدعا مشکل ہو لہا حاصل تڑپتے ہیں  
 زمین ہجاتی ہی جو قاتل تڑپتے ہیں  
 یہاں ہم بستر غم پر عیث ای دل تڑپتے ہیں  
 ہمیں نیٹھے ہوئے بس اک لہا حاصل تڑپتے ہیں  
 کیسکی دیکھ کر آرایش محفل تڑپتے ہیں  
 او دھر بھی بوسہ لب کے تے سائل تڑپتے ہیں  
 تجھے ہم دیکھ کر ای رونق محفل تڑپتے ہیں  
 ہزاروں صورت مجنون پس عمل تڑپتے ہیں  
 تجھے ہم یاد کر کے بس ای غافل تڑپتے ہیں  
 کہیں نادان تڑپتے ہیں کہیں عاقل تڑپتے ہیں  
 ذرا ہتھیار ہو جاہم اب ای قاتل تڑپتے ہیں

<p>قدم او ٹھٹا نہیں بس بھکر منزل تڑپتے ہیں  سنبھل جاؤ نہ تڑپو تم کہیں عاقل تڑپتے ہیں  کہیں عامل تڑپتے ہیں کہیں کابل تڑپتے ہیں  ہمیں پیچھے فقط امر حسرت منزل تڑپتے ہیں  تڑپنے ہی کے تھے یہ لوگ بس قابل تڑپتے ہیں  عبث ہم جان کو دیتے ہیں اصل تڑپتے ہیں</p>	<p>مسافر وہ ہیں منزل تک پہنچنا جگہ کا شکل ہر  لگا کر تیغ مجھ کو ہنس کے قاتل مجھ سے یوں بولا  عجب اوس سچے کچے میں تاشا دیکھتے ہیں ہم  ستایا رون کا آگے قافلہ منزل تک بچا  لگا کر تیغ لوگوں کو وہ قاتل ہنسکے یہ بولا  وہ آغوش تمنا میں نہ آئینگے کبھی اپنی</p>
---	--

نہ سر ٹپکو نہ تڑپو تم احد کنا مرا مانو  
تعلیق لاکھ ہو لیکن کہیں عاقل تڑپتے ہیں

<p>آہ جگر خراش میں بالکل اثر نہیں  دل میں تمھارے جاے عبت اگر نہیں  کافر ہو سے ہیں سجدہ بت سے حذر نہیں  وہ شام ہی کہ جس کو امید سحر نہیں  وہ کونسی ہی روح کہ جس کو سفر نہیں</p>	<p>مرتے ہیں جبکے عشق میں او سکون خیر نہیں  ہم بھی طریق مہر و مروت سے پھرتے ہیں  خال سیاہ و یار کی الفت میں زاہدا  پوچھو نہ ابتدائے شب غم کا جہا  دریش راہ منزل معدوم سب کو ہی</p>
--	---

<p>ای مرغ دل سوانے ترے نامہ بر نہیں سچ تو یہ ہی بتوں کو خدا کا بھی ڈر نہیں</p>	<p>حامل کوئی نہیں ہی خطا اشتیاق کا کعبہ سمجھکے توڑتے ہیں دل کو اور بھی</p>
	<p>ہم تو احد ہیں خوف قیامت سے بچا آرام سے وہ ہیں جنہیں محشر کا ڈر نہیں</p>
<p>تمام عمر گزر جاتی ہو بہانے میں کہ بال بال ہو تکلیف غم کے کھانے میں اثر دیا تھا یہی میرے آب دانے میں اڑتے دونوں کو ہیں ایک ہی نشانے میں مزا بتاؤ تو ملتا ہی کیا ستانے میں گردن شرم و چاہ مجھے منہ دکھانے میں ملا ملا جو ہیں منہ سے منہ ملائے میں ہم اپنی زلیست سمجھتے ہیں سرکٹانے میں جو آج بھی کہیں تاثیر کی پھر آنے میں</p>	<p>نہیں ہو عشق میں کچھ لطف اس زمانے میں ہزاروں بیچ ہیں لفونے دل بھسانے میں پیہا ہی خون جگر غم کو بہنے کھایا ہی دل و جگر کی طرف دیکھو وہ کہتے ہیں ستائے دل ہو تو تم عبت غریبوں کا جو آئے پاس ہو میرے تو پھر پلے خدا کہاں وہ قند کر رہیں لطف امی دلبر گئے جو شوق سے مقتل میں تو یہ باعث ہی پھر لک کے طائر جان بس گل ہی چایگا</p>

وہ مرغ ہوں کہ میں صیبا کے فقط ڈر سے  
ہراک کے سامنے تحقیر سے نہ دیکھو تم  
شب وصال نہ آؤ تو پھر ہمیں کہیں  
پھلا نہ پھل کوئی جزیاس و حسرت حرمان  
تمہیں بتاؤ کہ تمکو ملا بھلا کچھ بھی  
اوڑا یا خاک کو کوئے صنم سے جو تو نے  
اوٹھین کے تیرنگہ کا ہون بن بھی اپنے خمی  
جو قتل کرنا ہو کیجے گلا یہ حاضر ہو  
تو میں بھی جانب ملک عدم روانہ ہوں  
گرتے روز ہوا اور گالیان بھی دیتے ہو  
ہر ایک بات میں لوگوں سے جو گرتے ہو  
یہ کالے آئے ہیں پینے کو سمجھو آبِ حیات  
تو لو اسکو وگرنہ پڑگی پھر دقت

رہا نہ چین سے اکدن بھی آشیانے میں  
لیگا آپ کو نظرون سے کیا گرانے میں  
نہو جو خوف و خطر کچھ ہائے آنے میں  
ملا یہ نخل تمنا ترے لگانے میں  
ہمائے کعبہ دل کے تو یہ ڈھانے میں  
ملا صبا تجھے کیا اسکے پھر اوٹلے میں  
جو قتل کرتے ہیں عالم کو اکٹھ اوٹھانے میں  
کرو نہ سوچ سمجھ تیغ کے لگانے میں  
تمہیں نہیں جو توقف ہائے جانے میں  
بتائیے تو ہی کیا فائدہ ستانے میں  
گڑھی جا یہ گائٹھ تیوریاں چڑھانے میں  
دہن پر زلف نہیں آئی ہی نہانے میں  
ہمائے شیشے ول کے تو بتانے میں

<p>کرو نہ بہر خدا عذر آج آسنے میں تو بولے ہنس کے مزا ملتا ہو ستانے میں تمام عمر کٹی خاک ہی اوٹانے میں</p>	<p>جو پاس آنا ہمارے ہی تو چلے آؤ کہا کسی نے جو عاشق کو کیوں ستاتے ہو جنون نے ساتھ پھوڑا جو مٹے مٹے تک</p>	
	<p>تمام خلق میں بدنام اور ذلیل ہے احد ملا ہی بس ہر گول لگانے میں</p>	
<p>بڑا صیاد کا ہو ہم قفس میں سر چکے ہیں ازل سے ہم میان کو پڑے قائل سکتے ہیں سراپا چشم حسرت بنکے کس حرتے تکتے ہیں شعاع ہر کی صورت ہر اک ذمے چکے ہیں بڑے یہودہ گوہن آپ کیا یہودہ جکتے ہیں جو پہلو میں وہ دزدیدہ نگہ سے دکھو تکتے ہیں جو تربت پر رہی آتے ہوئے وہاں جکتے ہیں دماغ حضرت ناصح پھر اہو کو وہ جکتے ہیں</p>	<p>بارگاہ چمن میں آئی ہو بلبل چکے ہیں شہادت کی ہوس ہو صورت لیل چکے ہیں جو وہ گلہ کبھی گلشن میں جاتا ہو تو پھر ہر گل زمین پر عکس اوس غر شید رو بکا جبکہ پڑتا ہو ہوا ثابث یہ یعنی نصل سے مجھے ناصح چرا لہجائیکہ شاید ارادہ آج ہو اونکا پس مرون بھی میری خاک سے شاید مکدہ پیز جو اب بد و ماغی دون دماغ پہنا کمان الیا</p>	

خیال تنگ آغوشی مرابج او نکو آتاہو  
 جو پوچھا گایان دیکر ہے کیوں م دل کو  
 بھلاب خاک نکلیگی ہماری آرزوے دل  
 ہے ہین جسے ہم ادنیٰ کر کے چاہنے والے  
 خیال روے تابان میں جو میں ہیوشن ہونا ہوں  
 ہماری قبر کو وہ شوخ ٹھکرا کر لگا کئے  
 ٹھکرا ہنگ کی الفت سے عشق زلف کر بیٹھے  
 نزاکت کے سب سے دو قدم چلنا بھی مشکل ہو  
 نہیں بسین قصور شعلہ رخسار تابان کچھ  
 نہیں بھولے ابھی نہ شمع خیان بیابان بی  
 وہی نام خدا سے ہی ابھی عالم لڑکپن کا  
 گریبان چاک اپنے جامہ ہستی کا ہوتا رہ  
 دم رخسار بھلا ہوا نہیں انہی کی خاطر

تو اکثر تنگی جاہ سے وہ پانی جھکتے ہین  
 لگا کر آگ دل میں ہم یونہیں پانی جھکتے ہین  
 تر شمشیر قاتل اور ہم دم بھر سکتے ہین  
 عدم والے عدم میں تب سے میری راہ نکلتے ہین  
 پسنا پونچھ کر اپنا مے منہ پر چھڑکتے ہین  
 پٹے سوتے ہو تم اللہ سے ہم تمکو تکنتے ہین  
 چلے جو راہ سیدی چھوڑ کر تو اب بھٹکتے ہین  
 جو بل کھاتی ہیز لفت اونکی تو وہ خود بھی بھٹکتے ہین  
 جھلک اس شمع رو کی دیکھ کر ہم خود لپکتے ہین  
 تجھے دست تنایا دکر کے وہ جھکتے ہین  
 پکڑتا ہوں جو میں ہن تو وہ اب تک جھکتے ہین  
 پہنکر جب قباے پست وہ سینہ مسکتے ہین  
 نزاکت بھی قدم لیتی جو جسم وہ لپکتے ہین

کما لوگون نے حالِ نزار کو میرے تو فرمایا	کوئی پوچھے تو جا کر اونے کیوں تے بکتے ہیں
خدا حافظ ہو بس ابے ندگی چند روزہ کا	تپ فرقت کی حالت بڑھگئی اعضا بکتے ہیں
بنے ہیں دست قدرت سے سراپا نور کی صورت	ہولے مثل موج شمع محفل میں چکتے ہیں

احد اس گلشنِ ایجا دینِ گرغور سے دیکھو  
تو بس ہنتے ہیں اس سستی چو غنچے پھکتے ہیں

تجھے ملے تو خوب بشور نہ تو جان گنولے ہیں	درپے تے تو دل میں یہ موج سمجھ کے آئے ہیں
بزم سے اوسکی اونٹھکے ہم گھر میں جینے آئے ہیں	حسرت دیاس مریخ و غم ساتھ میں اپنے لائے ہیں
ہاتھ میں تیغ لیکے تو رک گیا کیوں بنا تو سچ	قل جو کرنا ہو تو کر سر کو تو ہم جھکائے ہیں
وصل ہو تجھے دیکھیں کب شق ہی ہو دلیل ب	بجہر میں تھے بار غم سر پہ تو ہم اوٹھائے ہیں
تصدیکجے جانے کا جانے نہ دنگا ہو جو ہو	شکر خدا مرے یہاں بھولے سے آپ آئے ہیں
چھنے کا حال یہ نہیں سچ کو کام کیا کیا	ہاتھ میں اپنے کسا دل آپ بھلا چھائے ہیں
عذر زمانے کا ہو یہ آپ میں آؤں گا وہاں	مندی لگا کے آج وہ رنگ بنا جو لائے ہیں
شوق سے اُنکے کوئی دم آنکھوں میں سے ٹپٹے	غیر کی بزم سے جواب کے خفا اوٹھائے ہیں



<p>دلین جگر میں سینے میں تیز نگہ لگائے ہیں          جلوہ ہزار بار یوں خواہیں تو دکھائے ہیں          آنکھوں میں مرکے ایک دم خانہ دلین آئے ہیں          مہندی بہانیکے لیے سنتے ہیں لگائے ہیں          پھولوں کے دلین آج وہ کو طرح سائے ہیں          داغ کس داغ تو فصل میں گل کے کھائے ہیں          جذبہ دل سے سب قبر تک وہ آئے ہیں          ہجر میں تھے خون دل آنکھوں سے بہا ئے ہیں</p>	<p>اپنی کمان ابرو کو کھینچکے ان تبوں نے پھر          جانے اوزکا آنا جب آئیں جو پاس ملا          ناز کو اونسکے دیکھیے آئے جو خواہیں کبھی          آنا ہاے پاس جو نہ نظر نہیں ہو آج          وہ جو گئے ہیں باغ میں لطف کو رنجہ چھوڑ کر          اپنا کہیں یہ حال کیا جوش جنوں کے فیض سے          آئے بھلا وہ کیوں یہاں بعد فنا ہے نصیب          تجھے تیا میں حال کیا ہونا تھا جو وہ ہو گیا</p>
---	--

دنیا کے لوگوں کو احد دوست سمجھو تم کبھی

کوئی نہیں ہو اپنا یاں جتنے ہیں سب اپنے ہیں

اندھیری راتیں لٹے ہیں تو نے کاروان برہن  
 تپتے رہ گئے ہم بستر غم پہ پاں برہن  
 رہا تقدیر کی صورت کبھی پرستان برہن

پھنسا کر دام گیسو میں دل بجان جان سون  
 گلے مل کے غیروں نے منے لٹے وہاں سون  
 فراق پارنے مثل کمان خم کر دیا بکو

نہ عرضِ حال اپنا پکے موقع کر سکے آخر  
 وہ کچھ سکر کے حالِ مرد و غم کہنے لگے ہنسر  
 اجازت کو چہ جانانگی حاصل ہوگی تباہ کو  
 ہوئی حالت مری امی ترک شوق شہادتین  
 کہا ہی خواب میں اکدم کہیں تجھے ہ فرمائے  
 اجازت دی ہو تجھے معاف نے مریستی کی  
 تپ ہر صنم کی آتش افزی فراہم کیو  
 مری دیوانگی سے شور زندانین رہا برپا  
 پھنسی جب دام میں ہلبل لگی تو کے یون کہنے  
 قصور پوسے لب لبس اب قوت بد خوئی  
 شفیع حشر فرمائینگے محشر میں اوسے لاؤ  
 نرگہ امید ای دل اون سے جلدی وصل ہوئی  
 چھپاؤ کچھ نہ باتیں ہسے کہنا ہو جو کچھ کہو

رہی بن نام کے خاطر سے منہ میں بان برسوں  
 ہوگی ختم شاید آپ کی یہ دستاں برسوں  
 پڑھے گز بلبیل نالان گلستان بوستان برسوں  
 بنین مرغ بسیل کی طرح تڑپے ہی جان برسوں  
 رہا ہی نام اوس غافل کا جبہ د زبان برسوں  
 کیا ہی لغزش پا کاسے جب استخوان برسوں  
 جلیں بعد فنا بھی قسب میں ہڈیاں برسوں  
 نہ سوئیں چین سے اکدم بھی ٹرکڑ پیلان برسوں  
 قفس میں خون دلائے گا خیال آشیان برسوں  
 سنائیں گایاں تو نے مجھے اوہ زبان برسوں  
 گھسا جسے جبین سے میرا سنگ آستان برسوں  
 ابھی تو منتظر رکھیگا کہنا اون کا بان برسوں  
 تھکے تو ہے ہین ای تو ہم راز دان برسوں

<p>         نہ گھبراؤ دلِ مضطر رہے گا شادمان برسوں          رہے شکوے گلے کچھ اونکے میسے دریاں برسوں          ہیگی یاد تیری مہربانی مہربان برسوں          کنوئیں جھکواے گا تھو خیالِ نوحطان برسوں          صبا لائی اوڑا کر بے زلفِ یاریاں برسوں          زرخدان کی محبت بھی جھکائیگی کنواں برسوں          نہ کھائیگا ساگِ جانان بھی سیری ہڈیاں برسوں          تپ ہجر صنم نے مج کو رکھا تاوان برسوں       </p>	<p>         کئے جاتے ہیں دنِ فرقت کے دنِ صلح کے آئینے          خدا کا لا کرے منہ دشمنوں کا جٹکے باعث          نہ جائیگا ہمارے دل سے لطفِ صلح تک          پھنسو مت عشق کے پھنڈیوں کتے ہیں ابھی ہم          رہا مجوس زندانین مگر شکرِ خدا پھر بھی          نہ پڑاؤ دل تو اسکی چاہ میں مرنے سمجھ لے تو          میں وہ مرد و درگاہِ خدا و نرد و عالم ہوں          ہو حاصل ہی بس ہکو اس دل کے لگانے       </p>
	<p>         احد بعدِ فناء اپنے یاروں کا ہو عالم          ملا ڈھونڈے سے تربت کا نہ اونکے پھر نشان ہوں       </p>
<p>         تو نے عشق میں ایسے ہے ہم لامکان برسوں          خیالِ زلفِ جانان میں ہے آشفتم جان برسوں          ہے گلشن ترا پھولا پھولا امی باجنان برسوں       </p>	<p>         نہ ڈھونڈے سے ملا اپنا کہیں لصلہ نشان ہوں          شریکِ دم رہا آخر یہ سوئے گراں برسوں          اوٹھائے لطف کے کہنے سیر بوستان برسوں       </p>

نیم زلف و تاین دل رہا اپنا تھان برسوں  
 اٹھانے سے نہیں اٹھنے کا کر یہ مکان برسوں  
 بغل میں آگے سویا اپنے وہ آرام جان برسوں  
 کہا میں نے بھی ترساؤ گے بوسے کہ بان برسوں  
 جلائیگی ہیں پھر آتش عشق تیاں برسوں  
 تری تلو اور چائیگی بس امی قاتل باں برسوں  
 پسی ہیں ایسا ہے چرخ میں جب ڈھیان برسوں  
 جلے ہیں شمع کے مانند مغز استخوان برسوں  
 کرو تم بھی کیسکو پیار جب امی مہربان برسوں  
 ابھی شاید پھر آئیگا یہ دور آسمان برسوں  
 رہا اور بچھا ہوا اپنا کچھ انداز بیان برسوں  
 شریک دم رہا ہو کر کے یہ تکلیف جان برسوں  
 صبا لائی اور آکر بے زلف تاریاں برسوں

یہ باعث ہو ہے نم سے بہم آشفہ جان برسوں  
 نہ ڈھاؤ خانہ دل کو ہا سے اسی تو ہرگز  
 کٹیں راتیں بہت آرام سے جب تک بھلے دن تھے  
 اونہیں موقع میں اکدن پاکے بخوف خطر ہو کر  
 تصور رات دن سہنے لگا ان شعلہ رو یونکا  
 میں وہ مقول ہوں جسکے لہو کے ذائقے پھر  
 گنگناں کے نہ ٹکڑے کے تپ جاکے پوچی ہیز  
 تپ ہر صنم نے کی ہو ایسی آتش افروزی  
 حقیقت تب کھلے تلو مے دل کے تانیکی  
 نہیں ملتی کہیں مجکو جگہ دم بھر ٹھہرنیکی  
 صفت میں نے جو کی ہو گیسو خدار جانا کی  
 گیا دل سے نہ اپنے زندگی بھر عشق جانا کا  
 رہا وحشت کا اپنے سلسلہ زندان میں بھی باقی

خدا کے واسطے باز آ تو ان ظلموں نے اسے ظالم جو یاد آیا کبھی ظالم کا چلنے میں ٹھہر جانا مجھے بھی شش حشمت میں جتو جلی وہی نہ کہو مرا ہوں آتشِ فرقت میں جل کر جسکے بائیسے	ترسے تیر نگہ نے جھکو رکھ اسے نجان ہوں تو فرقت میں مجھے آئی میں بہیم بچکان ہوں نظر کی طرح آنکھوں میں رہا وہی نہان ہوں ہاں بھی کہا کے پتہ ایسا میری پڑیاں ہوں
--	--

ہاں ہی نا تو انی دیکھ لو گون سے وہ بولے

احد یار تمہے شاید نصیب دشمنان ہوں

نالے دو چاروں لنگھ کر کرون یا کرون ترک الفت میں نہ لڑا کرون یا کرون قبر کو میری یہ ٹھکانے لگا کنے وہ شوخ مرغ و گویہ لگا دیکھ کے کہنے صنبا دل سڑ پتا ہو چکا نیلے تو ایسا ہوگی تیغ ابرو کا اشارہ صرف گاتے یہو تھمے تباہی لے چیتا ہوں آجکی رات	شوہر حشر میں پیا یا کرون یا کرون زندگی بھر میں اسے پیا کرون یا کرون فقہ حشر کو سب دار کرون یا کرون دام گیسو میں گرفتار کرون یا کرون جی میں آتا ہو کہ سیدار کرون یا کرون کشتہ بچشم سے تلوار کرون یا کرون نالہ کوئی بھی دل لنگھ کر کرون یا کرون
---	---

مردم دید و کو بیار کروں یا کروں	اونکی آکھو بکا اشا و مری آکھو نے پیر
سج میں بیٹھے ہیں اقر کروں یا کروں	وعدہ وصل میں دیکھو تو ترود یہ احد

## رویف او

<p>او دھ آئینہ حیران ہوا دھ تم آپ حیران ہو  او داس ایسے احد کیوں صورت شام غریبان ہو  مثل شہور ہر الفت میں منو قال ہے ناک جان ہو  اذان مے جو کوئی کہے میں اچھا مسلمان ہو  تماشا تیلیوں کا دیکھو گرا گھ میں مہمان ہو  قدم لینے کو ترے قدمے شرمنا یاں ہو  بزرگے گل اس باغ میں دوس کے مہمان ہو  قیامت ہو پالیکن غریقی بڑو فاقان ہو  دہن کا اٹکے مضمون گرچہ غنچہ میں بھی نہان ہو  نگاہوں میں تلے جو جنس و وقت میں لڑان ہو</p>	<p>نئے انداز کی شوخی سے کیوں نیت کے خواہان ہو  وہ فرماتے ہیں جیسے عاشق کیسے پہچان ہو  دوئی ظاہر میں ہو بہن ہیں اور بچہ کا سامان ہو  وہی مومن ہو کامل الفت رخ میں حج تالان ہو  کبھی تشریف فرما خانہ دیدہ میں ای جان ہو  جو تو صحنِ حین میں ناز سے ای گل خرامان ہو  صد آتی ہو کیوں غفلت میں تم ای ہنستان ہو  وہم گر یہ تصور گر حسن لہذا کا جان ہو  بزرگ بٹے گلے روز چھپ سکتا نہیں ہے  جب باور الفت کا بھی اونٹ پٹا لکھا ہو</p>
--	--

<p>رہو بندے تون کے کہنے سننے کو مسلمان ہو  نظر آئے وہ کیونکر جو نظر سے آپ پہنان ہو  مئے لٹے کوئی یون اور کسی کا خال مان ہو  بنے ہندو جو کوئی تو کوئی بیشک مسلمان ہو  خدا را چہ یہ کیون ای ساکن شہر خرموشان ہو  بارک جلتے ہو جاؤ تھیں سیر گلستان ہو  زمین یر تو ہو خندان آسماں برق خندان ہو  طلسم دہر تم اس عالم امکانین ایجان ہو  سرور دل ہوسکیں جگر ہو راحت جان ہو  گھٹے کیون غم سے جب بنے کہا تم ماہ تابان ہو</p>	<p>سُو مسجد چلا میں تو کہا یہ ہنکے اوس بستے  شکایت کی نہ مٹنے کی تو فرمانے لگے دیکھو  وہاں ایغار سے ہو گرم صحت ہم بیان تپیز  یہی طلب عیان ہو صاف خال اورے جانے  نشان ملتا نہیں ملک عدم کے جانو اونکا  گزنہ چشم ز گس سے خدا محفوظ بس رکھے  مقابل ابر تر کے چشم تر ہو لطف ہو جدم  زمانہ تک بھی تابع آپ کی نیز گیون کا ہو  عبث یہ پوچھتے ہو تم کہ تلاء تو ہم کیا بن  زمین پر سے چڑھایا آسمان پر کی تھک تھن</p>
---	---

احد جرات پھر چین سہتے ہو تو تلاء

خیال گیسو شیرنگ میں کسکے پریشان ہو

یہ کیا غضب ہو کہ میری طرف نظر بھی نہو

رقیب مانگے جو بوسہ تو کچھ حذر بھی نہو

<p>تڑپ تڑپ کے مرین ہم اونھین خبر بھی نہو  تو پھر مجھے کبھی دردِ دل و جب گری بھی نہو  جو جائیں محفلِ جانان میں تو گد، کھی نہو  ہمارے نالہ جانسوز کا اثر بھی نہو  نہو جو نفع تو کچھ اوہین چھنسر بھی نہو  شبِ فراق کا منہ کالا ہو سہر بھی نہو  تمام رات نکیو نکر پھر دستہر بھی نہو</p>	<p>اثر رہا ہی یہی عاشقی میں کیا یارب  جو پاس آکے کہیں ایک دم ٹھہر جاؤ  پُرا ہو عشق کا ایسا خراب حال کیا  جو خود وہ آتے نہیں تہن کیا غضب ہی بھلا  وہ کام حضرت دل تسکو چاہیے کرنا  نہیں وہ آتے تو اندھیر کیا ہی یہ یارب  جو شب کو کیے ٹھہرنے کو تو گہڑتے ہو</p>
---	---

بشرین وہ بھی شکایت احمد بہ جاہر

بشرین ہو جو نہ شر نام پھر بشر بھی نہو

<p>تھی مری تھی تیر شاید تیغزن کی آرزو  پڑ گئی اپنے گلے او س تیغزن کی آرزو  زندگی آئی تھی بسکری تیغزن کی آرزو  روئی ہو کیا کیا پلنگریغزن کی آرزو</p>	<p>یہ شہادت ہی تھی کیا مجھ خستہ تن کی آرزو  کاٹا خود اپنے گلے کو جبناوس سے کٹ کا  زندہ جاوید جسکو کر دیا اکو ارین  یہ بھکر کے سر چاہینگے میری لاش سے</p>
---	--



عشقِ ابرو بے سبب دلیں نہیں اپنے ہوا  
 سر کے جب تک سرِ نجائیگی نہوگی غلصی  
 اس قدر شوقِ شہادت ہو کے گر قتل وہ  
 خود گلے کو کاٹ کر اپنے مرا جاتا ہو زمین  
 میں نہ آتا بھوک لکڑ بھی جانبِ ہستی کبھی  
 سرفروشی کا بھی پر خاتمہ ہو سو چلے  
 پھر میں زندہ ہوں کہ وہ قتل یہ ہوا انتظار  
 جب چلا قتل کی جانب میں تو اسد ری شہی  
 قتل اک دن ہو نکا اپ بٹیک میں اوسکے ہاتھ سے  
 ابرو و قاتل کا اب رہنے لگا جبکہ خیال  
 دم نہ نکلے رات دن تڑپا کروں میں خاک پر  
 قتل ہونے پر میں آمادہ ہوں اوسکو ہرگز  
 ٹکڑے ٹکڑے لاش ہو مہرباد اسکی مٹی ہو

بنکے آئی ہو قضا اوس تیرن کی آرزو  
 ہو گلے کا بار اپنے تیرن کی آرزو  
 روح بن جائے ابھی اوس تیرن کی آرزو  
 دلے حسرت خوب نکلی تیرن کی آرزو  
 کھینچ لائی ہو عدم سے تیرن کی آرزو  
 رخ کر گئی پھر کدھر اوس تیرن کی آرزو  
 تکتی ہو حسرت سے جگہ تیرن کی آرزو  
 آئی لینے کو مرے اوس تیرن کی آرزو  
 بنگلی قسمت مری اوس تیرن کی آرزو  
 گھر لگی کرنے ہو دلیں تیرن کی آرزو  
 اب یہی شاید کہ ہو اوس تیرن کی آرزو  
 کم ہو میری آرزو سے تیرن کی آرزو  
 باقی ہو کیا کیا ابھی تک تیرن کی آرزو

<p>وہ قیقل ابرو خمدار ہون میں ای واحد مدتوں روئگی محب کو تیغرن کی آرزو</p>	<p>ای جنون نکلی نہ کچھ مجھ خستہ تن کی آرزو مر گیا میں اسکی گردش کا مزا جاتا رہا پھل لگا تلوار کا نخل تنہا میں مرے پانی دیتا یمن رہون یہ پانوٹو گور گرا کر اس سمجھ پر تیری ای پر فلک تھر پڑین نامرادی کہتی ہو کیا ہوشب و صلتا گر شمع و کو حال سوز دل جو لکھنا ہو مجھے باغ میں جائے تو دھو دھو پاؤ لگو تیرے پیسز ای جنون دشت جنون میں ہومری مٹی عزیز نکلت زلف معجز بس گئی بھولو نہیں آج سے پاتکا آتش وقت نے پھونکا ہو مجھے</p>
<p>رگہنی غربت میں رُو رُو کرو وطن کی آرزو نگلی سب خاک میں چرخ کھن کی آرزو خوب نکلی بوسہ سیب ذقن کی آرزو مرنے مرتے تک تھی یہ زخم کھن کی آرزو خاک میں تونے ملائی کو کھن کی آرزو میں کہیں بنجاؤن اور پچانکھن کی آرزو ہو سوا و دو و شمع نخبن کی آرزو مدتوں سے ہو یہ مرغان چمن کی آرزو محبو غربت میں نہیں غسل و کفن کی آرزو خوب بر آئی عروسان چمن کی آرزو بنگیا ہوں آج شمع نخبن کی آرزو</p>	

<p>تو بہ تو بہ یہ ہی اوس تو بہ شکن کی آرزو      خاک اوڑائیگی یہاں بسوں طن کی آرزو      ہی خطایہ ہی جو تاتار و ختن کی آرزو      نامرادی نگہی پان شکن کی آرزو      بیکسی بکر کے آئی ہو وطن کی آرزو      جان پھیلی ہوئی ہی کو کہن کی آرزو      باقی ہوا تھی ابھی چرخ کن کی آرزو      خاک بیکگی اسیران کن کی آرزو</p>	<p>بندگی بھی کیجیے سجدہ بھی اگر کیجیے      دشت غربت میں مائین گریں تو ایچوں      زلف کے سووے میں اوردن پریشان جاڑی      وصل ہوگا خاک اب حسرت بھلا بیکگی کیا      وادی غربت میں بھی اسنے پھوڑا پناہ      وصل شیرین ہو نہیں تو جان ہی فرقت جانے      در بدر کرنا پریشان کر کے میری خاک کو      جب یہی ہی حکم ہو دروازہ زندان بھی بند</p>
---	--

وادی غربت میں اپنی بیکسی سے ای واحد

روئی ہو کیا کیا پناہ کے وطن کی آرزو

دیر و کبھی میں ہوں شیخ و بہن کی آرزو  
 شام غربت نگہی صبح وطن کی آرزو  
 اوس نگاہ آہو کوش ہی ہرن کی آرزو

خواہش رخ ہون زلف شکن کی آرزو  
 بیکسی نامرادی ساتھ اب چھوڑنگی کیا  
 کون کتا ہو کہ آنکھیں اسکی صید فگن نہیں

باغین اکدن وہ گل بھولے سے آجائے کہین  
 خاک ہونا ہی مالِ کار ہے جباہی فلک  
 بیکسی نے مج کو غربت میں یہ بیکس کو دیا  
 سوز و گریہ مثلِ بھسے چاہیے عاشق میں ہو  
 نکہت گیسواوڑا کر کے کہیں لائے صبا  
 کیون شِ غربت میں ہے ہر دم وطن کا اب نیما  
 تو اگر صحرا کی جانب صید کو جائے کبھی  
 جب یہ سمجھے ہم کہ اکدن خاک میں مل جائے  
 نامرادی لے مرادین تیری سب سے ہی ہو پوز  
 تو وہ شیرین ہو کہ تیرے شوق میں بعد فنا  
 وعدہ کر کے وصل کا خود منحرف ہو گیا  
 ہی بہارِ بلخ کی بھی آنکھ فرشِ راہ آج  
 دفن ہوں گلشن میں ای صبا دہم بعد فنا

ہی یہ مدت سے عروسان چمن کی آرزو  
 کیلیے آخر کرین تجھے کفن کی آرزو  
 رو رہی ہی اپنی قسمت کو وطن کی آرزو  
 ہی یہی مدت سے شمعِ انجمن کی آرزو  
 ایک مدت سے ہی یہ مشکِ ختن کی آرزو  
 بنگلی یا دو وطن اہل وطن کی آرزو  
 آنکھ فرسشِ راہ ہو ہی ہرن کی آرزو  
 خاک پھر مغل کی ہو یا گلبدن کی آرزو  
 قبر میں ہی پاؤں لٹکانے کفن کی آرزو  
 سر کو لپٹے پھوڑتی ہی کو کہن کی آرزو  
 بنگلی قسمت مری پیمان شکن کی آرزو  
 جاسنیے کس گل کو ہی سیر چمن کی آرزو  
 ہی فقط اتنی اسیران چمن کی آرزو

پہلے منہ نہواؤ تو نکلے دہن کی آرزو بجے گل میں بس گئی اوس گلبدن کی آرزو خوب نکلی ساقی تو بے شکن کی آرزو کیا کرین اب ای واحد ہم کسبِ قن کی آرزو	بوسہ رخسار مانگا تو لگا کئے وہ شوخ ایک دن بھولے سے جانکلا جو سیرِ باغ کو آج زاہد بھی ہوئے بدست پی پیکرِ شراب قدردانان سخن جتنے تھے وہ جاتے رہے
--	---

### رویہ ہای ہوز

ہو رہا ہوں وقت کا اپنے کندر آئینہ کاش لجاتا کدین بھی کندر آئینہ ہونکیوں حیران بنا کر ای کندر آئینہ ہم ہین سمجھے اپنے دکو ای کندر آئینہ توڑ دیتا ہاتھ سے اپنے کندر آئینہ بادشاہ وقت ہوا اور ہی کندر آئینہ کر دیا خود بین بنا کر ای کندر آئینہ دیکھ لیتا بعد مردن بھی کندر آئینہ	دیکھتا ہوں آج کل وہ شوخ اکثر آئینہ خوب حیران صورتِ اصلی کو ہوتا دیکھ کر دیکھ کر کے جلو ہائے صلح روزِ ازل ینک بد کے واسطے مقصود خود بینی نہیں ہونگے انسان دیکھ کر خود بین اگر ہوتی خبر دیکھتے ہین غور سے کیا آپ اب اسکی طرف کاش لجاتا تو کدیتا ہوں کو تو نے کیوں قبر میں اک آئینہ رکھ دیتا تھا اسکی ضرور
---	--

<p>کر دیا ہنرے دکھا کر کے سکندر آئینہ  دیکھ لیتا چشمِ حیرت سے سکندر آئینہ  لگیا آخستہ بنا کر کے سکندر آئینہ  ہاتھ میں لیکر کے دکھلاتا سکندر آئینہ  لگیا ہوتا کفن میں گر سکندر آئینہ  صورتِ دل ہو نہیں سکتا سکندر آئینہ</p>	<p>اسطح اقلیم دل پر کب حکومت تھی بھلا  رکھ دیا ہوتا کسی نے تو محمد بن بیدمرگ  ای تو خود بینی پر اثرانا یہ اچھا نہیں  تو وہ شاہنشاہِ ملکِ حسن ہو ہوتا اگر  دیکھ لیتا صورتِ خاکی کی صورتِ بیدمرگ  صورتِ خالق ہو سہیل و سہیل صورتِ خلق کی</p>	
	<p>ای احد رہتا ہی ہر دم رو بے روئے یار  اندون رکھتا ہی کیا بخت سکندر آئینہ</p>	
<p>رودِ دہو کر کے کس دیتا ہو منہ پر آئینہ  دامنِ نظارہ میں بھرے گلِ تر آئینہ  رہ گیا ہو چشمِ شوقِ دید بنگر آئینہ  بے بکے آیا سایہ بالِ کبوتر آئینہ  ہو گیا ہو پر تو رخ سے منور آئینہ</p>	<p>بنک ہو یا بد نہیں ہو کینہ پرور آئینہ  مہربان وہ گلبدن ہی اب تو تھپچر آئینہ  اس ادا سے تو نے دیکھا افسوس نگر آئینہ  لگیا تھا خطِ مراوان پر تو رخسار سے  یہ نہیں ہی جلوہ دلہ اردل میں جلوہ گر</p>	

انتہا بھی آخرش خود بینی کی ہو یا نہیں  
 بے سبب زلفِ سیاہ یا چہرے پر نہیں  
 سخنگوئی سے ترا دل توڑتا ہو دل مرا  
 سینہ و رخسار و پیشانی نہ سمجھیں لاشکو آپ  
 تو وہ ہی خورشیدِ رُگرو کی مکنے کا شوق ہو  
 پرنسب ایسا ہو نہیں جا ہوں جو آرائش کبھی  
 یار کی اکٹھون پر تھے لڑی ہتی ہو آنکھ  
 دیکھنے کو کسکو دیکھے کون او سکی شان ہو  
 سنگدل ہونا کیسا لیکے دل اچھا نہیں  
 بے ترد صورتِ اعمال کو سب دیکھ لیں  
 بزمِ خطایہ نہ سمجھو روئے تابان کے ہرگز

دیکھیے گا کب تک آخر ہندہ پرور آئینہ  
 دیکھنے کو آئی ہو زلفِ مغز آئینہ  
 آئینے کو مارتا ہو دیکھو تپھر آئینہ  
 ایک جاہنِ مجمعِ خورشید و اختر آئینہ  
 آسمان سے مہر و سد آ جا ئیں بکر آئینہ  
 منہ چھپائے مجھے خود پر دین ہو کر آئینہ  
 لڑ رہا ہو کج کل تیرا مقدر آئینہ  
 نرم ماریض کو ترے دیکھے یہ تپھر آئینہ  
 آپ لیتے ہیں تو لیں لاشکو سمجھ کر آئینہ  
 دل کا میرے گربائیں اہلِ محشر آئینہ  
 کر لیا ہو ایک طوطی نے مسخر آئینہ

وہ صفائی ہو یا نہیں سے دیوانکو احد

شاہِ حسنئی کا سمجھنے کے سخنور آئینہ

وصل میں ٹٹے نہ لڑ کر سینہ ہو کر آئینہ  
 تھے رخ کے آگے جیتا ہو شہر آئینہ  
 ناز سے دیکھا ہو کس نے آج رکھ کر آئینہ  
 جس طرف رخ آپکا ہو او طرف ہو جائے یہ  
 ہاتھ سے اوسکے جواب خط جو بازو پر بندھا  
 سقف ہو دیوار ہو در ہو زمین سخن ہو  
 تو نے دیکھا ہو نگاہ تیز سے جو اسکو آج  
 دیکر کے جلوہ رخسار کو حیران ہو نہیں  
 ہو تھامے رو برو منہ کے بھلا یہ منہ کہاں  
 دیکھتے ہی دیکھتے خود منے خود بین کیا  
 عشق کس آئینہ رو سے اسکو ہو حیران ہو نہیں  
 اسقدر خود بینی انسان کو نہ ہرگز چاہیے  
 جب نہوا وہیں صفائی صورت لدا ربار

دل سے کہیے گا ذرا پہلو بچا کر آئینہ  
 دل چڑا لیتا ہو کچھ پہلو بچا کر آئینہ  
 بنگیا ہو دید کی صورت سراسر آئینہ  
 دل کا میرے گرنے ای بندہ پرور آئینہ  
 ہو گیا از خود ہی بازو کے کبوتر آئینہ  
 کرتی ہو ہر شو کو وہ چشم فسوں گر آئینہ  
 کا پتا ہو عرب سے محل میں تھر تھر آئینہ  
 ہو گیا ہو موجرت کیوں سراسر آئینہ  
 لیکے منہ تو دیکھلے خورشیدِ مُشر آئینہ  
 ورنہ کب رہتا تھا ہر دم پیش دلبر آئینہ  
 جستجو میں پھر رہا ہو کسکی گھر گھر آئینہ  
 دیکھنا اچھا نہیں ہر دم ستمگر آئینہ  
 منہ کی کیوں کھائے نہ پیش روے دلبر آئینہ



<p>ابو طوطی دیکھے گا امی بندہ پرور آئینہ  زنگ ہیں یہ پیٹھہ پیچھے اور منہ پر آئینہ  کر رہا ہی امی پریر و کارِ خنجر آئینہ  عکس ابرو یہ ہی یا بانڈھے ہی خنجر آئینہ</p>	<p>سبزہ خط کا نمو ہو چہ سرہ پر نور پر  کچھ زمانہ ہی عجب جملنے والے اپنے ہیں  رشک سے اسبات کے یہ ہو مقابل ہیں ہوں  سامنے آئینے کے بیٹھا ہو وہ حیران معجز</p>
<p>دیکھ کر کے آئینہ کہنے لگے دیکھو احد  ٹوٹا ہی کیا منے او پر ہی او پر آئینہ</p>	
<p>صورتِ غنچہ ابھی مٹھی میں لے کر آئینہ  تو کہ ورت زور ہو جائے بنکر آئینہ  بنکے جائے ایک دم میں بانسے جوہر آئینہ  ہاتھ میں بنجانے تیرے آپ ساغر آئینہ  خوب بانڈھی تو نے شمشیرِ دو پیکر آئینہ  آگئی گر لہر دکھلا دینگے جوہر آئینہ  شیشہ بنجانے ابھی دستِ سب پر آئینہ</p>	<p>دیکھلے او گلبدن تیرا دہن گر آئینہ  دل سے میرے آپ بخش کا اگر چھین ب  صاف طینت وہ ہیں گر آئے کہ ورت بھی ہیا  تو وہ مستِ ناز ہو مومینے کی خواہش ہو کر  دیکھ کر کے عکس ابرو آئینے میں کہتے ہیں  تو وہ بحرِ حسن ہو کہتی ہیں موجیں زلف کی  تو وہ مستِ ناز ہو رکھ دے کہیں گرانے</p>

<p>گر دو امانِ نگہ سے ہو مکدر آئینہ خواب میں بین بکھتا رہتا ہوں شبِ آئینہ عکسِ برویہ ہو یا بانہ سے ہو شجر آئینہ</p>	<p>دیکھنے سے میرے اونکے دل میں آیا ہو غبار عشق ہو مجکو جو اسکے سینہ شفاف سے سامنے آئینے کے میٹھا ہو وہ حیران ہونیز</p>
---	--

اس صفا فی بیان پر کیون سمجھیں نا جو حد  
صفو دیوان کو میرے ہر سخنور آئینہ

<p>پہلو میں چلا کی مے تلوار ہمیشہ بانہ سے رہا طفلی میں بھی تلوار ہمیشہ قاتل ہے پھر تیز یہ تلوار ہمیشہ رکھتا ہوں بین دل میں تری تلوار ہمیشہ منہ تکتی رہے گی تری تلوار ہمیشہ رک رک گئی چل چل کے یہ تلوار ہمیشہ خون تھو کے گی تیسے تری تلوار ہمیشہ خون کرتی رہے گی تری تلوار ہمیشہ</p>	<p>تھی دل میں جو یاد ابرو شہزاد ہمیشہ خون تری پر قاتل کی مالِ طبیعت گردن میں یہ بنگسان ہو جو لگائے ابرو کا تصور کبھی جاتا نہیں مجھے حسرت زدہ وہ ہوں جو کہیں قتل کیگا تیغِ نگہ ناز سے کُشتہ نہ ہوا میں وہ گرم طبیعت ہوں کیا قتل جمع قاتل ابرو کو بنا کر تے صلح نے کہاؤ</p>
---	---

وہ سختی جان ہو کہ دم قتل عزیزو  
 مٹی ہوا ایسا کہ عوض خون کے قاتل  
 وہ گریبان ہو قتل میں اگر قتل کسے گا  
 کیا جانے کیا ہو کہ گلوے رگ جان سے  
 وہ سختی جان ہو کہ نہیں قتل جمع ہوتا  
 خون گرم رگ جان کا بہت ہو مری قاتل  
 انداز سپا ہا نہ جو مرغوب ہو او کو  
 ویران جہان کے فقط گنج شہیدان  
 خون کرنے سے ناحق کے شہر مند ہوئی ہو  
 قاتل ہو مے مردم دیدہ کی یہ خوش  
 حسرت رہی مجکو نہ کیا سننے کبھی قتل  
 جیسے پڑھی وہ ملک عدم کو ہوا راہی  
 چڑھ جاتا ہو قتل میں دم کا بھی دم قتل

منہ پھیر لیا کرتی ہو تلو اور ہمیشہ  
 بس خاک ہی چاٹا کی تلو اور ہمیشہ  
 خون روئگی قاتل تری تلو اور ہمیشہ  
 رکھتی ہو گا وٹ تری تلو اور ہمیشہ  
 کھا جاتی ہو منہ کی تری تلو اور ہمیشہ  
 ڈر ہو کہ نہ ترے پے کہیں تلو اور ہمیشہ  
 باذ سے ہوے سے ہیں تلو اور ہمیشہ  
 آبا و کرگی تری تلو اور ہمیشہ  
 سر نیچے کیے رہتی ہو تلو اور ہمیشہ  
 آنکھوں میں ہے آگے یہ تلو اور ہمیشہ  
 غیرون پر ہی تیز یہ تلو اور ہمیشہ  
 ہو برق اجل آپکی تلو اور ہمیشہ  
 چلتی ہو جو رک رک کے تلو اور ہمیشہ

<p>مقتل میں شہان رہی تلو اور ہمیشہ      رفتار بدل کر تری تلو اور ہمیشہ      دم بھرتی ہو قاتل ہی تلو اور ہمیشہ      قبضے میں قضا کے ہو یہ تلو اور ہمیشہ      چلتی ہو احد اپنی یہ تلو اور ہمیشہ</p>	<p>خون کرنے سے ناحق کے ملا پھل ہی قاتل      مقتل میں جہنم کی قضا ہون چلتی ہو قاتل      مقتول کا پیشہ تھا الفت کا ہماری      قاتل کے نہیں ہاتھ میں ہو دست اجل میں      وہ سیف بان ہو نہیں کہ میدان سخن میں</p>
<p>وہ کشتہ احد ہون کہ عوض بھولنے کے قاتل      تربت پر چڑھا جاتے ہیں تلو اور ہمیشہ</p>	
<p>جان لیتی رہی حسرت و پیدار ہمیشہ      کبھی سے سمجھا کیے دیندار ہمیشہ      کافر سے سمجھا کرین دیندار ہمیشہ      ملتی نہیں یوں دولت دیندار ہمیشہ      باقی رہے یہ گریے بازار ہمیشہ      سبکتے ہیں تھے ہاتھ خریدار ہمیشہ</p>	<p>پرے میں رہا جلوہ رخسار ہمیشہ      اندر کے جاہ حرم سے نور      ایسے منج صاف یہ ہو خال کی شب      سٹہ دیکھنے کہتا ہوں تو کہتے ہیں ہنسکر      آٹھ کرے حسن زیادہ ہو تمھارا      وہ غیرت یوسف تو ہو بازار جہان میں</p>

ہو حسن ترار و نقی بازار کبھی گر  
 اس خرمن ہستی کے چلانے کو ہمارے  
 آئندہ ری تاثیرِ نطفہ تادمِ مروں  
 حالت ہوئی افتادگی میں صحت سے ایسی  
 عالم میں جدھر دیکھو بس اک فتنہ محشر  
 پائونین جو ملے کاخا کے تھا اونھیں شوق  
 عالم میں پاشور نہ کیونکر ہو مرہجان  
 آمد کی خبر اولِ رعنا تری سنکر  
 آئندہ ری وحشت میں مری دست دراز  
 دینا میں جو تو دیکھ تو ہم تیری طرح سے  
 سرمے کا نہ ڈبنا لہ ہو کیوں آنکھوں میں نگی

سو جان سے یوسف ہو خریدار ہمیشہ  
 بجبلی ہی رہی ہو نگہ یار ہمیشہ  
 آنکھوں میں پھرا کی نگہ یار ہمیشہ  
 سجھا کیے وہ سایہ دیوار ہمیشہ  
 کرتی ہو پیا آپکی رفتار ہمیشہ  
 خون کرتی رہی شوخی رفتار ہمیشہ  
 ہو فتنہ محشر تری رفتار ہمیشہ  
 آغوشِ تنار ہا گلزار ہمیشہ  
 پھٹ پھٹ گئے ہیں دامن کسار ہمیشہ  
 ہیں خاک نشین سایہ دیوار ہمیشہ  
 رکھتے ہیں عصا مردم بیمار ہمیشہ

معتوق احد خوبی قسمت سے جو دیکھو

ملتے ہی ہے نجلو سترکار ہمیشہ

ہر فنہ محشر تری رفتار ہمیشہ  
 دیکھو تو ذرا خفتگی بخت دم وصل  
 جو کوئی گیا با شہر وقت ہوا وہ  
 سو گھمانہ کہسی ہڈی کو اگر مری اوسنے  
 ناک نہیں کرتے ہیں تے عاشقِ کامل  
 وہ وحشی ہوں فرقت میں جو روتا ہوں تو توشہ  
 تربت ہو مری قصر کے نیچے تے اوسجا  
 وحشت زدہ وہ تھا میں کجا گیا مجھے  
 لمبائے کہیں مجکو تو یہ پوچھو نہیں اوسکے  
 ہوتے ہو جو عاشق تو یہ کہتے ہیں کہنا  
 تا عسہ را سلسلہ احسن پرستی  
 کچھ فرق نہیں حاضر و غائب میں سمجھنا  
 ہو وصل کی شب بوسہ لب دیجے مجکو

دل لیتی ہو پازیب کی جھنکار ہمیشہ  
 سو جاتے ہیں یہ دیدہ بیدار ہمیشہ  
 ہو غفلتِ ہما سایہ دیوار ہمیشہ  
 نفرت ہی رہا کرتا گستاخ ہمیشہ  
 کہتی ہو یہ زنجیر کی جھنکار ہمیشہ  
 رکھ لیتا ہوں میں دامن کسار ہمیشہ  
 جس جا پہ سہے سایہ دیوار ہمیشہ  
 وحشی کی طسح سایہ دیوار ہمیشہ  
 رہتا ہو کہاں اوبتِ عمار ہمیشہ  
 ایذا میں سہے اوبتِ عمار ہمیشہ  
 ڈھونڈتا ہے کیے معشوقِ طرصار ہمیشہ  
 ہو پیشِ نظر صورتِ لدار ہمیشہ  
 بٹہ نہ یوں سبھیے انکار ہمیشہ

پلو میں دل اونکا ہو طر فدا رہیہ	کس منہ سے زبانی سے میں کون شکوہ بیدا
لیکن رہا تچ س رہی دل یار ہیہ	پتھر گئیں یاں روتے ہی روتے مری آنکھیں
پر آپ کے آگے ہن گنہگار ہیہ	ہم نیک کرین جان جان یا کہ کرین بد
چھوڑیگانہ دامن یہ گنہگار ہیہ	ہو آسرایان اور وہاں آپھی کا حضرت

فرمایا کہ دیکھ آؤ احد کو کوئی جا کر

ستا ہوں کہ سہتے ہیں وہ پیار ہیہ

ہم ہونے اعمال اور عقبا کے ساتھ  
جا کے بھی ہیں ساتھ اور بیجا کے ساتھ  
آرزوے دید نقش پا کے ساتھ  
بولے بجاؤ گے اس سوئے کے ساتھ  
بے چلے آنسو مے دریا کے ساتھ  
کام ہوتا ہی جو کچھ شور کے ساتھ  
جان بجاتی ہی اس سوئے کے ساتھ

حسرت دینا رہی دینا کے ساتھ  
مہر ہو یا ظلم ہو شکوہ نہیں  
گھر میں وہ اپنے گئے یاں گہی  
جب کہا لینگے بلاے زلف کو  
اس قدر رو یا فراق یار میں  
بل نہیں پڑتا ذرا اوس میں کبھی  
زلف کا لینا نہ سمجھو سہل ہی

<p>رگیا بس چھٹ کے نقشِ پا کے ساتھ  یہ خدا کا فیض ہو صبرا کے ساتھ  جان جاگی بتِ ترسا کے ساتھ  عشق ہو جب رخِ زیبا کے ساتھ  دانا بناتا ہو وہ دانا کے ساتھ</p>	<p>جب نہ ساتھ اوس بتِ مین کچھ چل سکا  دل ہر اک سبزہ لیے یقینا ہو آج  تم نہ سر بک بک پھر او و اعطو  چھوڑا تب سے ماہ کا بھی دیکھنا  ہو ابھی نامِ حسد انا دان مگر</p>
--	--

چھوڑ کر کہے کو بس اب ا و احد  
چلیے بتخانے بتِ ترسا کے ساتھ

<p>کیون گلے سے یہ لگا رکھا ہو تنے نیچے  اسطرح کا بھی کہیں دیکھا ہو تنے نیچے  پایا او ابرو کمان اچھا ہو تنے نیچے  کس ادا سے یاریہ باندھا ہو تنے نیچے  سچ کہو کیسکے لے باندھا ہو تنے نیچے  خط کے بے ایسے بھجا ہو تنے نیچے</p>	<p>قتل کر ڈالو اگر کھینچا ہو تنے نیچے  ابرو خمدار کو دکھلا کے وہ کہتے ہیں آج  قتل کر ڈالو جسے چاہو نگاہِ ناز سے  دیکھتے ہی موت کو بھی ہوت آخر آگئی  قتل کس یجرم کا ہو آج پھر بد نظر  یہ اشارا ہو گلے کو کاٹکر مر جائیے</p>
---	--



کستہ چھوٹی سمجھو صدقے میں اس قسم کے

تیخا برو کو احد سمجھا ہوتے نیچے

## رویت می تسمانی

صد ہر درونک ایسی ہمارے شور و شیون کی  
 عیان دیکھو گروے تجلی سے روشن کی  
 غضب کے تی ہر اولیٰ شکار شیخ پرفی کی  
 مری تربت پر اکوٹے کن سیدل کی تربت ہو  
 نہیں ہو جا زوزون جھک اٹھتے ہیں ازخو  
 کیسکی حسرت دل دیکھیے اب یون نکلتی ہو  
 تو وہ گل ہوا گلشن میں بولے سے قدم رکھے  
 جہانکات زبانی وہ کرین شکوہ نہیں اسکا  
 گلے میں لیکے انگریزی وہ باہرین ڈالتیے ہیں  
 پیام مرگ جبکہ دیکھے تو اسکو نہ کیوں آئے  
 جو تو دکھلا کے آنکھیں مری آنکھوں سے ہوا غائب

بیان دست کیا چاتی بھٹی جاتی ہر دشمن کی  
 نگاہ دید میں صورت کھنچے بیباختہ پن کی  
 نکلی کہبات بھی اور مشفق من اپنے من کی  
 او وہی چھاپی ہر روشنی پر شمع مدفن کی  
 کچھن پردہ اونکے چٹکیان لٹی ہر جن بن کی  
 یہ فرماتے ہیں سن سکر صد اوہ شور و شیون کی  
 ہمار خلد آئے ناز برداری کو گلشن کی  
 وہ خود مجبور ہیں جاتی نہیں دست لڑکپن کی  
 زیادہ عمر بار بار اور ہو بیباختہ پن کی  
 قضا کے واسطے خلقت ہوئی ہوتی جتن کی  
 بگاڑی اس میں سون چھی اور چوٹن کی

<p>         بنا کر ڈال دی جاتی ہو اک زنجیرِ سنون کی          خدارا اب نہ غمزہ کیجیے کہ تجھے من کی          ابھی نامِ خدا تو بھی نہیں لی لڑکپن کی          یہ روحِ مردگان ہو یا ہو ایار بہ نواں کی          دمِ اعجاز رکھتی ہو ہوا کیا تیرے دامن کی          تھاری لہن جب کھولیا کرتی ہو بھون کی          کہ جیسے آمد آمد ہو کیلے گھر میں دہن کی          زمین شعر ہی جب نہ اپنے او احد من کی       </p>	<p>         میں وہ دیوانہ ہوں پائین آنے نہیں پاتی          یہ جذبِ عشق تو دیکھو ہوا خاموش جب بول          سوالِ بوسہ پر جھنڈا کے جو آتا ہو کتے ہین          اسی سے مرزا اولو کے جی اوٹھتے ہین حیرت ہر          جو مر جاتے ہین ٹھوکے سے جلا دیتی ہو یہ اونکو          کچی بل بے یہ ہو شانے سے بل اسکا نہیں جاتا          وہ بولے آ کے تباہ واحد یہ ماجرا کیا ہو          بھلا طبع رسا کیا بانہ لائے خاکِ مضمون کو       </p>
	<p>         احد زرم سخن میں فیض آتش سے جھلتے ہین          دکھاتے ہین اکثر روشنی ہم طبعِ روشن کی       </p>
<p>         سراپا مطلعِ خورشید کی صورت ہو روزن کی          بیاضِ صبحِ مشرق ہو تجلی سوسے روشن کی          نگہ دیکھیں نہ صبر پھرتی ہو کبتک حتی خون کی       </p>	<p>         سحر کو گھر میں تھے روشنی سے سوسے روشن کی          جہان میں کیوں بھلا شہرت نہ ہو طبعِ ہانگن کی          برائیگی تمنا یا ریگی من ہی میں من کی       </p>

تجلی بخش دلین شکل ہو اوس سلوہ افگن کی  
 یہ خنجر سکنے کی حسرت دلین ہر قاتل  
 لب گور فریدون سے صدا آتی ہو کا نوین  
 دم آخر ہوئی حامل امت سخت جانی سے  
 بزرگ حضرت موسیٰ مجھے آتا ہو غش اس سے  
 حرم میں چشم بدو آہوین زخمی تر پتے ہن  
 تھارے روعے انور پر نہیں عالم یہ بینی کا  
 غبار دامنِ مشت تنا بعد مردن ہون  
 قریب اونکو او بھاسے پھرتا ہو سیر گلتا کو  
 جدھر دیکھو صفین پانفے کھڑے آہوین صحرا میں  
 مقامِ فستی عبرت کی جاہی ہو شمار و نکو  
 وہ بلبل ہون چہن سے جب کبھی مین ڈھک نکلا  
 ہما سے خرم ہستی پر اک سجلی گرمی آخر

عجبت خانہ گبرہ میں ہنئے شمع روشن کی  
 ازل سے ہچکیاں لیتی ہو رگ تکا پنی گردن کی  
 حد میں دھجیان اوڑتی ہن کیا پراہن تن کی  
 کئی شمشیر قاتل سے نرگ جیا پنی گردن کی  
 تجلی طور کی ہو کیا تجلی روعے روشن کی  
 انگہ دیکھو تو آہو گش ہو کیا اوس صید افگن کی  
 چراغ طور نے پائی ہو تھی صبح روشن کی  
 کر بگی جہو سرگشتہ کیا کیا شوخ پرفن کی  
 نصیبِ ستانِ نوزون بن آئی ہو دشمن کی  
 نہیں معلوم آمد آج ہو کس صید افگن کی  
 خبر بعد فنا ہوتی نہیں آسایش تن کی  
 منانے کے لیے میرے بہار آئی ہو گلشن کی  
 دم گر یہ جو یاد آئی نہی اوس شوخ پرفن کی

<p>تکلف بھی بلائیں لیتا ہو بیاختہ پن کی      غضب کی خانہ بربادی ہوئی جو خائون کی      حقیقت میں اگر مجنون میں تو لینا بھی بن کی</p>	<p>بناوٹ تک تسق آپ کی اس دگی پر ہو      پس مردن لپٹ کر خاک سے یہ رون کنتی ہو      کہا لوگون نے دیوانے احد بھی ہیں تو فرمایا</p>
<p>احد وہ رحم دل ہو نہیں کہ ذکر دوستان کیا ہو      گوارا قلب کے ہوتی نہیں تکلیف دشمن کی</p>	
<p>ڈال دیتے ہیں گلے میں ہاتھ شرماتے ہوئے      نالہاے دل بھی نکلے دلین بھناتے ہوئے      جی چراتا ہوں میں اپنے میں بھی آتے ہوئے      خوابین بھی وہ جھکتے ہیں ہاں آتے ہوئے      او بگھا و نازیم سفایان آتے ہوئے      ایک ت ہو گئی تلوون کو سہلاتے ہوئے      بجلیان کا تو کئی کیوں چلنے ہو پاتے ہوئے      منہ دوپٹے سے چھاپتے ہیں شرماتے ہوئے</p>	<p>دیکھتے ہیں پار میں جب مجھ کو کھاتے ہوئے      دیکھ کر دستے مجھ کو بچ و غم کھاتے ہوئے      بڑھکے ہنسا سے غفلت میں حاصل ہوا      اس قدر سیری طرف سے بگمائی ہو نہیں      دل ہو اجروح جان پر پنگئی دم چڑھ گیا      اور جنون پہل مجھے خار میلان کی طرف      بالے آخر کیوں تہ و بالا کیا کرتے ہو تم      خوابین وہ دیکھتے ہیں جب می پہاکیان</p>

<p>گروہی کو گنتی نہیں کچھ دیر بجاتے ہوے ایک مدت ہو گئی ہمسرہ مٹھاتے ہوے صبح او کو پاس سے ہو گئی آتے ہوے ایک مدت ہو گئی ہو اسکو سمجھاتے ہوے</p>	<p>غم نہیں اسکا کرم دے کار ہو ہر حال میں انہماے ظلم بھی ہو آخر ای جانِ جہان مرجا ای طالعِ خفتہ ہمارے مرجا دل نہ باز آیا سر زلف تانے ای واحد</p>
--	---

ہمسد رآلودہ عصیان ہوا ہوں ای واحد  
پاس آئیگی فرشتے میرے شرماتے ہوے

<p>جلوہ عارض پر نور دکھاتے چلیے غنجِ دل کو مرے خوب ہنساتے چلیے تخ ابرو کے بھی دو ہاتھ لگاتے چلیے کوئی بتا بھی رقیوں کو نہاتے چلیے قصہ درد و الم اپنا نہاتے چلیے گالیان او نگو بھی دو چار نہاتے چلیے تاز سے یوں نہ قدم اپنا اٹھاتے چلیے</p>	<p>رخ تابا نہ نقاب اپنے اوٹھاتے چلیے بلخ میں چلیے رقیوں کو رولتے چلیے ما شہادت کی نہ جاننا زونین حسرت سچا آپ چلتے ہیں مے گھر میں نہ بہت گر مکھو لیکر کے چلے ساتھ تو فرمانے لگے آپ سے کرتے ہیں اغیار مسخو بیجا اب ہوا جاتا ہی پامال زمانہ صاحب</p>
--	---

کشتہ ناز کو ٹھوکر سے چلاتے چلیے  
 بخت خوابیدہ کو سچے بھی جگاتے چلیے  
 دل یہ کتنا ہو ذرا پاؤں اوٹھاتے چلیے  
 تھوڑی باتوں پہ زیوں کو کھڑپتے چلیے  
 دیکھ لینا کبھی پھر بھی ادھر آتے چلیے  
 گل و بلبل کا یہ جھگڑا ہی نکھاتے چلیے  
 ہاتھ باز دین ذرا آپ لگاتے چلیے  
 قافلہ والوں میں بھی تو اوٹھاتے چلیے  
 اپنے سر کی کوئی چادر بھی چڑھاتے چلیے  
 دل جو لمہائے کسی کا تو چراتے چلیے  
 بڑبان بھی سگ جانا کو کھلاتے چلیے  
 لب سلین کو نہ دانتوں نے دباتے چلیے  
 بلخ میں آنکھ نہ زگر گس کو دکھاتے چلیے

اگر یہ مائے زمان آپٹے ہیں صاحب  
 رونق افروز مرے گھر ہو جائے ہو ادھر  
 جب کبھی میں تم سے کوچے کی طرف چلتا ہوں  
 بوسہ چشم عنایت ہو اگر ساتھ چلے  
 آئے وہ میری عبادت کو لگا کتنے یہ ناز  
 بلخ میں آئے ہو دکھلا کے بہار عارض  
 یہ اشارہ ہو نزاکت سے بوقت رفتار  
 ضعف سے منزل سہی پڑے ہیں کبھی  
 آئے ہو قبر پر عاشق کی تو لازم ہو تمہیں  
 نیٹھے منخل میں ہیں جنی میں ہی ہوا کے  
 فرقت یار نے تو گوشت نہ باقی رکھا  
 پیکر دانت مرینگے یہ ادا پر عاشق  
 چشم بہ دو نظر او کو نہ لگ جائے کہیں

<p>چال وہ چلیے کہ نظر و نہیں سلتے چلیے          میری تربت کو ذرا آپ سلتے چلیے          سرے کی طرح سے آنکھوں میں لگاتے چلیے          تو دریا سے بستر بھی اوٹھاتے چلیے</p>	<p>مازاو نئے ہی کتا ہو پوقتِ رفا          مرگیا حسرت پامالی ابھی باقی ہو          خاک پا کو ہی جی میں ہو اوٹھا کر ادنی          دشت غربت سے پھر آنا جو سمجھتے ہو مٹا</p>
--	--

<p>خوش ہوے راہ میں وہ مجھے تو بولے ہنسکر          اپنے سینے سے احد جھکوا گتے چلیے</p>	
---	--

<p>کما میں تو نہیں سنتا ہوں خدا ملتا ہو          انھیں باتوں میں تو منے کا مزاج ملتا ہو          مال ایسا کہیں ستے میں پڑا ملتا ہو          اس بگڑتے میں تو سنبھنے کا مزاج ملتا ہو          منہ دکھا دیتے ہو جینے کا مزاج ملتا ہو          بندگی کرنے سے بندوں کو خدا ملتا ہو          ہنسکے کہنے لگے بتلاؤ تو کیسا ملتا ہو</p>	<p>چاہنے سے کما میں نے تو بھلا ملتا ہو          مسکراؤ کبھی روٹھو بھی کبھی خوش بھی ہو          راہ میں بوسہ لب مانگنا تو بولے ہنسکر          سکر کر کے دکھاتے ہیں وہ آنکھیں جھکو          منہ چھپا لیتے ہو تو صاف میں مر جاتا ہوں          بات کچھ بھی نہوئی یا رجو خدمت سے ملا          جھکو دیکھا جو دعا مانگتے مسجد میں کبھی</p>
---	---

مانگا اک بوسہ وہ دو دیکے یہ بولے ہنسکر  
 اب عدم میں کہیں ٹھونڈھینگے سنتے ہیں ان  
 جو کوئی جاتا ہو یا نہ طرف ملک عدم  
 لطف نظارہ اوٹھائیں ترے عاشق کو بچر  
 چاندنی رات میں چھپ چھپ کے تو اکثر ہے  
 ہوئے مجھے جو پریشان تو او بھکرو بولے  
 اونکو پٹا کے جو بوسہ شبِ شرین کا یا  
 مر گیا عاشقِ دلگیر ہوا قصتہ تمام  
 خونِ دل پیتے ہیں بانی کی نگہ ہم جو دم  
 بوسے گیسو سے پریشان جو کرتی ہو تو دل  
 حسنِ عارض میں خط سبز ہو او کا ملفوظ  
 تیرے گیسو میں پھنسا تھا نہیں معلوم یہ کیا  
 حال کچھ اپنا کہینگے یہ بتا دے ہے

خوش جو مالک ہو تو لنگے سے سوا ملتا ہی  
 کمر بار کا عنفت سے پتا ملتا ہی  
 نشان ملتا ہو اوسکا نہ پتا ملتا ہی  
 آنکھ ملتی ہی تو پیغامِ قصن ملتا ہی  
 سچ بتا کس سے تو او ماہِ لفت ملتا ہی  
 جو کوئی ملتا ہو گیسو میں پھنسا ملتا ہی  
 بولے ان باتوں میں کیونچی تھیں کیا ملتا ہی  
 دام گیسو سے ترے آج رہا ملتا ہی  
 غمِ غذا کے لیے ہر روز جدا ملتا ہی  
 سمجھو ان باتوں میں کیا باوصبا ملتا ہی  
 خط کے آنے کا لفافے سے پتا ملتا ہی  
 دلِ نادان مرا پابِ شہد بلا ملتا ہی  
 میرا گلہ بھی تجھے باوصبا ملتا ہی



<p>یہ مرا بندہ ہو مجھے برصا ملتا ہو  ابر میں چاند ہو نظر و نین چھپا ملتا ہو  شعر گوئی میں بھی اک لطف نیا ملتا ہو  نوع و سون سے کچھ انداز چا ملتا ہو</p>	<p>مجھ کو ہر حال میں بخش لے کے یہ بولے ہنسکر  زلف کو چہرے پر وہ چھوڑ کے بولے ہنسکر  غم غلط اپنا کیا کرتے ہیں نیٹھے نیٹھے  آج بکر کے بگڑنے کا ارادہ کیا ہو</p>	
	<p>پاس وہ جا کے رقیبوں کے نہ بیٹھیں گے احد  سایہ چند سے کب ظل ہما ملتا ہو</p>	
<p>نہیں رہتی ہو باقی عشق میں تو قیر انسان کی  اوٹری رہتی ہو سرخی اندون لعل بخشان کی  جدائی مہدم اٹھ رہی ہو جسم سے جان کی  خبر لیتے نہیں اگر جواب بھی ہری جان کی  لیے آئے ہیں اپنے ساتھ ہم تصویر جانان کی  خبر دلی نہ جا کو ہو نہ کچھ ہو دکھ بھی جان کی  خبر لائی ہو کہا بادِ صبا زلف پریشان کی</p>	<p>کیسے ہو نہ یا رب الفت اس گیسو پتی بچان کی  عجب نگت ہو دیکھو تو گل بگ جانان کی  نہ پوچھو اندون حالتِ مریض و ہجران کی  کوئی پوچھے تو جا کر ان سے کیا ہی خواہان کی  کیرین آئی گے مرقد میں تو دیوانہ کرد و نگا  تلاشِ یار میں ہم کھو گئے ہیں آپ ہی ایسے  کھلے جاتے ہیں خود مجموعہ خاطر کے شیرانے</p>	

اتر پھلا تھا کسے صحیفِ رخ کی یہ الفت کا  
 ترقی اور ہوتی ہو مری محنت مزاجی کو  
 عجب زشت سے چھڑا تو نے زبیرے عضوِ ظاہر کو  
 ہر اک عضو بدلے انکے بے عشق آتی ہو  
 یقین آئے نہ تگو گر مری محنت مزاجی کا  
 یوہن فرقت میں ورور کز لیا صاف کتی تھی  
 بھلا ہم پوچھتے ہیں تہ سے یہ کیسے مسیحا ہو  
 بوقتِ نزع وہ تشریف لاکر جاتے ہیں لیکن  
 جو آنا ہو تو آ جا ورنہ ہمان ہو کوئی دم کا  
 یہ تجھے منظور گر ہو قتل عالم کا تو امی قاتل  
 خدا کے واسطے باتیں شریعت کی نکڑا ہر  
 وہ کہتے ہیں یہ کسکی زلفت کے ہو جانے والے  
 تماشاً دیکھنا ہو تو ٹھہر کر دیکھ لے دم بھر

خدا کی شان ہو کا فرق کھاتے ہیں آج کی  
 صد آتی ہو جسم کا نہیں مرغِ خوش اسکان کی  
 تھے تھنا دینی فصد تھی سربئی گبان کی  
 اسیرانِ جن میں بات باقی ہو گلستان کی  
 حقیقت پوچھ لو دستِ جنوے جیوے دہان کی  
 گئے کیا قید میں بسف کھلی تقدیر زندان کی  
 خبر لیتے نہیں اب بھی جو تم بیار ہجران کی  
 نہ کھلی لے اپنے منہ سے کوئی بات ارمان کی  
 سگراب یہ ہو حالت تہ سے بیار ہجران کی  
 جگہ تیز کر لے پہلے ہی گنجِ شہیدان کی  
 محبت میں نہیں ہو یاد پھر ہی دینِ ایمان کی  
 بنائے رہتے ہو صورت جو تم صورتِ یشان کی  
 نکلتی کس طرح ہو جان تہ سے بیار ہجران کی

کیسے گیوہ شگون کے ہونگے چاہنے والے  
یہی تعبیر ہو شاید مے خواہ پٹیشان کی

نہ موضط احشا تبکوے پاس آینگے  
قسم کھا کر کہ جاتے ہین تھارے چم گریان کی

قائل تری انگھین ہین دوہائی ہو نظر کی  
بگڑی ہوئی چوں نظر آتی ہو نظر کی  
آنکھو نین جگہ رکھتے ہین اوس نو نظر کی  
کسے نگہ گرم سے آنکھوں پہ نظر کی  
اسد پچائے مجھے برچی سے نظر کی  
حالت تری ایجان ہو آنکھو نین نظر کی  
کستی ہو قضا بھی کہ دوہائی ہو نظر کی  
گریان ہو اجسے مری حالت نظر کی  
اک روز بھی تنے نہ عنایت نظر کی  
کچھ شکوہ نہ دل کا نہ شکایت ہو نظر کی

سہ خبرے مے دل اور جگر کی  
کچھ راز نہیں کھلتا پڑھائی ہو کہ مر کی  
قسمت کھلی آئے وہ اگر وہ ترکہ  
بیطح مزاج آپکی آنکھوں کا ہو بگڑا  
تنگتے ہین وہ پہلو کو تو کہتا ہو مراد  
جلوے کو ترے دیکھکے جسے کہ ہو آئی  
چلن کے پریشنت یہ سنتا ہوں میں اکثر  
وہ غمزہ اس نزم جہانین ہو نہیں ایجان  
پوچھانہ کبھی حال دل عاشق محزون  
برباد کیا عشق میں قسمت نے پھساکر

کہتے ہوئے محشر میں کد سے یہ اوستھینگے  
 مجروح ہیں پر بان ہوں بلایک ہوں کہ انسان  
 اسدے تیری نگہ ناز کی تاثیر  
 جز سوز نہیں شعلہ رخونسے ہیں حاصل  
 پایا نہ شگفتہ گل رخسار سا ارجان  
 رکھتے ہیں جگہ تھے لیے مردم دیدہ  
 بیت پر مری آگے قضا کہتی ہو مجھے  
 تصویر کو جب دیکھا تو چپکے سے یہ بولے  
 کس قہر کی چٹون ہو بس اسد پائے  
 تصویر کو آنکھوں سے لگا لیتے ہیں تیری  
 بجلی کی طرح رہتا ہی بیتاب مادل  
 جسے کہ تو او گل چہن دہر میں آیا  
 تیج نگہ ناز نے کشتہ کیا سبکو

ماراتوی آنکھوں نے دو ہائی ہو نظر کی  
 کس کسکے ہو سینے میں جگہ تیری نظر کی  
 بجلی گری جس سمت کو بھولیسے نظر کی  
 پروانہ پر کب شمع زلف سے نظر کی  
 گلشن میں جو پھولوں کی کبھی جگہ نظر کی  
 جسطح جگہ آنکھوں میں رکھتے ہیں نظر کی  
 یہ کارروائی تو ادا کی ہو نظر کی  
 لو چاہیے کیا اور بن آئی ہو نظر کی  
 مارا او سے بے موت چہرے تو نے نظر کی  
 آنکھوں میں کی پاتے ہیں جب نو نظر کی  
 کسے نگہ ناز سے پہلو نظر کی  
 بیل نے کبھی گل نہ بھولے سے نظر کی  
 عالم میں جدھر دیکھو دو ہائی ہو نظر کی

پامال ہوا کو چہ کاکل میں مراد دل  
 جیتے سے اب تک مے بیچ گئے کیونکر  
 جب صلح قدرت نے ترا نقشہ بنایا  
 پوچھا بھی کبھی حال دل عاشق مخزون  
 بے صید کیے دل نہ حرم والوں کا چھوڑا  
 مارا اوے بے موت قضا کو کیا بہ نام  
 دینا کے موقع میں جو پایا تجھے بکستا  
 دل کو کیا بیتاب مے یا کہ جگر کو  
 منے پر جو جی جانے کا دھڑکا تھا اوسے کچھ  
 ادراک معانی بھی سخن سخن میں رکھتے  
 تخمین ہو تا فہم کی کب لائق تخمین

تنے کبھی بھولے بھی اسپر نہ نظر کی  
 درپردہ یہی مجھے شکایت ہو نظر کی  
 حسرت نے اوسے دیکھے حسرت سے نظر کی  
 تنے کبھی بیابانی دل پر بھی نظر کی  
 اسد ری رسائی بت کا فز کی نظر کی  
 تو نے جدھر او ترک ستہ کا نظر کی  
 تو دیدہ حیرت نے بھی حیرت سے نظر کی  
 ایجان جہان سب یہ عنایت ہو نظر کی  
 قاتل نے پس مرگ بھی مٹانے کے نظر کی  
 ہم دیکھتے ہیں آج نظر اہل نظر کی  
 تخمین کے لیے چاہیے وسعت بھی نظر کی

صد شکر احد فیض سے فیاض سخن کے

تاجیزا بکان رسائی ہو نظر کی

پھر کوچہ کا کل میں سناٹے نظر کی  
 ست پوچھو کہ کیوں کرب فرقت میں سہر کی  
 کتا ہوں موبھے تو فرماتے ہیں جاؤ  
 کچھ حال کہوں اس سے تو کیا خاک کو نیند  
 دکھلا کے رخ و زلف فرماتے ہیں مجھے  
 کھو کر کے جوانی کو یہ پرہیز بھی غفلت  
 کتا ہوں شب وصل یہ گہرا کے میں ہر دم  
 خود بھی جلی پرانے کو بھی تو نے جب لایا  
 بالونین چھا کر رخ روشن کو یہ بولے  
 خوشبو تے گیسو کی اوڑھ لائی یہاں تک  
 درپردہ شب وصل سے مجھے تھی رنجش  
 اس سے غور ماننے کبھی یہ بھی نہ پوچھا  
 او شمع جلانا نہ تھا غم کرنا اگر تھا

مٹی نہو برابر دیکھیں باد سحر کی  
 شبنم کی طرح ہمنے بھی روئے سحر کی  
 کتا ہوں نین شب کی تو دکتے ہیں سحر کی  
 سنتا ہوں کہ سنتے نہیں کچھ باد سحر کی  
 یہ رات کی صورت تو وہ صورت ہی سحر کی  
 شب کا ہو نہیں خواب یہ ہو نیند سحر کی  
 آواز سنانے نہ خدا مرغ سحر کی  
 کیا بات ہو اوشمع جو یون تو نے سحر کی  
 صورت ہی چھپی ات کے گھونٹا بھگ کی  
 ہو عمر فزون اور حسد باد سحر کی  
 یہ وقت مؤذن نے اذان ہی جو سحر کی  
 بیمار شب ہجر نے کس طرح سحر کی  
 ماتم میں جو پروانے کے روئے سحر کی

غارت کہیں بٹھی ہو حند اباد سحر کی	برباد ہوئی کچھ سے اوس گل کے مری خاک
پیدا ہو تجسلی جو قیامت کی سحر کی	کس شوخ نے روزن سے سحر مٹتی ہی جانا
کعبے میں نماز اتوا ادا ہوگی سحر کی	بجہ کر نیگے صبح کو پیش رخ جانان
پڑھنے سے رخصت ہو بس اشع سحر کی	کہتا ہو مے عشق سے چمن کسی کا
بجلی کی سی جو چال ہو ابٹا سحر کی	ہنستے ہوے اوس گل کو ضرور اسنے ہو دیکھا

کیا قمر گلے ملے تھے فرمانا کہ جاؤ

آواز احد آتی ہو اب مرغ سحر کی

آئے نہ طبیعت کسی انسان پہ بشر کی	فرقت میں دعا ہو مے دل اور جگر کی
دیکھو تو یہ تصویر ہو تصویر بشر کی	آنکھوں سے لگاتا ہوں تو کہتی ہو یہ تصویر
عاشق جو بشر پر ہو تو شامت ہو بشر کی	لازم ہو بشر کو کہ کرے عشق خدا کا
حق تو یہ ہو انسان بنے الفت میں بشر کی	پہلے تو فقط نام تھا انسان میں ہمارا
خلقت تو جدا گانہ ہو ہر ایک بشر کی	میتے نہیں گروہ تو شکایت نہیں اسکی
جاتی ہو انھیں باتوں میں بس جان بشر کی	الہنسی جو دیکھا اور نہیں تو بولے کہ دیکھو

<p>آئی جدھر آئی یہ طبیعت ہو بشر کی      نہ کھوے کسی بات میں طاقت ہو بشر کی      ہوتا ہی وہی جو کہ ہو قسمت میں بشر کی      الفت جو کرے اسے طاقت ہو بشر کی      قسمت بھی جدا گانہ ہو ہر ایک بشر کی      بڑھ جاتی ہو آخر کو محبت بھی بشر کی      الفت میں نہیں رہتی ہو تو قیر بشر کی      دیکھو تو پہنچتی ہو کہاں فکر بشر کی      دیکھو تو خدا داد لیاقت یہ بشر کی</p>	<p>ماصح کی نصیحت سے بھلا ہوتا ہو اب کیا      ہو مصلحت وقت ہر اک کام میں تیسے      گھبرانے سے ہوتا ہو بھلا کیا دل مضطر      لازم ہو حسینوں کو تنگ کر بھی ہونا      ہم تڑپے بیان اور نئے لوٹے کوئی ان      ملکہ کے گلے وصل میں فرمانے لگے وہ      انسان کو لازم ہو نہو عاشق انسان      تاعرش گئی فکر تو یہ پورے فرشتے      پڑستا ہوں جو اشارت رکھتے ہیں فرشتے</p>
<p>شرمندہ احد حر و نکو جنت میں کیسے      تصویر لے جائینگے ہم ایک بشر کی</p>	
<p>اور تری ہوئی صورت نظر آتی ہو قرنی      آمد ہوئے گھر میں یہ کس شک قرنی</p>	<p>جیسے کہ تمہارے رخ روشن پہ نظر کی      ہرست نظر آتا ہو اک جلوہ خورشید</p>



دیکھا ہوتے جلوہ رخسار کو جب سے  
 جگر کے یہ داغ ہو خورشیدِ فلک پر  
 راتوں کو سوا بام پہ پھر نیکے نہیں شوق  
 اب وصل کے پیچھے جو فلک تو نے کیا دور  
 دیکھا ہے تجھے بام پہ چڑھتے ہوے جسے  
 اسی چارہ گرو بے مین اس چارہ گری کے  
 کھاتا ہو یہ کیوں منہ کی اوسے دیکھے اکثر  
 تیسے رخ روشن کے مقابل میں پر پرو  
 فرماتے ہن آئینے میں منہ دیکھے اپنا  
 دنیا کے مرقع میں جو اب اسکا نہیں ہو  
 اسی اشکو مٹاتے ہو بھلا دیکھو تو کس کو  
 او غیرت خورشید تجھے دیکھے اکثر

غم سے گھٹا جاتا ہو یہ حالت ہو قمر کی  
 صورت کبھی دیکھے جو مے رشک قمر کی  
 عادت جو مے ماہ نے پائی ہو قمر کی  
 حسرت نہیں کچھ دلیں اب اس شک قمر کی  
 او تری ہوئی صورت نظر آتی ہو قمر کی  
 تصویر دکھا دو مجھے اوس شک قمر کی  
 اعلیٰ تو بہت شان تھی اسی چرخ قمر کی  
 تو قیرنگا ہوں میں نہیں اب ہو قمر کی  
 ہو سے مقابل کہیں طاقت ہو قمر کی  
 تصویر ہو بے مثل مے رشک قمر کی  
 تصویر ہو آنکھوں میں کسی رشک قمر کی  
 شب بھر رہا کرتی ہو نگہ نیچی قمر کی

پہرے ہن احداث کو ہمراہ کیلے

## گروش میں ہر نقد بر کسی رشک فرکی

جب سوے کر زلف تری سر سے ہوسر کی  
 کھنچ جائے مصور تو اسی سے کہیں کھنچ جائے  
 ہوں بعد فنا بوسہ لب کاتے خواہ ان  
 ڈرتا ہوں کہ پو خون تنہا کی نہ پھوٹے  
 چھوڑ گی نہ بے خانہ تن کے یہ جلائے  
 بیتاب ہیں و نہ نہیں اک حال پر دونو  
 توقیر ہو درگاہ شہ ملک عدم میں  
 غنچے نے تو بلبل سے بہت راز چھپایا  
 یہ ضعف سے حالت می ہو جانِ جان  
 کوچے سے نکلائے گئے طرہ ہوا و سپر  
 بولے کہ نہ سویا نہ تو سونے دیا محبو  
 کبے نہ گیا چھوڑ کے میں کو چہ جانان

عالم میں ہوا شور کہ ہونیسہ کر کی  
 پچھے کھنچے غنچے کے جو تصویر کر کی  
 حسرت ہو جو مرنیکے لیے عسکر کی  
 او دل بڑی حالت ہو جدائی میں جگر کی  
 بیطرح یہ بھڑکی ہوئی آتش ہو جگر کی  
 ہو برق کی حالت مے دل اور جگر کی  
 ہو بال ہی بھرا اور رسائی جو کر کی  
 در پردہ مگر باد صبا نے خیر کی  
 لیکر کے چلی جگہ ہوا آئی جدھر کی  
 شہرت ہو رقیبوں کے لیے شہرہ بر کی  
 نئے میں ہو کبخت کے کیا چیز اثر کی  
 قسمت میں نہ لگی تھی جو کلیف سفر کی

<p>تالے بھی نکلنے نہیں دل سے مرے باہر اب سوے عدم روح مری ہوگی روانہ اگر روح روان اس تن خاک کی کو نہ تو چھوڑ ہستی سے شو ملک عدم جانا ہوا کہ برہم نہون گیسو کی طرح خوف ہو جگو</p>	<p>کتے ہیں کہ ہوگی ہیں تکلف سفر کی دیتی ہو شب ہجر سراج سفر کی مٹی ہوا یہ گھر جو کہیں تو نے سفر کی ادول تجھے کچھ فکر بھی ہو زاد سفر کی ایمان کی طرح دل میں جگہ کتے ہیں ٹنگی</p>
---	--

اسطرح احد راز دل اپنا ہوا مشہور

جس طرح کہ شہرت ہو زبانوں پہ خبر کی

<p>ایام زلیست کم ہوئے جو جن بٹے ہوئے شکر خد کہ دیکھے تو ہم بھی کرٹے ہوئے چھیڑو نہ نقش باکس طرح ہیں پٹے ہوئے موتی ہیں گویا لعل میں پر بٹے ہوئے در پر تھے گدا کی طرح ہیں بٹے ہوئے ہولے ہوا لیے مے در پر بٹے ہوئے</p>	<p>طفلی میں گھٹنیوں چلے پھراوٹھ کھٹے ہوئے وہ تیز ترن جہا نہیں جو سب سے بڑے ہوئے ہم خاک میں ملینگے اوٹھانے سے اور بھی لب کو دبا یاد انہو نے اسنے گمان ہوا مے ہکو اپنا جلوہ دیدار شاہ حسن دیکھا جو جگر غریب کو پھر ساکنی صال</p>
--	--

دنیا میں قاعدہ ہی سنگین دلون کا ہو  
 دیکھا جو تیری قامت موزون کی چال کو  
 ہو گا خدا کے سامنے اوس سے سامنا  
 بولے شکستگے طبیعت کو دیکھ کر  
 اندر سے رعب شوکتِ حسنِ جمالِ یار  
 پوچھا کسی نے مجھ کو تو ہنس کر دیا جواب  
 جبکو نصیب وصل صنم ہو نصیب ہو  
 ہم بزمِ یار میں ہے درپردہ نشستی کے  
 میں تو تڑپ تڑپ کے مرا شوقِ دید میں  
 دیکھو چھپم غور تو عبرت کی ہو یہ حساب  
 ہے گریز کر کے تو جا بیگا اب کمان  
 رنجِ فراقِ حسرتِ دنیا خیالِ حشر  
 موجود جہین سازتے عیش و نشاط کے

دیکھا جسے ہو نرم زیادہ کڑے ہوئے  
 مائے ادب کے سر و گلستان کھٹے ہوئے  
 جسدِ او ٹھینگے قبر سے مرنے گئے ہوئے  
 فوجِ الم سے خوب ہن یہ بھی لٹے ہوئے  
 دم بھر نہ پاس پٹھ سکے اوٹھ کھٹے ہوئے  
 مدت ہوئی او نہیں تو گلے اور سٹے ہوئے  
 ہلکو تو اپنی جان کے ہن لٹے پٹے ہوئے  
 آئے بھی لوگ بیٹھے بھٹی ٹھ بھی کھٹے ہوئے  
 بالین پر وقت نزع نہ آ کر کھٹے ہوئے  
 کیا کیا حسین ہن خاک کے اندر گئے ہوئے  
 سایے کی طرح ساتھ ہن ہم بھی پٹے ہوئے  
 کیا کیا نگین ہن خاتمِ دل پر جڑے ہوئے  
 دیکھا تو وہ مکان ہن او جڑے پٹے ہوئے

اور اوراق تھے دلیلِ جوشِ ببار کے صحرائیں وہ غزالوں کو بولے یہ بیکھر بل بے غرور حسن کہ دیکھنا مٹکے پھر انگار بزمِ یار میں بیٹھے مزان کیے ہیں قید وہ بھی سیری طرحِ فرق پر یہ ہو	دو دنگے بعد دیکھا تو سب ہیں جھٹے ہوئے آنکھوں کے پرشکار ہیں اپنے ترٹے ہوئے شفاق دید کتنے ہیں بیچھے کھٹے ہوئے مانند شمع جلتے رہے ہم کھٹے ہوئے بیٹری کے بٹلے پائونٹین اونکے کٹے ہوئے
---	---

بیا عشق سنے وہ لوگوں سے بول اوٹھے  
دیکھو میان احد کو کہ کیوں اینٹے ہوئے

کب پائے جنون بستہ زنجیر نہیں ہو کچھ کارگر ای دل تری تدبیر نہیں ہو باتو نہیں کیا کرتے ہیں مرد و کو وہ زند سن سنے مے نالوں کو فرماتے ہیں اکثر ہوں نقش کتابی کا تے جو تاشا لو میں بھی روانہ طرف ملکِ عدم ہوں	کب مجھ کو سزایف گر گبیر نہیں ہو سننا ہوں کہ ثنا خطا نقدیر نہیں ہو اعجاز میسا ہویہ تفسیر نہیں ہو کیونکہ کون اب سین کہ تاثیر نہیں ہو عالم ہو طلسمات کا تحریر نہیں ہو گر آپ کے اب جانے میں تاخیر نہیں ہو
--	--

کچھ سوزِ جگر پیدا کراؤ بس نالان  
 عالم ہو ابھی زلف کا چہرے کی طرح سے  
 لوگوں کو بنا دیتے ہیں بت بات سنا کر  
 کب خاک میں تونے نہ جو انوکھو ملایا  
 بل بے شبِ فرقت یہ تری جاگداری  
 کس دن مری آنکھوں کو نہیں شوقِ تاشا  
 فرماتے ہیں دکھلا کے یہی حلقہ گیسو  
 کیا بزم میں آئین سے ایشیوخِ شکر  
 پھانسی ملے الفت میں تری زلف کی جھکاو  
 کس دن مجھے ابرو کا تصور نہیں رہتا  
 شکوہ نہیں بچانِ جہانِ عشق میں تھے  
 ہم کہتے ابھی سے ہیں نہو عاشقِ کاکل  
 جب قتل کیا تیغِ اول سے تو یہ بولے

نالو نہیں ابھی تک تھے تاثیر نہیں ہو  
 گردن ہو جو ان ات ابھی کچھ پیر نہیں ہو  
 گویا ہو طلسمات یہ تفسیر نہیں ہو  
 کاوش تھے کب ای فلک پیر نہیں ہو  
 تا صبح کوئی بچنے کی تدبیر نہیں ہو  
 کب پیش نظر پار کی تصویر نہیں ہو  
 کیوں دام بلا حلقہ تسخیر نہیں ہو  
 غیر دیکھے مقابل مری تو قیر نہیں ہو  
 اب نعش کی کچھ حاجت تشہیر نہیں ہو  
 کب اپنا گلا بھی پتہ شمشیر نہیں ہو  
 اپنا ہو تصور آپ کی تقصیر نہیں ہو  
 پھر دیکھو نہ کہنا مری تو قیر نہیں ہو  
 کچھ ہاتھ میں دیکھو مے شمشیر نہیں ہو

<p>اب مجھ کو مٹایا بھی تو کیا خاک مٹایا          کب کشتہ نظارہ سفاک نہیں ہوں          عالم ہے جوانی کا لڑکپن کی بین چالین          ابرو کی ادا مجھ کو وہ دکھلا کے یہ بولے          باقی کوئی خواہش فلک پر نہیں ہے          کب پارمے سینے کے یہ تیر نہیں ہے          امد سے تلون ابھی تاخیر نہیں ہے          اوصاف ہیں سب نام کو شمشیر نہیں ہے          کیا قتل مرا یہ پے تعزیر نہیں ہے          باقی کوئی اب ڈھونڈھیے پھر نہیں ہے</p>	<p>جو صید ہی ہو صید تے دام بلا کا</p>
---	---------------------------------------

کیون وعدہ و صلت احسانان ہو اس

یہ یار کا خطا ہی خطا تقدیر نہیں ہے

<p>زنگی کا کہنے کو دم بھر چلے          کدواوتے کوئی یہ کیا کر چلے          ساتھ لیس گرفتہ دھڑلے          دل ہمارا لیکے تم تو گھر چلے          کو چڑکا کل بین جو شہجے چلے</p>	<p>بجڑ ہستی میں جا ب آ کر چلے          وہ جو ہیں پہلو سے دل لیکر چلے          جانب ہستی جو تم دبر چلے          اب جینگے کس طرح سے ہم بھلا          گم ہوئے وہ قافلے عشاق کے</p>
--	---

تیر مژگان کا تصور جو رہا  
 چھوڑ کر دینا کو عقبے کی طرف  
 فصل گل آئی ہو اجوشِ جنون  
 آئیے تشریف رکھیے کوئی دم  
 ابر باران دیکھ کر نا دم ہوا  
 تیرے ہاتھوں سے بتِ سفاک اب  
 آئے تھے خالی مگر اب جاتے دم  
 تیر مژگان کا نشانہ کر کے وہ  
 قتل کس محسوس کا ہو تیرے نظر  
 طوٹے راہِ عشقِ زلف و رخ ہوئی  
 مین مہ دیوانہ تھا میری خاک سے  
 رہ روانِ جانبِ ملکِ فنا  
 تین دن کی زندگی میں ہمدرد

رات بھر سینے پر یانِ نخبِ چلے  
 تیرے دم پر ساقی کو تر چلے  
 پھر رگ جان پر مئے نشتر چلے  
 بے سب یہ کیوں خفا ہو کر چلے  
 اس قدر آنکھوں نے اشک چلے  
 ہم قضا سے پہلے ہی بس چلے  
 لیکے اک اعمال کا دفتر چلے  
 تیغ ابرو کھینچ کر ہم پر چلے  
 سچ کو کس کر کر کسپر چلے  
 گرچہ شب بھر اور ہم دن بھر چلے  
 جو بنا پتلا تو پھر پتھر چلے  
 ٹھیر جاؤ ہم بھی تم دم بھر چلے  
 حسرتِ رنج و الم لیکر چلے



<p>ابری کی صورت پشیم تر چلے      بگڑے کیوں ہے جو تم بگڑ چلے      تھے در پر شافع محشر چلے      پھیر کر وہ مجھے نہ نہا کر چلے      دور سے ہم دکھ کر ساغر چلے      بیٹھتے ہی آپ جو اوٹھ کر چلے</p>	<p>اُنے مثلِ برقِ باغِ دہرین      سیر گلشن ہو بہارک جائے      حق سے اب سے گنہ بن جائے      دے لے وصل جب میں نے کہا      تھے بیخانے کے جانب سا قیا      ہیں خفا کچھ آپ شاید آجکل</p>
<p>چھوڑ کر عشقِ تان کو او احد      کہے کو تھانے سے کیوں نہ چلے</p>	
<p>توں نے پہلے ہی مرا قضا سے      نہ باز آئی گے ہم مہر و وفا سے      جلا دو تم لبِ معجز ناما سے      خطا کی اولیٰ مجھے جو زلفِ دوتا سے      قضا رو کر یہ کستی ہو اول سے</p>	<p>کہو نگا حشر کے دن خدا سے      ملو ہر چند تم جو روجنا سے      جلاتے عیسے تھے حکمِ خدا سے      بچو گے حضرتِ دلِ اسن سے      کیا بد نام مجکو مارا تو نے</p>

بچو ای حضرتِ دل کننا مانو  
 کٹو اب شوق سے تم دستِ پامین  
 کسی نے حال جا کر ریزاؤنے  
 ستم ڈھاتے تھے پہلے ناز کے وان  
 خبر مجھائے اوس گل کی تو جانین  
 دلائیے ہیں روح کو کہن پر  
 خدا کے واسطے ہی وصل کی شب  
 نہ ڈھاؤ کعبہٴ دل کو ہاے  
 سطر ہو گئے سب گل چین میں  
 اویسی چال سے پامال ہو دل  
 ہزاروں جی اوٹھے قبروں سے مرد  
 خدا کے واسطے سچ سچ بتاؤ  
 اوڑا کر زلف کی بولاتی ہو یہ

نہ اوجھو اونکی تم زلفِ دوتاے  
 ہمارا خون مشاہد ہو حنا سے  
 کہا مڑتا ہو بھلے پھر بلا سے  
 گلے کٹتے ہیں اب تیغِ اول سے  
 بہت پیغام بھیجا ہو صبا سے  
 ننگا گرفتار تھ شیرین بتا سے  
 چھاؤ سنہ نہ اب شرم و حیا سے  
 تہ کو کچھ تو ڈرو اپنے خدا سے  
 ہوئی زلف اونکی جب ہم ہوا سے  
 عیان شوخی ہو چکے نقشِ پا سے  
 پامعشر ہو گنگر و کی صد اسے  
 رہا کرتے ہو کیوں مجھے خطا سے  
 ہماری زیت ہو پا و صبا سے

<p>اوہر بھی دیکھو صاحب اول سے      کہا او س گل نے شاید کچھ صبا سے      نہو گے اچھے تم ہرگز وہا سے      بشر خالی نہیں حرص ہو اسے      خدا سبکو بچائے اس بلا سے      جھکا کر سر کو بھی شرم و حیا سے      بہت ہو شربتِ صلح کے پیاسے</p>	<p>ق</p>	<p>ٹٹنے سے غیرونگے جو فرصت      پلٹتا مرغ دل ہو سرفص میں      مریضِ غم سے یوں اٹھا      جو لیکر بوسہ مانگا اوڑھ لے      نہو عاشق کوئی زلفِ دو تا کا      دبا کر پاؤں سے دامن کو اپنے      لگے کہنے یہ ہنس کر اسی احد تم</p>
	<p>احد یہ اپنے جی میں ہو کرین گے      بتوں کا شکوہ محشر میں خدا سے</p>	
<p>نہو کیوں سامنا شہجے بلا سے      قضا کو موت آئے جس ادا سے      ہما سے خون کے تم کیوں ہو پیاسے      نہیں اقف زلنے میں قضا سے</p>		<p>دل او بجا ہو تری زلفِ دو تا سے      دکھاؤ بانگین بہر حرا وہ      ارادہ قتل کا کس جرم پر ہو      نہ دیکھا جسے اس ناز و ادا کو</p>

مے دیوانہ بن کر دو کھو تو اکشر  
 ہے تابان کسیکا اختر حسن  
 مریض غم وہاں ہوتے ہیں اچھے  
 سوال بوسہ پر جنجھلا کے بولے  
 پڑتے عشق کے پھنڈیہن انڈول  
 تھائے حسن کے جلوے کا ایجان  
 زبانی کہنا یوں احوال قاصد  
 وہ شاہ حسن ہین مین پنوا ہون  
 زمانے مین وہ ہون برگشتہ طالع  
 ستھراو نکو مجھے اس قدر ہی  
 پھنسا کر زلف کے پھنڈیہن دنگو  
 نہ پوچھو میرے سوز دل کی حالت  
 مجھے ہر حال مین غمخس پکے بولے

بندے مضمون کو فکر رسا سے  
 قیامت تک فقیر و نکلی دعا سے  
 ترا گھر کم ہی کیا دار الشفا سے  
 بہت تنگ آئے ہین ہم گس گس سے  
 جو کچھ آگاہ ہوتے انتہا سے  
 اثر ہی دل پر اپنے ابتدا سے  
 نہ واقف مدعی ہو مدعا سے  
 ملینگے کیون وہ مجھ ایسے گدا سے  
 غموت آتی ہی غلّی ہما سے  
 کہ آئے خواب مین نا آشنا سے  
 یہ کافر تے ہین بس دعا سے  
 بھڑکتے شیلے ہین یاں تبا سے  
 جو شبے ہین دھلتے ہین حنا سے

<p>چلے کعبے کو ہم بھی کر بلا سے  نظر آتے ہیں یہ بھی بتلا سے  پتا گر پوچھیے میسرا پتا سے  ہم سے خون کے ناحق ہر پتا سے  پتا اونکی کمر کا بھی پتا سے  یہاں بھی داغ و ملیق تینا سے  دعا یہ مانگتے ہیں ہم خدا سے  کسی صورت تو چھوٹیں اس بلا سے  نظر آتے ہیں جو یہ آشنا سے  نہیں ٹرتے ہیں کچھ روز جزا سے</p>	<p>خیال زلف تخاب عشق رخ ہو  مجھے وہ دیکھ کر لوگوں سے بولے  تامل ہو تانے میں اوسے بھی  عجب یہ تیغ ابرو کھینچتے ہو  بت پوچھا نہ پایا سنے لیکن  نشاں لالہ فرقت میں ہیں کیوں  شب فرقت میں ہاتھ اپنا اوٹھا ک  وہ آئین یا کہ بیت دم ہی نکلا  احد احوال از روزوں عجب ہو  یہی کہنت ہیں در پردہ دشمن</p>	
	<p>احد اپنا عقیدہ پس یہی ہو  محمد نور ہیں نور خدا سے</p>	
<p>یا الہی ہر طاؤس یہ قرآن میں ہے</p>		<p>دل پر داغ خیالِ رخ تابا نہیں ہے</p>

گل کی خواہشِ دلِ بلبلِ نالائمن ہے  
 جب تک رنگِ خانی کفِ بہن ہے  
 وقت ادا دہوا ہو زلفِ دراز جانان  
 کیا درازی ہو تری اور کشتِ دستِ جن  
 یوسف مصر کو پونچھے وطن میں یاز  
 عارضِ خط کے تصور میں ہوئی عمر بسر  
 ہو یہی اپنی خوشی اب کہ مثالِ شانہ  
 گوہرِ اشک کے دانوں کی بنائی تسبیح  
 چاہیے دل سے نہ نکالے کسی سرف کی شبیہ  
 چو گل رنگ کا ساتی نہ کبھی دور تھے  
 پاکدامن کے لیے بھی ہو مصیبت لازم

تو جو او غیرتِ گلِ حاکے گلستان میں ہے  
 پایالی کی ہوسِ سخنِ شہیدان میں ہے  
 کبتک یوسف دلِ چاہہ زندان میں ہے  
 تار باقی نکوئی اپنے گریبان میں ہے  
 فرشِ ابیدہ یعقوب کا کنعان میں ہے  
 یاد کافر میں ہے یا کہ سلمان میں ہے  
 دل بھی اوجھا ہوا اور گیسپ چان میں ہے  
 رات بھر ذکرِ خیالِ دروندان میں ہے  
 روح گو غالبِ خاک کی کہ نہ زندان میں ہے  
 جب تک ساغر و مو مخملِ ندان میں ہے  
 کچھ دنوں سرفِ صدیق بھی ندان میں ہے

شیفتہ ہو کے یہاں اک بت کا فر کے احد

عمر بھر حلقہ زنار پر ستان میں ہے

<p>         دیکھیے زنجیرِ وحشتِ طوقِ گردنِ نگہی          تب سے سرجِ عاشقِ دگیر تو سنِ نگہی          شاخِ مرجانِ بلبل کی نشیمنِ نگہی          یاد تیری روشنیِ شمعِ مدفنِ نگہی          چادرِ مہتابِ و سکی آج چلنِ نگہی          تھے گلرود کا بہا ربیعِ دامنِ نگہی          جلے شادی جس جگہ تھی جلے شیونِ نگہی          ہم غریبون کی ہنگام و یارِ دشمنِ نگہی          قاتلِ عالم تری ایڑکِ حقونِ نگہی          دفعۂ سب آتشِ حجّہ الہ کلشنِ نگہی          بزمِ عالم میں بیکایک شمعِ روشنِ نگہی          باغین گو یا زبانِ برگِ سوسنِ نگہی          نیشہٴ دل توڑنے کو بھی آہنِ نگہی       </p>	<p>         کاکلِ مشکین جانان صیدا فگنِ نگہی          شہسواری کا کیا ایڑک تو نے جیسے بوق          سینہ پر داغِ پر جب ہاتھ رکھا یار نے          کام آیا عشق تیرا قبر میں ایڑے یار          صاف دیواروں پہ عکسِ نور آتا ہوا نظر          نکمتِ گلِ بنگہی بونے قبلے یار میں          ہو گیا دورِ فلک سے حالِ نیا کا خرا          جان چنانے کے لیے تدبیر اب کیا کیجیے          زخمی تیغِ نگہ وہ ہو گیا دیکھا جسے          تھے ہی چشمِ عنایت سے خلیلِ کعبہ پر          حسن نے چمکائی ایسی آتشِ خسارِ با          وصفِ قامتِ میں تے سب لٹھے سہی          آج کل ہو شکلِ کچھ ہر سے خے یار       </p>
--	--

<p>روح جدم قالبِ خاکی میں آئی اور گلشنِ افسانہ میں مرغِ نوازنِ نیکی</p>	<p>سنستے ہیں کہ بلبل بھی نشین میں نہیں ہے وہ نور مے دیدہ روشن میں نہیں ہے اکتار بھی باقی مے دامن میں نہیں ہے یہ سلسلہ شیخ و برہن میں نہیں ہے آواز یہ آتی ہے کہ مدفن میں نہیں ہے پھر شیخ میں ہے کیا جو برہن میں نہیں ہے</p>	<p>آمد گلِ عنا کی جو گلشن میں نہیں ہے یوسف کو نہ کیا تو کیتی تھی زلیخا اسطرح سے وحشت نے ہو کی دستِ رازِ جا دیوانہ ترا دو نو طیفی سے ہو باہر دیوانے کا تربت میں جو کرتا ہونگے بس جب دونوں کی خلقت ہوئی اک کن کی صندا</p>
<p>ہر بار احد دل کو پھنسا لیتے ہیں گیسو وہ کون ہو فن جو بت پر فن میں نہیں ہے</p>	<p>ای شاہ حسن حور سی طلعت کو دیکھے قارون کے ساتھ کیا کیا دولت کو دیکھے بختِ ہلے اوج کی ہمت کو دیکھے</p>	<p>آئینہ رکھکے سامنے صورت کو دیکھے بر باد ہو گئے نطعِ مال و زر میں لوگ بعد فنا ہو لاشِ مری و دشس یا پر</p>



<p>تا تار کو کبھی کبھی تبت کو دیکھے  اب آج اونکے پردہ سعفت کو دیکھے  اوس ماہر کے ناز و نراکت کو دیکھے  سو دیکو دیکھے مری محنت کو دیکھے  اکبار چلکے صورت جنت کو دیکھے  خاموش ہو کے رنخہ تربت کو دیکھے  ان قاتلوں کی چشم عنایت کو دیکھے  چلکر مریض عشق کی حالت کو دیکھے</p>	<p>سوئے بن او سکی زلف کے جب سیر کیجے  ہے شب وصال و چھتے بن کسطح  جوڑا جو کھل بڑا تو کر تک لچک گئی  بیٹھے بٹھائے عاشق کا کل میں ہو گیا  ارمان بکے دل میں ہو دوزخ میں جتنے ہیز  پونچائیگی صبا تو کہیں سے شیم زلف  دیکھا جسے شہید کیا تیغ ناز سے  غیرت و وسع تو ہو نام آپ کا</p>
	<p>مسکن جو ہکو باغِ ارم میں ملے حد  طوباکے بے یار کی قامت کو دیکھے</p>
<p>تنہا شہادت میں درِ قاتل تکائے  جو بے گل بھی ہو کر ہم ترخی محفل تکائے  ہتیلی پر لیے سر کو چہ قاتل تکائے</p>	<p>نہ کیونکر آبِ خنجر گردن بسل تکائے  صبا نے کر دیا دم میں پشیمان لے ناکا  ہوئے پیتاب وٹے اسطح شوق شہادت میں</p>

<p>سلاست کشتی عمر روان ساحل تک آئے تو دل ہاتھوں نے کپڑے پر مجھل تک آئے گھٹے جب غم سے تباہ من کی نزل تک آئے</p>	<p>بچپن گرداب عیبانے اسی تا دم آخر اگر مجنون سنے حال درودِ نامتالیلی ہزاروں آفتین بہنے اوٹھائیں اہِ الفتیز</p>
--	--

<p>تصور چھوڑ دو کہتے تھے تے اونکی شکر کا احدِ آخر یہ خارِ غم تھلے دل تک آئے</p>	
---	--

<p>موت بھولے سے مرے پس آئی ہوتی تھے در تک جو کیس طرح رسائی ہوتی فوجِ غم کی مے دل پر نہ چڑھائی ہوتی روح کی خانہ تن میں نہ سمائی ہوتی کاش ایجان تری صورت آئی ہوتی بامِ پیراہ کی انگشت نسائی ہوتی تیرے گیسو میں جو انگشت خانی ہوتی دیر میں جمع ابھی ساری خدائی ہوتی</p>	<p>اوس سجانے اگر شکل دکھائی ہوتی نقشِ پا پر تے ہم سر کو گرنے اور بت پاؤں کو سرکہ عشق میں رکھتے نہ اگر آپکا عشق نہوتا جو یہ عالم کے لیے دل کو بتابی نہوتی نہ یہ رسوا ہوتا شام سے ہوتا اگر کوٹھے پہ تو جلوہ نما شلخ مر جان نظر آجاتی ابھی سنبل میں جلوہ فنا جو صنم خانہ نہیں ہوتا وہ بت</p>
--	---

<p>دیکھتے جلوہ خلاق دو عالم کو احد دیر سے کبے میں تقدیر جو لائی ہوتی</p>	<p>وصل کی بڑی جو تھی تدبیر آدمی گئی ہاتھ جٹے تو پھر نصیر آدمی گئی جیسے تجھ کو خواہشِ مخیر آدمی گئی پانوں میں پڑ کر مے زنجیر آدمی گئی خواہشِ دل ہو کے دامن گیر آدمی گئی اس مکان کی امی تو تعمیر آدمی گئی وادئ وحشت میں بھی جاگیر آدمی گئی لکھتے لکھتے اکفم تحریر آدمی گئی سامنے اوس شوخ کے تقریر آدمی گئی تپ بگے فرمانے کیا تکبیر آدمی گئی سے مرنے کی وے تشہیر آدمی گئی</p>	<p>حسرت اپنے دل میں ای تقدیر آدمی گئی نیم راضی ہو گیا منت سے سے وہ صنم نیم جان سے تڑپتے ہیں گلی میں ہم بڑی دل اور بھکر زلف پر خم سے کل آیا مرا ساتھ غیر و نکلے جو دیکھا راہ میں کل یار کو خانہ دل کو بسا کر کے مے ویران کیا کیا کہیں ہم کم نصیبی بخت کی اپنے دلا خطِ شوقِ یار میں یہ ہاتھ اپنا تھک گیا کیا غضب ہو جسکو دعویٰ اپنے تھا گفتار کا آئے وہ میرے جنازے پر جو پھر بعد الصلوٰۃ شکے حالِ مرگ بہکا یا رقیبوں نے انھیں</p>
--	--	---

تجارتِ الفت اور بے پیر آدمی گئی	ہو یہی باعثِ نہیں آتا ہو جو تو گھر سے
ہو کے حیران بول ٹھا تصورِ آدمی گئی	کھنچ سکی تیری کمر کی جٹ مانی سے شبیر

دلین تھا یہ بارِ دوش اپنا تو ایسے گئے احد

کیا کہین پر تیزی شمشیرِ آدمی گئی

تھے اتنے خوفِ نرجس کے تھی سو اب بھی ہو  
 دلِ بیتاب کی حالت آگے تھی سو اب بھی ہو  
 اونھیں حاصل وہی دولت آگے تھی سو اب بھی ہو  
 بتو نکو عادتِ نجات جو آگے تھی سو اب بھی ہو  
 وہی شش وہی رحمت جو آگے تھی سو اب بھی ہو  
 دلِ وحشی تھے وحشت آگے تھی سو اب بھی ہو  
 وہی مستی کی کیفیت جو آگے تھی سو اب بھی ہو  
 وہی کندن کی سی نگت آگے تھی سو اب بھی ہو  
 دلِ زاری کی میں عادت جو آگے تھی سو اب بھی ہو

مجھے ادھر و الفت جو آگے تھی سو اب بھی ہو  
 سسکتا ہو وہی ہر دم وہی و نا بلکتا ہو  
 وہی ہو ساقِ سینِ مرتج سین وہی اونکا  
 وہی سرین سایا ہو خیالِ کجکلا ہی بھی  
 وہی فضلِ الہی ہو شریکِ جبران ہر دم  
 وہی ہو کو چہ گردی اور وہی صبرِ نوری ہو  
 دکھاتے ہیں آگے گمشدہ میں آنکھیں گن و ش ساغر  
 چمکتا ہو بدنِ جامے کے باہر صاف اُس سچا  
 ہنسنا نا جزر و لایکے اونھیں آتا نہیں اب تک

<p>وہی شکل اور وہی صورت آگے تھی سب بھی ہو  بلے جان شبِ وقت آگے تھی سب بھی ہو  حسینو نہیں وہی شہرت آگے تھی سب بھی ہو  مجھے تو خواہشِ وصلت آگے تھی سب بھی ہو  رقیبو نسے وہی صحبت آگے تھی سب بھی ہو  ذرا بتلاؤ سچ الفت آگے تھی سب بھی ہو  تو اسد میں قدرت جو آگے تھی سب بھی ہو</p>	<p>وہی فضلِ خدا سے ہو شبابِ یار کا عالم  نہیں گنتی ہو دم بھر آنکھ اوس کے سونے  وہی اب تک تھکے حسن کا چرچا ہو عالم میں  بنتھے مٹنے سے میرے ہو اگر انکارِ عالم  مزاجِ یار میں اب تک ہی دشمنِ نوازی ہو  شبِ وصلت گلے سے گلے کیسے وہ کتے کتے  کر دو تو بہ ڈرو کتے ہیں تم اتنا تانیسے</p>	
	<p>بہت جانتے ہو گھر اونکے ذرا بتلاؤ تو ہے  تھاری ای اجدر غرت آگے تھی سب بھی ہو</p>	
<p>یو جو کیوں خفا ہو ذرا منہ سے بولیے  کیجے نہ غمزہ بہر خدا منہ سے بولیے  دل کھو دیا کہاں مرا منہ سے بولیے  جن ایک اور سر پر چڑھا منہ سے بولیے</p>	<p>مجھے ہونی ہو کون خطا منہ سے بولیے  ہے شبِ وصال ذرا منہ سے بولیے  تکو اگر خیال مرا کچھ نہیں رہا  بل بے غم و رنج کھین بھی تھیں نہیں کسی</p>	

<p>دکھو قرار کیسے رہا منہ سے بولیے      جھگڑا ہی روز کا یہ مٹا منہ سے بولیے      آئی جو ہو قضا تو ذرا منہ سے بولیے      لایگی بیچ زلف و تا منہ سے بولیے      سودا یہ کہے سر پہنچا منہ سے بولیے      بگڑا مزاج کیسے بنا منہ سے بولیے      چھائی ہو کیلئے یہ گھٹا منہ سے بولیے      کیوں اب نہیں آوہ فرامندہ سے بولیے      بیٹھے بٹھائے کیا یہ کسا منہ سے بولیے      چلیے جو باغین تو ذرا منہ سے بولیے</p>	<p>فرماتے ہیں آئے جو شب کو تارے پاس      خنجر لگا کے سینے پر بولے وہ ناز سے      حالت کو غیر دیکھنے کہنے لگا یہ شوخ      کہتے ہیں نہ کہتے تھے آغاز عشق میں      کہے ہوے ہو عاشقِ رخسار یار کے      ہمے شبِ وصال گلے ملے کہتے ہیں      بجلی گرائیے گا جو ہو زلف چہرے پر      ملتے ہیں لطف منے کا مٹا نہیں بہن      کہتے ہیں کیوں یہ عاشقِ زلفِ دو تارے ہوئے      گل کان کھولے شائقِ سمیع کلام بہن</p>	
	<p>بعد صدہ شب ہجران کو جانے دو      جو کچھ ہوا احوادہ ہوا منہ سے بولیے</p>	
<p>نہیں ہو فرق پر یہ مانگ تھا اکشانی ہو</p>	<p>نہ سمجھوے انور اسکو مہر آسانی ہو</p>	

اشکے کر رہی ہو یہ درازی مستِ مُشت کی  
مقدر کھینچ لایا ہو عدم سے ملکِ ہستی میز  
ادھر تو شوقِ نظارہ سے دم آنکھوں میں آیا ہو  
رولا کر عاشقِ شیدا کو وہ بت ہنسکے کہتا ہے  
دو پٹاسخ دکھلا کر وہ قاتلِ روزِ کتا ہے  
کبھی میرا بھی فکر آتا ہے جو افسانہ گویندین  
خزانِ آکرچین میں سطر سے روزِ کتسی ہے  
کھڑا ہو تیغ کو کھینچے ہوئے جو میسے لاش پر  
اویسکی جستجو میں مہر کی صورت ہیں گردن  
غضب کیا ہو گیا ہو دیر کا جانا بھی اٹکے  
پھرا ہکو نہ اسی ناصح سیکارونکے کوچے سے  
کیسے شلہ زخار کی الفت میں بس اکرن

مجھے پھر دامنِ صحرا کی اب جمی اورانی ہو  
سوار تو سنِ عمر روان نے تاکھانی ہو  
ادھر ہر دم وہ پابندِ صلے لن ترانی ہو  
ہمیں پھر خرمِ ہستی پر اب بجلی گرانی ہو  
شہیدِ نازی کی تربت یہ چادر چڑھانی ہو  
تو وہ غصے سے کہتے ہیں سب جھوٹی کمانی ہو  
مجھے اکرن دن پر ہلبو نیکے خاکِ لڑانی ہو  
ابھی قاتل کو شاید طاقتِ زود کھانی ہو  
کھنچی جھکے لیے ہر جا روئے آسانی ہو  
تو نیکے عشق میں ق جانِ آفتِ بچانی ہو  
ابھی سو دئے گی سو بھی بلا سر پر چڑھانی ہو  
مثالِ طور آتش خانہ تن میں لگانی ہو

جھکا دیجے احد گردن کو پیشِ ابرو جان

اگر شوق شہادت میں تھیں تلوار کھانی ہو

نظارہ جلوہ گاہ شبیر بہار ہو  
 اپنا بخار سرسہ چشم بہار ہو  
 مسکن کہی حلت تو کہی پتھر تار ہو  
 میخ چرخ تیر سزگم کاشکار ہو  
 شاید شریک آسین ہمارا بخار ہو  
 او شوق دید کسکے تجھے انتظار ہو  
 دیکھا تو گل کے ساتھ ہمین بھی غار ہو  
 بولے وہ ہنسکے آچے شامت سے ار ہو  
 یہو جہ یون نہ اپنا مکہ رنغار ہو  
 او انتظار کسکے تجھے انتظار ہو  
 اک گوشہ جاب ہمارا مزار ہو  
 ان آہوں کے چرنے کو اک غرار ہو

جسے کہ پیش چشم رخ گلزار ہو  
 بعد فنا پیش رخ گلزار ہو  
 جسے صورتِ رخ و گیسوے یار ہو  
 ابرو کمان ہو اور ہو صیاد ترکشتم  
 صحرا میں گرد باد کو چکر ہو بطح  
 آنکھیں پس فنا بھی نہیں ہوتیں اپنی نہ  
 خالی خلش سے پایا نہ دنیا میں کوئی شکر  
 ہانگا جو اون سے بوسہ لینی پھر بھی  
 شاید پس فنا بھی کہورت ہو کچھ آدین  
 دم بھر کو ملجا تو ہی لے نہیں ہر نہ  
 او بجز حسن اپنی یہ حالت ہو بعد مرگ  
 نزدیک چشم سبزہ خط کا نمونہ بن



صرصر کے جھونکے جھونکے نسیمِ سحر کے ہیں  
 امد سے شوقِ دیدِ شبِ وصلِ یار کا  
 نادان نہیں جو کوچہ کاکل میں جا رہنما  
 بہرِ خدا جو آنا ہو دم بھر کو آئیے  
 بے وفا بھی درپڑتخریبِ قبر ہی  
 وہ ناتوان مرا ہونِ نکیرین کو تپا  
 دامن سے آنسو پوچھ کے پہلو پکھیے تپا  
 سینے پر رکھا ہاتھ تو کچھ ہنکے بولے و  
 وہ ناتوان ہونِ خونِ مہونِ پلانیونِ خچ دپتا  
 دشتِ جنوینِ آبلے یہ مثلِ چشمِ ہیں  
 عاشق ہوں اوسکی مڑگانکا صحرانِ دیکھیے  
 فرمایا دیکھ آؤ احد کو کہ سنتے ہیں

وہ گل نہیں تو گل بھی گلستا نہیں خار ہی  
 آنکھوں میں انتظار کے بھی انتظار ہی  
 اندھیرے چرخ اور وہاں مارا مار ہی  
 دستے لپے پہلو میں دل بقیار ہی  
 او گردشِ فلک نہیں اب بھی قرار ہی  
 لٹا نہیں کفن میں کمانِ جسمِ زار ہی  
 اشکو نکلے ساتھ دل بھی سین بقیار ہی  
 دیکھا یہ نخلِ حسن بھی کیا میوہ دار ہی  
 مجھے چھپا ہوا یہ مرا جسمِ زار ہی  
 مڑگانکی جاہرا یک سنبلا نسا خار ہی  
 دل میں ہر ایک غم کے بھی مجھے خار ہی  
 جاری ہیں اشکِ چشم سے دل بقیار ہی

شاید دلِ ناپا عشق میں خن ہو گیا احد

## جو قطرہ اپنے اشک کا ہی رنگدار ہے

قلمِ قلمِ بنا سے مہرِ نالہ زنجیر ہے  
 موجِ دو درِ دل سے اپنے پانوں میں زنجیر ہے  
 جسم پر اپنے گمانِ نالہ زنجیر ہے  
 آج ماتم خانہ ہر اک حلقہ زنجیر ہے  
 یا کوئی خوش چشم آہو بستہ زنجیر ہے  
 پانوں پڑتی اسیلے وحشت میں زنجیر ہے  
 پانوں میں وزیرِ ازل ہی سے پڑی زنجیر ہے  
 موج بٹے گل کسی کی پانوں میں زنجیر ہے  
 موجِ دو درِ دل کی صورت پانوں میں زنجیر ہے  
 کسے دروازہ میں تیرے لعلِ حور کی زنجیر ہے  
 پانوں اور فکرِ رسا کیا بستہ زنجیر ہے  
 اب گلے مرغِ بسمل حلقہ زنجیر ہے

چشمِ مستِ یار کی زندان میں تیرے تاثیر ہے  
 بعدِ مردن بھی یہ عشقِ دلف کی تاثیر ہے  
 ضعف سے یہ حالِ ندائیں بتا بیہ پیر ہے  
 موت کس دیوانگی زندان میں دنگیر ہے  
 کسے کا دہنالہ ہے چشمِ سیاہ و یارین  
 جانتی ہے دم سے میرے رونقِ زندانِ ضعیف  
 ابتداء سے سلسلہ ہے زلفِ جانان سے مجھے  
 اونیسیم صبح تو پھولوں کو یون جھونکے بند  
 جانے کس شعرو سے کو لگی ہے دل کو پھر  
 پوچھنا لوگوں سے یون قاصدِ نشانِ قہر  
 باز ملاتے کیوں نہیں مضمونِ لعلِ یار کو  
 ہو کے پورے میں نہیں کے دل تڑپا ہوا

<p>باعثِ وحشت ہمارے پاؤں کی زنجیر ہو جو صدا دیتی نہیں وہ پاؤں نہیں زنجیر ہو اندون وحشی کو تیرے بیعتِ زنجیر ہو حلقہ گردِ آبِ عنس ہر حلقہ زنجیر ہو</p>	<p>یاد آ جاتی ہو زلفِ یار اسکو دیکھ کر واہری تاثیر خاموشی و بل بے ضبطِ عشق عشق میں گیسو کے ہم زنجیر رکھتے ہیں ہر تیری فرقت میں مجھے زندانِ ابد دیا ہے حسرت</p>
<p>سلسلہ ہو زلفِ جانان سے مے دلوں کا ہاتھ میں از و زون اپنے عرش کی زنجیر ہو</p>	
<p>جلوہ گاہِ صورتِ مجنون مری تصویر ہو خود کھینچی مجھے ازل ہی سے مری تصویر ہو آنکھ کی تیلی کے اندر یار کی تصویر ہو جس طرف میں دیکھتا ہوں ماری کی تصویر ہو شیشہ رول اپنا اک آئینہ تصویر ہو کہتے ہیں دیکھو کسی بیشل کی تصویر ہو صورتِ انسان جہاں میں اک گلی تصویر ہو</p>	<p>میں بے وحشی ہوں مری محنت میں یہ تاثیر تو شکوہ کیا غیرت کے کھینچنے کا یہاں کچھ کیجیے اشکو تم بچ بچکے کلاوٹ بنائے پرکین بچو دی میں اس قدر محوِ جمالِ یار ہوں جسے کی ہو جلوہ فرمائی تری صورتِ یا جب گاتا ہوں تری تصویر کو آنکھوں سے میز خاک کے پتلے کو دینا میں نہیں بیان ہو</p>

<p>آج بلبل بھی چمن میں بلبل تصویر ہو شکر ہو دل میں ہمارے یار کی تصویر ہو ہوں اوس کا بندہ جسکی دلین تصویر ہو سے پاتک صورتِ مخزون کی تصویر ہو کس بلا کی کس غضب کی شوخی تصویر ہو سے پاتک اس میں معنی کی کھنچی تصویر ہو ہاتھ میں کسکی تھامے اور احد تصویر ہو</p>	<p>تو وہ گل ہو دیکھ کر سکتے میں تجکو ہو گئی گو جدا مجکو کیا جل جلکے تو نے اور فلک جب نکیر میں آکے پوچھینگے تو کہہ دنگا نیز گر موقع میں جہانکے غور سے دیکھو اسے دیکھتا ہو جو ترمی تصویر کو کہتا ہو یہ کتے ہیں ذی فہم دیوان کو مے یہ دیکھ کر گیاہ آنکھوں سے لگاتے ہو گے سینے سے تم</p>
--	--

ہم تمہیں سے پوچھتے ہیں اور سچ سچ کہو  
یہ غزل ہو یا کہ حسن و عشق کی تصویر ہو

<p>باعثِ تسکین فقط آپ دم شمشیر ہو ہنسکے فرمایا کہ یہ بھی خوبی تقدیر ہو آنکھ اوس خوش چشم کی انروزون آہو گیر ہو اسقدر شوقِ اسیری مج کو دانگیرو</p>	<p>تشہ لب ہوں عشقِ ابرو اپنا دانگیرو روکے جب میںے کہا اب موٹ انگیر ہو صیدا آہو کا ہوا ہو شوق پیدا بار کو ڈھونڈتا پھر تا ہوں خم و میں خانہ صیاد کو</p>
--	---

آج مقل میں نثار تیغ قاتل کا یہ ہو  
 اس قدر نادم مری قسمت کو لکھ کر کے ہوا  
 کیوں نہ تڑپے رات دن پہلو میں او ابرو کمان  
 اک طرف مشغول ہوں تیر و وصلِ یار میں  
 کیوں رگِ گرد کو ہوا الفت قاتل تیغ  
 ضبطِ نالہ جس قدر ممکن ہوا ہر دل چاہیے  
 لاکے کہتا ہی یہ مجھے نامہ ہر خط یار کا  
 کاٹ ڈالیں لیکے قاتل خود گلے کو ہاتھ سے  
 کیوں نہو طبع رسا کو شوقِ مضمون مند  
 زخمی تیر نگہ ہو کر کے او ابرو کمان  
 وصل کی شب اس قدر قاتل مؤذن ہو اذنان  
 گرد عارض سبزہ خطا دیکھ کر کہتے ہیں لوگ  
 سو خلیل اللہ سے ست ڈھاویا وہ ٹھنڈے گھنڈے

اسی پیا سوا اس طرف آئی دم شمشیر ہو  
 خود کفِ افسوس لانا کاتبِ تقدیر ہو  
 تیر مرزگان کاتے دل از دنونِ نچیر ہو  
 اک طرف نکستی مرا منہ خود مری تقدیر ہو  
 خود رگِ جان تشنہ آبِ دم شمشیر ہو  
 فائدہ نالے سے کیا جب نالہ تیر ہو  
 دیکھو نامہ نہیں یہ نامہ تقدیر ہو  
 تیغ سے تیرے گلے لٹنے کی یہ تدبیر ہو  
 از دنون ملکِ معانی میں مری جاگیر ہو  
 دل مرا پہلو میں مضطر صورتِ نچیر ہو  
 نعرہ اللہ اکبر فوج کی تکیہ ہو  
 مصحفِ رخ کی خطِ ریحان میں کیتھیر ہو  
 کعبہ دل اسی ہو اللہ کی تعمیر ہو

دیکھ کر بخود ہوا میں یا کہ ہوا کا قصو  
کسی آخری ہجوم بخود ہی تقصیر ہو  
جب کبھی گھر کی طرف آتے ہیں ہسے حد  
نالہ کیسے نالہ کہتا ہو مری تاثیر ہو

کون بر بختی میں مجسا ہو گا دنیا میں احد  
جسکی قسمت لکھنے نام خامہ تقدیر ہو

صلے لب زخم بسل یہی ہو  
انگہ کاتے یار بسل یہی ہو  
جو نکلا وہ لیکر کے تیغ ادا کو  
کشش سے کو اب تعلق سے کہے  
اوانے کجی یہ سکھائی ہو تمکو  
لب زخم سے مرجا کی صدا ہو  
ہمیں سے اب لڑتی چلتے ہو انگیز  
سب تک مضمون اپنا اولاد رکھنا  
روان بجر خون آپ شہر سے ہو  
جگہ لوٹ جانے کی قائل یہی ہو  
ازل سے تڑپتا ہوا دل یہی ہو  
مری جان تڑپی کہ قائل یہی ہو  
نہیں ملتے وہ دوری دل یہی ہو  
بہت بل کی لیتے ہو مشکل یہی ہو  
اشارہ ترا تیغ فتال یہی ہو  
ان آنکھوں کے لڑنے کا حال یہی ہو  
نہ ترش نظر پر ہو مشکل یہی ہو  
مے غسل کا گھاٹ قائل یہی ہو

<p>بہت قرب او بعد منزل ہی ہو  سنا ہوگا استادِ کامل ہی ہو  کمرے جو جگہ دلیں وہ دل ہی ہو  تو کہتے ہیں اب خواہ منزل ہی ہو  نہ چلنے سے طر ہو وہ منزل ہی ہو  زبان سے نہ کچھ نکلے مشکل ہی ہو  ارادہ مرا حضرت دل ہی ہو  مرا اندون مشفق دل ہی ہو  بطیعت نہیں گتی مشکل ہی ہو</p>	<p>نہ پونچھیں تو مر جائیں راہ طلب یزد  دل غمزدہ کو نہ پٹی پڑھاؤ  نذکیو حقارت سے اسکی طرف تم  ستانے کا شکوہ جو کرتا ہوں آنسو  روہ عشق کی سختیاں یہ سنی ہو  سب پوچھتے ہو مے رنج کا تم  رو کعبہ لین اب رو دیر چھوڑیں  غم یار کی عسر زیادہ ہو یا ز  غزل گوئی آسان ہو لیکن کین کیا</p>	
	<p>مجھے دیکھ کر اہلِ موت یہ بولے  بھریے احدِ پسلی منزل ہی ہو</p>	
<p>مکھوٹنے کی فقط یا رسے حسرت ہی ہی  تکھو ایجان جہان ہمسے عداوت ہی ہی</p>	<p>عمر بھر مجھے پھری یہی قسمت ہی ہی  لاکھ کین تنے ہمت کی یہی راہیں لکیز</p>	

<p>کیا کرین اگلی سی اپنی نہ طبیعت ہی ہی  آینہ رویو کو جب دیکھو کہ ورت ہی ہی  منہ دکھانے کی نہ اٹھتے صبرت ہی ہی  اک ناک پر مری تاعمر طبیعت ہی ہی  سر پر اک وز مے اک نہ اک آفت ہی ہی  اس جنا پر بھی مجھے آپسے آفت ہی ہی</p>	<p>ماڑیجا بھی اوٹھائے تھارا ایجان  لاکھ ہم نے صفائی سے مے بھی لیکن  بندہ ہو کر کے کسی بت کے خدا کو بھولے  لاکھ چاہا کہ چاہینگے کیسا ایجان  عاشق کیسویچان ہوں جسے ایجان  آپنے گرچہ مجھے صد مہ بجا بھی دیے</p>
---	--

اکے آغوش تنائین نہ بیٹھے وہ صد  
خوبی بخت سے تاعمر شکایت ہی رہی

<p>کیا وہ نہ آئیگے تو قضا بھی نہ آئیگی  اب نیکے بو سے ترافت بھی نہ آئیگی  ٹوٹے گا اس طرح کہ صد بھی نہ آئیگی  چھیرو نگا میں تو شرم و جا بھی نہ آئیگی  افسوس بے زلف تو بھی نہ آئیگی</p>	<p>کتے ہن وہ کہ میری بلا بھی نہ آئیگی  سننے ہن اہ کو چہ کاکل کی بندہ ہو  اک وز اپنا شیشہ دل سنگ جود  نام خدا شباب ہوتے جاتے ہن  قدغن یہ ہو کہ باد صبا کا نہو گذر</p>
---	--



<p>ان غالموں کو یادِ جناب بھی آئیگی      سڑک ہلکے تیغ ادا بھی آئیگی      کیا اذکوبادِ میری فاجہ بھی آئیگی</p>	<p>کچھ غم نہیں ہر جان کے جائز غم بڑھ      قاتل نگاہِ لطف اگر ہنسے ہو یہی      پختائینگے وہ ہاتھ کو ملے سے بعد</p>
<p>ادانگی طرح سے روٹھ گئے یہ بھی او ا حد      پیغام لیکے بادِ صبا بھی آئیگی</p>	
<p>نیرم نو بہاری پھر گئی آ کر کے گلشن سے      غبارِ خاطرِ فرحتِ بینِ کلابکے گلشن سے      نکل آئی ہو موجِ بے گلِ جبکہ کے گلشن سے      صبا کیون خاکِ اوڑا تھی آخِ نشِ کلی ہو گلشن سے      سلامِ آخری کہنا صبا یا رانِ گلشن سے      جلائے آیشان بھی آتشِ کھلے گلشن سے      چلی آتی ہو موجِ بے گل بھی آج گلشن سے      چڑا کر دم کو اپنے بے گل بھاگی ہو گلشن سے</p>	<p>ہوا نکلی ہو عنبرِ بیزہ اوس گل کے دامن سے      گیا تھا میں پڑ کسبے ت پر یہ شومی ہو      تننا نکست زلفِ دوتا کی تھی جو بھو لو نہیں      پھری صبا د نے پھری مگر حلقومِ بلبل      اسی رانِ قفسِ راہی سو ملکِ عدم ہونگے      مزا کیا ہوا اگر تنہا جلی او بلبلِ مالان      تری زلفِ دوتا کی تیغ نے یہ گل کھلائے ہیز      تھائے گیسوِ مشکین کی نکست جس گھڑی نہی</p>

<p>صبا بنکر کے آئی ہو میسا آج گلشن سے  ہم اور سیر چین باز آئے اس گلشن سے  طلسم دیدہ حیرت بنے ہیں سیر گلشن سے  خدا جانے صبا کیا کلمہ لکھائے گلشن سے  سے کو ناما مرقد کا کچھ دیوار گلشن سے  بہارِ بلخ مل لے اور بھی روز گلشن سے  بہارِ بلخ گھبرا کر نکل آئی گلشن سے</p>	<p>اسیرانِ قفس کو پھر دو بار از مذگی بخشی  جو گل کھائے ہیں اس گل کی محبت میں کاغذی ہنر  بدھو دیکھو او و حرا ک قدرتِ صانع نہایان ہنر  خزان آئی نہیں تا ہم پہ کھلائے جاتے ہنر  کہا صبا دسے بلبل نے رو رہ کر مئے دم  خزان آخر چلی آتی ہو لیکن کھو لکڑوں کو  وہ بلبل تھا قفس میں میسے مر نیکی خبر شکر</p>
---	---

نوجوب پاس وہ گل تو بھلا کیا لطف ہوا  
بہلتا ہو کہیں اپنا احد دل سیر گلشن سے

<p>نکل آئے ابھی قمر کی صورت کی گونج سے  اسیری روئی ہو کیا کیا پیکر طوق گونج سے  لگا کر تیغ پہنایا قاتل سیری گردن سے  نکل آئی ہو آب تیغ قاتل نکلے گردن سے</p>	<p>تنہا اسیری گر کے خواہش مے تن سے  جنون جسم چھٹی ہو روح نہی جس تن سے  نہ مجسا عاشقِ جاہلانہ پیدا دوسرا ہو گا  گلاؤں روح کی دیکھو لگا کر تیغ جب کبھی</p>
--	--

<p>غضب کی سخت جانی ہو نہیں جوتل ہو باز  بوقت قتل وحشت نے مجب وحشت دکھائی ہو  یہاں تک سونے ہیں اور مج خوبی کی محبتیز  جو کیفیت کسی تھی ایک دن بخانے میں نپا  جھکے گرہو دشمن تو مجھ جاتے ہیں ہوس سے  رہائی پر خون برسوں ہا دھتا اسیری کا  بوقت فوج ہنتے ہیں ہا سے زخم یہ ڈر ہو</p>	<p>پٹ جاتا ہو جھلا کر کے قاتل مہری گون سے  گر یہ بان قضا کو پھاڑ کر نکلی ہو گردون سے  ملا ہو حلقہ گرداب دریا طوق گردون سے  صد اقل کی اب تک آتی ہر شیشے کی گردون سے  جو دیکھا تیغ میں خم تو لگا یا اپنی گردون سے  ہمیں سمجھا کیے قیدی نشان طوق گردون سے  نخل آئے نہ اچھو بنکے آب تیغ گردون سے</p>
--	--

انہیں اونکو محبت تو احد آخر یہ پھر کیا ہو  
میں رونا ہوں تو ہنس کر وہ لگا لیتے ہیں گردون سے

<p>نہ سمجھا دوست مجکو جا ملا اوس شوخ پر خون  شب مہتاب میں ہنس کر کے یہ شوخ کتا ہے  بنان آیا دانہ ملا گردش ہوئی حاصل  میں سنتے ہیں خج دیہ گالیان ہم چھیر کر ڈو</p>	<p>خدا اس دل سے سمجھے گیا یہ کیسے دشمن سے  تا شاہ دیکھے کو ذمی ہو بجلی سے کے نرمن سے  مجھے آتا ہو چکر دانہ رزق میں سے  مزاج ناز کو ہم پوچھتے ہیں اونکے جو ہیں سے</p>
---	--

بوقتِ شانہ رخ سے نہیں ہتی ہوزلف کی  
 سمجھو واسنِ نظارہ جنبشِ چلبے ورنہ  
 وہ ناکامِ متنابغِ عالم سے گیا ہونین  
 جو ایذا غیر کی چلبے وہ خود گردش میں پڑتا ہے  
 تو اضحِ لاکھ دشمن سے ہو پر نافل ہوا ہر دل  
 بتائے پاس آنے میں یہ ڈر فرطِ حلیے ہو  
 ضرور اوس تہسوارِ حسن کا ہو گا یہ دیوانہ  
 کہا تک آخرش عصیانِ نمازِ آخری پڑھ لے  
 غضب کی تیرہ بجتی ہو جو کھینچن آن دم بھر کر  
 سلامت کو چہ کما کل سے پھر کر آ گیا اول  
 بزرگ آسا گھر بیٹھے روزی جگھولتی ہو  
 جنالِ غائبِ بربادی سے تھا جو نکلتے دم  
 پس مردوں بھی باقی ہو اثر یہ ناتوانی کا

کنارہ کر رہی ہو ظلتِ شبِ وز روشن سے  
 چراغِ زندگی ہو جائیگا گلِ باد و گل  
 مری افسہ گئی ظاہر ہو میری شمعِ روشن سے  
 یقین جسکو نہو وہ پوچھلے سنگِ فلاحت سے  
 خمِ شمشیر کا مطلب ہے تسلیمِ دشمن سے  
 نہ جھانکے مردم دیدہ کہیں کئی چلبے سے  
 مہ نو کا بنے گا طوقِ اکدن نعلِ توسن سے  
 وضو کر کے دلِ نادان تو آبِ تیغِ آہن سے  
 نخل آئے دھوانِ ایجان چراغِ روز روشن سے  
 خدا کا شکر کرا چھا بچا تا ہو سے دشمن سے  
 خدا بھر دیتا ہو منہ دانہ رزقِ حسین سے  
 پتھر روح کیا کیا روئی ہو غلظتِ تیغ سے  
 کچھ اوٹھکر بیٹھے جانا ہو گیو لاپنے دشمن سے

<p>وہ ہونین نہم دل جا بک بیان تذکرہ کیا ہو احد تکلیف ہوتی ہو مجھے کلیف دشمن سے</p>	
<p>عزل گوئی نہیں اپنی احد جا دو بیانی ہو تعلیق و لگو میرے ہو جو چشم شمشیر پر ہے</p>	
<p>کل آئے اچھی خورشید محشر تھے روز سے بنایا ہو قفس صیا د نے شلخ نشین سے وہ ان اک نام کے نکلیں گے تتر ایک مدفن سے کبھی غفلت ہو دل چاہیے پہلے دشمن سے ہر آنکھوں کو ملے ہیں نشانِ نعلِ حق سے چلے آؤ بچھکتے کیا ہو تم فرکانی چلن سے صلے مر جا آتی ہو اب تک اپنے مدفن سے تو بھلتے ہیں دل کو نالہ زنجیر آہن سے بہت تنگ آگے ہیں اندون اپنے جوبن سے عیان ہو طور کا شعلہ چراغِ زیندگان سے</p>	<p>کہیں جھانکے جو تو آکر پریر و اپنی چلن سے نہ بجائے رہائی کی تمنا تا اسیر و نین بکھیرے قصر و ایوان کے لیے بان زندگی میں کھل کر تھے پہلو سے ہوا ہو ہنشین او سکا سو صحرایہ کو نسا خوش چشم آیا تھا جو آنا ہو اٹھا کر آنکھ کے پردہ میں آ جاؤ کیا ممتون منت اس قدر شمشیر قاتل نے صد پازیب کی ہکو جو یاد آتی ہو دنیا نہیں بھولے سجاتے ہیں خوشی سے اپنے جانی چھاؤ لاکھ مند دامن سے لیکن چھپ نہیں سکتا</p>

<p>خدا شاہد ہو شکست پوچھ لو اوس شوخ پر فرسے  خدا محفوظ رکھے مجھ کو اہل بلوغ کے دشمن سے  نکل آؤ نگا خون نیک کے کہ میں قاتل کے دامن سے  تا شاہد کہ جاگی ظلمتِ شب روز روشن سے  فرشتے آنکھ مجھ جاتے ہیں اگر کیسے دامن سے  کڑے نکلے کر دی سسکے ہم زنجیر آہن سے  قتیلے میں جلن ہوتی ہو زیادہ حرص و عن سے  عجبات تھی جب قاتل جلا تھا جسے مدفن سے  وہی سمجھے گا جو وقت احد ڈھول بس فن سے</p>	<p>ہماری آرزو سے دل نکلے وصل کی تہی بھی  خرابی کی مری ہر دم یہ دل باتیں کھاتا ہو  چھپے یہ خونِ ناحق حشر میں مکن نہیں بنا  نہیں ہلکے رخ سے پشت پر یہ آگے لگے گیو  مجھے تر دامن پر بھی اسے ناصح یہ رہے ہو  جو ہم زما نیون کا امتحان اُونے لیا اگر  جو ہیں طامع او نہیں جن سوز و غم دولت کی حاصل  تھی حسرت کچھ اوسے کچھ قتلِ ناحق کا تصور تھا  کل و بلبل نہیں اشعار میں اپنے فقط مضمون</p>
--	---

کیونکر شاعری کو ناز ہو دم سے احد سے

فصاحت اور بلاغت جگر حال ہو کر کہیں

منازک پہ لایا ہوا ہونا کہہ کر دیکھے  
منہ توڑا لکھنے میں بندہ پرورد دیکھے

خاک کو پھر رہے گا پہلے حال مضرت دیکھے  
کسکے آغوشِ تنہا میں سہے ہر دات دیکھے

پھنکے دلِ لافونین اونکے دیکھے کتا ہو کیا  
 چھوڑ کر زلفِ دوتا کو رخِپہ کتا ہو وہ شوخ  
 بے سبب بھی تانہیں ہونِ خجی قسمت ہو یہ  
 گوش تک پونچا سینون کے بڑھایہ مڑ  
 صاف دل ہر نیک بے کو دینے بیگ  
 اسطرح چٹمک ہو آنکھوں نینِ طلائی رنگ سے  
 جائے گا بیٹھے یہ آخری دیدار ہو  
 تو وہ ہو صیاد تھے صید اکثر دھوپ تڑ  
 قیدی زلفِ دوتا شاید چلے سے عم  
 میسے مرنے سے رقیبوں کو ہوئی ہو یہ خوشی  
 نکست زلفِ دوتا تک لٹا لانی ہو  
 چلو پاس آبرو ہو وہ اونگتے ہن کمان

سر چڑھا ہون کسکے میں ہر اقدر دیکھے  
 شب کے پردے میں سا بیاضِ صبحِ موزر دیکھے  
 بنگئی ہو گردشِ تقدیر چکر دیکھے  
 گوشہ تجرید میں رہ کر کے گوہر دیکھے  
 خانہ آئینہ میں مہمان ہو کر دیکھے  
 جسطرح اڑتے ہون دو مجلسِ بزر دیکھے  
 ہون سبابِ بحر کی صورت میں دم بھر دیکھے  
 سایہ کرتے ہیں اپنے پر سے بچر دیکھے  
 خانہ زنجیر میں ہو شورِ محشر دیکھے  
 عید کا سامان نظر آتا ہو گھر گھر دیکھے  
 اسی صبا اسکا ہو سہرہ تھے ہی ہر دیکھے  
 موج کب دیتا ہو آخر آب گوہر دیکھے

ایوا احد جاتا نہیں کہ ہم پہلی منت کا تھا

را دن سینے پہ یہ رہتا ہو پتھر دیکھیے

کو چہ کاکل میں جاتے ہو تو ہتر دیکھیے  
 تا توانی کے سبب پاؤں بھی اٹھتے نہیں  
 بیٹھ کر پہلو سے اپنے اوتھکے تم روٹھکر  
 عشق بت یادِ خدا فکرِ معاشِ دنیوی  
 تھا وہ قیدی جیسے دم تک تم غمِ نازن بھی  
 لاکھ ڈھونڈھے آپکے مانندے کا نہیں  
 مانا میں نے شوئے رفتار نے مارا مجھے  
 بل کی ہر دم عاشقِ جاہل سے لیتی تیر  
 ست لے ڈھاؤ یہ پھر گر کے اٹھنے کا نہیں  
 کشتہ دل ہو نہیں گردابِ غم میں سبب  
 اغیارِ دلیں جگہ مناس کو میں پر کیا حصول

حضرتِ دل آئیے گا پھر بھی پھر کر دیکھیے  
 حلقہ نقشِ قدم ہو جس کو نگر دیکھیے  
 زنگینی تقسیمِ پانی ہاتھ مگر دیکھیے  
 عمر دو روزہ میں ہیں یہ بار سر پر دیکھیے  
 حلقہ ماتم ہو اب زنجیر کا گھر دیکھیے  
 شمع لیکر ہاتھ میں خورشیدِ محشر دیکھیے  
 خون ناحقِ آخرش ہو گئے سر پر دیکھیے  
 سر چڑھی ہو آپکی زلفِ معنبر دیکھیے  
 کعبہ دل ہو تو اسد کا گھر دیکھیے  
 دے رہی ہو گردشِ تقدیر چکر دیکھیے  
 تر نہیں رشتے کو کرنا آپ کو اہر دیکھیے

خاک چھانی ہو جو اک مہر کی لفتین جلا



پاؤں کے چھالے ہیں اپنے مثل اختر دیکھیے	
یون نہیں ممکن کہ تیرے انور دیکھے	پہلے منہ آئینے میں خورشید محشر دیکھے
تیرے دانتوں کے مقابل ہو جبے بازار میں	آبرو پہلے تو اپنی آب گوہر دیکھے
سرفروشی کے لیے حاضر ہیں سائے سرفروش	تیغ قاتل سے کو اب اپنا جوہر دیکھے
پھر نہ تڑپے دم بخود ہو جائے اک سکتا تھو	بیقراری کو مری گر صید مضطر دیکھے
ہو زمین شعر کو رتبہ فلک کا واحد	
اپنے دیوان میں ہر اک نقطے کو اختر دیکھے	
تقریباً دہائی پندیر جناب مولوی محمد کریم بخش صاحب فہمی کلکٹر مرزا پور رئیس شہر وہلی	
<p>احمد الاحد الذی لم یکن لہ کفو احد۔ واصلی علی حبیبہ الذی لاشبہ لہ ولد۔ انسان عبید الاحسان کا اقتضایہ ہو کہ یہ کوئی احسان کرے تو ہم اوسکی خدمت کریں۔ ہکو کوئی راجت ہے تو ہم اوسکا شکر یہ ادا کریں۔ میں بچھا ہوا تھا کہ مولانا صاحب اللہ صاحب تشریف لائے۔ ایک کتاب مولانا کے ہاتھ میں تھی میں نے پوچھا کیا ہو مولانا نے وہ کتاب میرے ہاتھ میں دیدی۔ دیکھا تو مولانا کا دیوان اردو ہے۔ میں نے اوسکو پڑھا اور مسرت حاصل ہوئی اوس مسرت کا شکر یہ ادا کروں تو کفرانِ نعمت ہو۔ سب سے پہلے جو خوشی اس کلام کے دیکھنے سے ہوئی وہ طبیعت کے جوشِ آمد سے تھی۔ کلامِ بحر کہ ایک دہلیسے زخا کی طرح جوشِ بین روان ہو۔ ایک ایک زمین میں کئی کئی غزلین اور ایک سے ایک بڑھ کر۔ پھر رضامین آفرینی اور نازکِ جنالی بہمان احمد۔ جو دت ذہنی اور امتداد کا ہر ایک مظاہر ہو تا ہو۔ اگرچہ مولانا کی</p>	

عمر تحصیل کمالات فنون عربیہ میں بسر ہوئی ہے اور مسطق و فلسفہ و ریاضی معانی و ادب فقہ و طب خلاصہ یہ کہ منقول و منقول میں شہرت حاصل ہے لیکن نظم و شرفازی اردو میں بھی وہ مرتبہ عالی حاصل کیا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ تینتیس سال کی عمر میں اس کمالات کا جامع ہونا ہزاروں بلکہ لاکھوں میں سے کسی ایک کو نصیب نہیں ہوتا ہے۔ ذوالکمال فضل الشریف تیسرا ہے۔ اب اگر مولانا کی شان میں یہ کہا جائے کہ وہ اپنے زمانے میں یکتا ہیں۔ تو اس پر یہ کہ یہ شاعرانہ بیانات تصور کیا جائیگا۔ احد تخلص کتنا موزون ہے۔ اور مولانا کی عمر اور فنون عربیہ کے کمالات پر یہ سائنس کے اردو شاعری کہیں تیسرا ہے۔ اب اگر مولانا کی عمر اور فنون عربیہ کے کمالات پر یہ سائنس کے اردو شاعری کہیں تیسرا ہے۔ اب اگر مولانا کی عمر اور فنون عربیہ کے کمالات پر یہ سائنس کے اردو شاعری کہیں تیسرا ہے۔

تقریب جناب عبدالرحمن صاحب فریغ متوطن جاننظا آباد و عرفی سبلی بیت حال کوٹ نیکو شہر مریزا پور

پرستاران شاہد وہم و خیال شعرا۔ و نظار گیان حسن جمال صورت و منی کو مژدہ ہو۔ کہ شاہد شوخ مزاج سرا پانا زمین  
دیوان معجز بیان مولانا محمد عبدالاحد صاحب احدآہ آبادی کا بصداد و ادنا زبر سر جلوہ ہے۔ چشم ظاہر نازنینوں کا  
تذکرہ۔ اور حقیقت و ستور اہل شعرا۔ اس دلبر رخا کو گلشن گلہا سے راز و نیاز اگر کیسے تو بہت بہا ہے۔ یا مینا نہ سہا ہے  
ناز و انداز قرار و بیجے تو نہایت زیبا۔ گلزار سخن میں بلبلوں کی زبانوں پر ہر سو یہی صدا ہے کہ ان نخل کہ ارد  
چشمہ جان رستہ کہ گشت ستارہ وین خطا کہ وہ یاد و مہجر کہ نوشت ستارہ ہر سطر و لفظ ایک نخل ہے خیالات نگین کا  
اور ہر صفحہ گلشن ناز و بہار ہے مینا میں کا۔ ہر بیت مثل بیت ابرو سے مہ جینان بلند مضمون۔ اور ہر مصرعہ بیان  
قد محبوبان موزون۔ سر سے پانک ہر مقام پر ناز و کرشمہ سرگرم جلوہ فردوسی۔ اور انداز و عشوہ مشتاق ہم آغوشی  
سے زعفران تا قدمش ہر کجا کہ می نگرم کہ کرشمہ دامن دل میکشد کہ ہا اینجا ستارہ شوشی ترکیب و جہتی بندش و خوبی  
ریان لطف و عتاب وضع استمارہ و اسلوبی کنایہ ما شام احمد۔ اس شاہد طراز کے مشاہدے سے جناب سودا کا  
سودائی ہو جانا اور حضرت آتش کا آتش حسد سے جلمانا اگر موجود ہوتے تو بید نہ تھا۔ میر و میرزا ہی جو سوز و آ  
ریشہ تھے اگر نصف ٹھہرائے جاتے تو اس کلام فقر نظام کے مقابلے میں اپنے کلام کو کیا کہتے۔ اس عہد میں اگر

شاہ نظر ساقدر دان ہوتا تو ذوق وغالب مومن خان کا کوئی پرسان نہوتا۔ جاے غور ہو کہ تھلے کو دریا اور شہرے کو آفتاب بنا۔ ہر شخص کا کام نہیں سخن سخن اور دشمن اور دشمنان انصاف پسند اگر انصاف کو ہاتھ سے نہیں تو گویا عجز میں گفتگو کریں لیکن سحر کے قرار دینے میں کچھ تامل نہیں کر سکتے۔ جو شاعر تقدیر اس برینتہ کی کہ ایسے سخن کی زبان سے آشنا۔ اور ایسے حسان زمان کے میانین جلوہ نہا ہی۔ جناب احد کو اسم ہائے شاعر مکتا قرار دینا کیسے صحیح شایان نہیں بلکہ کسر شان ہو۔ یہ وہ وجود باجوہ ہو کہ جہاں فصاحت و بلاغت کو اپنی رسائی پر تیار اور علم و لیاقت کو فخر و اعزاز ہو۔ جب سحر بیانی اور آتش زبانی خود شاہد حال ہو۔ تو کسی کی شاعریت کا کمال خیال ہو سچ ہو کہ ناقدر ذاتی زمانہ نے نغمہ طرازی اور سخن پرداز می کو سزاوار گریہ و زاری بنا دیا ہے۔ تاہم یہ سار ہزار آہنگ فرود ساز ہے۔ کہ جس نغمہ کا گوش دل دماغ شنوا ہو۔ اوسکو ویسا ہی حظ وائدہ ہو جاتے تھے چاہینگے اور پہانے والے پہانینگے کہ مولانا احد کی توجہ نے اردو سے سلی کی توفیق کو کس قدر بڑھایا اور سینے کی آبرو سے کیا پایا ہے خود آتش دل آرزو مند تو یہ ہے کہ یہ دلبر پیشال و مراز نظر غیر اپنا ہی منظر و نظر و خیال رہتا۔ اور بخلاف اسکے شان مشوقی اور صفت و لربانی کو ہر دل عزیز اور ہر جانی ہونا موجب کمال تھا۔ اس اجتماع ضدین سے بین دم بخود کہ سرکار سن و حال سے یہ حکم آیا کہ نازنینوں کا فرمان ناز بردار و نکاح ایام ہوتا ہے اور فروع نیا دکیش تکبہ کرمت سے ولادہ نمودار ہوا ہے پھر تسلیم و رضا چارہ نہیں۔ عرض کر کہ۔ رضائے ماہمہ آنست کان رضائے شہاست۔ لہذا دست بدعا ہوں کہ باریب اس نازنین پر کچھ کو مطبوع جلا نفع جان و جہانمان اور مقبول طہاسر و لہذا کان ہولربایان کیسیو۔ اور حاسدون اور نکتہ چینی کی نظر سے محفوظ اور مصون رکھیو۔ بالنون والصاد فقط

تقریباً و پذیر خباب لوی کریم الدین صاحب ساکن مرزا پور شاگرد مصنف منظر

محمد بن ہر خلق البرتہ۔ و افاز علی الرجب العلیہ۔ و قافل علی اللہ راج السنیہ۔ و تاجا بالانجری السنیہ۔ و ادوا  
الی حق اللہا اتی لیس پر امن اللہیہ و العلیہ۔ و اعطایہم شہرتہ۔ و صلواتہ لمن اسری منسری اللہایہ الصغیرہ

وسبح نضرہ علی مسلح الدعوة الرضیة۔ وسلاماً علی آلہ واصحابہ الذین ہم شادوا والعقوال الدیة۔ اما عدشاقون کو  
 مژدہ ہو کہ نازک خیالی کا آئینہ۔ نظارگیان معنی کا جمال۔ از خود فنگی کا تمغا۔ مضمون آفرینی کا قبالہ۔ صفائی کا جام  
 بہمان نا۔ مسالہ نگاری کا صحیفہ۔ رنگ عاشقانہ کا لطیفہ۔ معانی آفرینی کا مجموعہ۔ مجموعہ سخن کا شیرازہ۔ مجنون طبع کا  
 مذاق۔ فرہاد منشونکی چاشنی۔ دید یاران انجمن سخن کا نور۔ نزاکت کے ٹپے کی تپلی۔ صفایان کا سرسہ یعنی دیوان  
 مولانا و استاد نامولوی محمد عبدالاحد صاحب مخلص کا طیار ہوا۔ سبحان اللہ کیا کیا نور دیدگان معانی آغوش الفاظ  
 میں بازی کر رہے ہیں۔ دہریز ادان معانی بنگاہ دزدیدہ بھر دیکھے سے نظم کے جھانک رہے ہیں۔ شاہد نزاکت معنی کی  
 کمر بار الفاظ سے جھکی جاتی ہیں۔ ہوشان شوخی آب از دیدہ رفتہ ہو کر بند شوخی چلن سے سز کا لگر گلابانگ سرفروشی  
 کر رہے ہیں۔ ایک ایک مصرعہ پیچیدہ کی وقت میں ہزاروں عرفی و عاقانی ایسے نا بیچ غیرت میں مبتلا ہو کر  
 یہ سچا بیچ حیرت میں بیچ کھا رہے ہیں۔ اور ایک ایک بیت کی تحقیق میں سیکڑوں فردوسی و انوری ایسے گھر  
 بھول گئے ہیں۔ ہر ایک غزلوں میں وہ تروتازگی ہیں کہ دماغ چوہین سے عطسہ ریزی کراتی ہیں۔ آیشانہ  
 الفاظ پر طیور معانی کا باقرینہ بیٹھا مکان و کین کا رابطہ ہو۔ ناظرین کا استبعاد مصنف یعنی مولانا صاحب کے  
 کچھ حال سننے سے جاتا رہیگا مولانا کا ادنیٰ وصف یہ ہو۔ کہ ان علوم متعددہ یعنی معقولات و منقولات و  
 فن شاعری و کتابت و نیز دیگر علوم میں ایسا دسترس رکھتے ہیں کہ اوکے بیان کی سکوت و رزی عین پایہ  
 شناسی ہو۔ ذرا دیکھیے انصاف کیجیے اعتساف چھوڑیے کہ باوصف حادثات سن و عواقب زمان ان علوم میں  
 یہ طولی رکھنا۔ طوق بشری سے بید ہو۔ الا ماشاء اللہ ان باتوں سے حساد کے شعلہ جھرنے اشتعال پایا ہوگا۔ مگر  
 ایسا ہو کہ حساد و محسود کی نسبت سمجھ کر ناظرین حق و باطل میں تیز کر لینگے حق مولانا صاحب اس زمانے میں  
 اون تیز یافتون سے ہیں کہ اگر کوئی اونکی ہم نیگی کا دعویٰ کرے تو او سکا ادعا محض ہو۔ و علی ہذا  
 دیوان مولانا مدوح کا اور دواوین کے مقابل میں یہی نسبت رکھتا ہو۔ مولانا مدوح کے حق میں جو تہا  
 کسی گئین ہیں اونکو اطرا دو عراق پر محمول کرنا میری دانست میں بڑی ناوانشکی کی بات ہو فقط

## تقریظ و پذیر جناب مولوی محمد امین الدین صاحب لکھ آبادی برادر عزیز مصنف و مضمین

نغمہ سرائی بلبل طبیعت کی شانسا رنگش معنی پر شان میں اوس خالق لکبر کے زیبا ہو کہ جس نے ہمارے لوحِ سمانی کو دام فکر و خیال نگہ سجھان و دقیق رس و معنی پر درازان عیسیٰ نفس کے پھنسا یا۔ اور ترانہ سنجی عند لب فکر کی گلزارِ پیشہ بہار سخن میں شاخ شبر گل مضمون پر حق میں اوس پہرے کے روا ہو کہ جس نے چرخِ طبع و دایت کو روشنی میں رتبہ شمع طور کا بننا۔ آسمان اسد کیا کیا صنعتیں اور قدر تین کا ملاو سکی ہیں کہ کہیں قطرے کو دریا اور کہیں فے سے کو آفتاب بنایا۔ اور ملکات و اہلکے اذات میں نوع بشر کو اشرف المخلوقات کا رتبہ عطا فرمایا اور حقیقتِ نقصان سے اوج کمال پر ایسا پونچھایا کہ عقل اول کا مایہ اور اک باوجود حصول کمالات پہل اور مرتبہ قدیم با زمان کے احصاء کمالات انسانی میں مستحق تبار سائی ہو سچ ہو انسان ضعیف البیان نے طبیعت خدا داد و پائی ہو۔ آرزو نگاہ ذات بابرکات و خواہ مخوم برادر کرم ہو۔ کہ جسکے سبب سے پہل کمال انسانی کو صد گونہ ماہ نامہ ناز کا حاصل ہو۔ علوم مقبول و منقول میں وہ یدِ طولی رکھتے ہیں کہ اگر کوئی اون سے ہم تنگی کا دعویٰ کرے تو سولے خطبات و کلام کے اور کیا کہنا چاہیے۔ خلاصہ یہ ہو کہ نعمتات روزگار سے شمار کیے جاتے ہیں۔ ماورہہ کر و اونکے سبب سے ہزار حصہ ماہ نامہ ناز میں حاصل ہو۔ کسی منصف مزاج کو ادنیٰ یکسانی میں گفتگو نہیں۔ لیکن اگر کوئی حاسد بدچہرہ حسد اور رشک سے زبان کھولے اور سکا جواب کیا۔ قاصدے کی بات ہو کہ لوگ اکثر اہل کمال کے پیچھے پڑتے۔ چلے آئے ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہو۔ کہ جسپر خیال کیا جائے۔ علیٰ ہذا القیاس فن طبابت میں بھی وہ مرتبہ تھا پایا ہو کہ جالینوس و بقراط زمان ہیں۔ یوم سہائی رکھتے ہیں۔ نسخے میں تاثیر و عجاز ہو۔ فن شعر و سخن میں عربی ہو یا فارسی یا اردو وہ کمال حاصل ہو۔ کہ شاید تقدیر میں اور متاخرین میں سے کسی کو یہ رتبہ ملا ہو۔ یہ دیدارِ اردو جسکو محض بے توہمی اور عدیم القریب کی حالت میں پاسِ خطِ بعض اجاب کے مرتب فرمایا ہو۔ دلیل ہو اسبات پر کہ نازک خیالی اور مضمون آفرینی اور حسن بندش اور صحت الفاظ اور چہ چارچاپ

اور رزم و کناہ اور چھڑ چھاڑ عاشقانہ غرض یہ کہ جو باتیں شاعر و نگے و سطر لائق ہیں۔ وہ سب ایسے موجود ہیں جس طرح عجاہ اور شاکر دیکھیے۔ ایک بھرٹ حسینان اور پر نژاد ان معانی کا کس پرسانہ سہنی اور تے تکلفی کے ساتھ نظر آتا ہو۔ کہ نظر نگارہ کر شہد عشوہ بین میں ایک کیفیت چکا چوند اور حیرت کی چھا جاتی تو اُردو ت نگاہ کرد کدورت و کینہ سے پاک اور صاف ہو تو وہ جلوہ نظر آئے کہ حضرت لیان باوجود ناصر تھی زیادہ کے بھی جلوہ نظر نہ آیا ہوگا۔ حرمان جنتی کی شان میں گو حدیث صحیح میں یہ مضمون وارد ہو۔ تو ان امرتہ من نساء اہل الجنۃ طلعت لاصفات ما بینہما و نصیفھا علی راسھا خیر من الدینا و ما فیہا۔ لیکن میں یہاں پر تو نہ کہو چکا کہ اگر کوئی پر نژاد معانی سے عالم فطانت اور زیر کی کی طرف جھانک لے۔ تو وہ۔ روشنی اور جلوہ پیدا ہو۔ کہ کبھی خود رشید حسرت اور یرق طور نے بھی مذکبھا ہو۔ جس شعر میں مضمون ادا ہو۔ وہ ان پیشک خون قضا ہو۔ جہاں عشوہ یرد ازی اور معاملہ نگاری ہو۔ وہ ان عالم اور طلسم سحر سامری ہو جہاں چشم فسون پر داز کا بیان ہو۔ وہ ان خمانہ سنا است بر کب صرف صرف ستان باؤ روز ازل ہو۔ جو مطلع ہو وہ جام جہاں نما ہو۔ جو شعر ہو وہ پہلے شعر ہی ظہور میں ظہور مضمون ظہور ہی خطے راز و نیاز میں خطے خفائی۔ عرفی اور خفائی کو پہلے ہی ہونا مناسب تھا کیونکہ اس وقت اگر ہوتے تو سوا منقول اور نام ہونے کے اور کیا حاصل ہوتا۔ میں اہل بصیرت سے امید رکھتا ہوں کہ یہ باتیں یرری مبالغہ پر نہ محمول فرمائی جائیں۔ البتہ اس مقام پر یہ میں خسرو کہو چکا کہ یہ دیوان پیشک یہ بدین اور حاسد میں خار ہو اور نصف مزاج کی نگاہ میں گلزار۔ یا آئسی جبک دریائے سخن موج زن ہو۔ یہ دو شاہا ہمیشہ آویزہ گوش حسینان جہاں و سرما پے آبر سے سخن سنان سے آئین ثم آئین طاعت و عواا الھد مد رب الیسا

تقریباً جناب مولوی محمد بخش صاحب آہادی متخلص ہنگتہ شاکر و صفت طلحہ

مدد اسی خاتمہ قدرت کہ طبع مکتبہ پرور ہو  
فضائے گردشِ خاتمہ میں رقصِ برق مضطر ہو

باین امید عنوان حوصلہ اللہ اکبر ہو  
چرخِ طور صرف سطلہ نطقِ سخنو رہو

فلک کو رفت شانِ سخندان سے یہ چکر ہو  
 کہاں شایستگیِ مزوہ گوئی مجھے ممکن ہو  
 ہوا گلدستہ وہ دیوانِ جہان میں شہرت کا  
 مسرت خاطر دوران کو ہو ترتیبِ دیوان کی  
 زبانِ نطق سے گویا ہونشی بلاغت یوں  
 یہ جلوہ ہو خدا یا حسن تو شیخِ معانی کا  
 بیاضِ صفحہ پر جو بن ہو سطحِ آبِ حیوان کا  
 تماشے سوادِ سنبلِ سطرِ سلسل سے  
 یہ کسکے رشخِ ابر قلم نے دی بسا رابسی  
 حسینو کی ادا یا چستی بندش کا جو بن ہو  
 خانے عشوہ عشوق ہو شوخی عبارت کی  
 خدوبت استمار و کی باعجاز سخن پیدا  
 درکنونِ مضمونِ علو کی یہ درخشانی  
 شبِ خطین یہ جلوہ چہرہ پر نور معنی کا  
 روانِ صبحِ بزمِ جنبشِ ابروے خوان سے  
 ہو اس دیوان کی خوبی منصفو ایمان کی کہتا  
 ہوا یہ مایہ نفسِ سخن تقدیر سے حاصل  
 غبارِ عیب سے مطلق مبرا ہو یہ مجموعہ  
 مگر حاسد کو کیا سونجھے یہ ہو کس رنگ کا دیوان

تحیر کا ہی عالم عقل کل کی عقل ششدر ہو  
 مگر بسم اسد یہ احسان ہر اک اہل سخن پر ہو  
 رگِ گلہائے صفوت جہا ہر اک تارِ مسطر ہو  
 دیا دلدادہ مایوس کو بیغام و لبر ہو  
 کہ بیشک صفتِ دیوانِ قدرت اگانے باہر ہو  
 کہ خورشیدِ ضیاءے طور کا ہر لفظ خاد رہو  
 دمِ نظارہ چشم دید مقصود سکندر ہو  
 نمایان عالم سربستہ زلفِ متغیر ہو  
 کہ اس بیتان میں ہر ہر کاہ خطِ شک گل تر ہو  
 سخندان عاشقِ مضمون کا دل جبینِ سخن ہو  
 روانی جسکی رفتارِ بتانِ ناز پرور ہو  
 زلالِ خضر سے ملو کفِ عیسیٰ میں ساغر ہو  
 سزلے زینتِ تاجِ سلطانِ خاور ہو  
 دلِ ظلمات میں گویا فزغِ صبحِ محشر ہو  
 سر پر خواہ پیم ارقسام ز حشمِ خنجر ہو  
 کلامِ آتش و ناسخ کو بھی دیکھا تو اکثر ہو  
 پر اس سے سخنِ کجبتِ برگشتہ مقدر ہو  
 بزمِ باطنِ صوفی کہ یکسر نور پرور ہو  
 الف آواز کا چشمِ حسد کو نوکِ نشتر ہو

<p>ہمدانی زبان دانی فصاحت اور بلاغت میں کرسے افسوس اسکا مترض اپنی طاقت پر ذریعہ نام استاد احمد ہی فز و عزت کا بس اب خامرہ عالم کے بعد ہوتا بیخ بھی کفنی سے ہے چروٹھہ و گلش خدایا اپنے جو بن پر</p>	<p>صفت حق تو یہ جو کج اپنا آپ آہر ہو نہیں بسما صفت کا ستدان کون آہر ہو کہ شاگرد می کار تہ مجکو اسی نکتہ بیستہ ہو بیانِ وصف دیوان صرف ہست فزون آہر ہو گل خورشید سے گلزار جب تک چرخ اختر ہو</p>
--	---

تاریخ در فارسی

<p>چہ گلزار احسد رنگین ترین است قصا گفته کہ نغز تر نہ یم بضموش معانی آرمیدہ بیاریغ نظم گھما سے فصاحت چواتن وید کاین فرخ کتابت</p>	<p>بہارش رشک فزوس برین است قدر سریر زوہ فرمود این است برائے صید دلہا در کین است چرخ شبوئے بزلفِ عنبرین است گفتا گوہر قطبان زمین است</p>
---	---

ایضاً اور اردو

<p>چشم تصنیف جسکی گلران تھی تکر تاریخ کی ترافت نے</p>	<p>نکتہ دیوان اب جہادہ صیب گوش دل میں کہا کلامِ غریب</p>
---	--

تاریخ طبع از جناب محمد جان خان صاحب الہ آبادی متخلص بحیرت صاحب دیوان

<p>پہون مرتب گشت دیوان احمد</p>	<p>پیش ما آور و گفت لے یار سن</p>
---------------------------------	-----------------------------------



<p>بشنو از من موس و غمخوارین نغمہ سنج ای بلس گلزارین گفتش گو گلشن بچنارین <small>سلسلہ</small></p>	<p>انچہ کردم نالہاے دل خراش گر پسند آید ترا تو ہم بشو سال نظش از من حیرت پرخواست</p>
--	--

ایضاً در اردو

<p>مگر کانٹا برائے چشم بدہو پئے اہل سخن یہ مستندہو سخور وہ نہیں اہل حسدہو ذاقِ شعر سے وہ نابلدہو لکھا جائے مصنف کو یہ کہہو بسا رباغ دیوان احمدہو <small>سلسلہ</small></p>	<p>خیابان زار ہو یہ نظم رنگین ہزاروں ہی گلِ مضمون بین اسین ہنگامہ شوق جو اسپر نڈالے ہوا جسکو نہو اس پرستان کی مناسب ہو کہ اسکا سال تاریخ کو حیرت بقطعِ سرق زیاد</p>
---	---

تاریخ طبع از تاریخ انکا جناب مولوی محمد عبدالغفار صاحب متخلصین ایضاً کہ عظیم گرامر تالیف صنف مرقمہ

اور عربی

<p>یشیو الی انکھارتق قد صارت خیر القائل رؤفیل ویرقص تماکلا شد ذرا القائل واضع اعلی اقوالہ وانظرہ نظر القائل وارغب الی بذا یہ لائش تمنی القائل واکمل من و قد یشری کل العائل</p>	<p>یا قائل صنی بجز اللہ یا قائلی در الاءوب ہذا کتاب لوراعلی اہل الکمال بکاتہ یا صاحب ششم اشعارہ ششم الشوق بکاتہ لا تلتفت لہذا الی تنق شکات حسن مقالہ تسا علی من خذہ سقا علی من ذرہ</p>
--	--

تأرایت کلامه و انصرت حسن متناهی  
تاوی بصوت بهویر اضمیعه را با آفت

لمت الی تاریخه فارحش از رخ اکامل  
فا علم ضیا تاریخه روشن لاجبل العاقل  
سلسله

ایضا در فارسی

مرتب کرد دیوان را چون آستانه احد کیتنا  
و فو حسن او فارنگر حسن بتان گشته  
بیا س فاخره در بر کشیده حسن تریش  
وزد با و بهاری گر چه لیکن جعد شکینش  
یقین کردند از باب سخن کز بهر او آتش  
عالمشان او خود از کلامش میشود ظاهر  
بگفت شمشیر مضمونش به عالم سب بر آورده  
دو عالم با گفتارش از چمن پیشکش کردن  
اگر خوانم بگفتش شمه از حسن مع آو  
اوسه شهرتش ارد قدم بر گنبد گردون  
آله ای حاسد بدین دن کن پنجه غفلت  
خداقت را چه یزای خفانت را چه میرنی  
دلا از دام مع او ربانی که بود ممکن  
صنائع را که در نظم و بیت داشتیم مضمون  
از زبان هر صبح ثانی سبسی میشود ظاهر

بر سله و او بکشاوند مرغان چمن بهما  
رخش پر نور خیره کرد چشمان حسودانرا  
سر با شد کلامه لفظ او از زیور معنی  
نهاده از نکست خود بر سر او تلخ خجلت را  
سختو را بد و نازک خیال زیر کمانه  
بخار و احتیاج زینت شاد بر زینت  
در اقلیم معانی هست او گردنکش اعدا  
کجا آن گوهر کیتا بکجا این مایه ادنی  
رسد بر شاخ نظم نغمه غوان هم بلبل شیدا  
رسیده صیبت اقبالش کنون عطارم اعلی  
بیا بشنو گویش جوش مضمون نای نازک را  
گزاره که بهادی بر سر دیوان چنان کیتنا  
غرضها بیکه داری بر سر او کن زمان گویا  
ز حرف اولین بر شعردان است صفت با  
بود منت از حرف آخرین بر او اولین پدید

<p>وے از بہر فصلی امی ضیا گو مصحح کیت</p>	<p>حصول سال بھری از علق شائقان کوی</p>
<p>چہ خوش زبان شدہ از مولیٰ عبد اللہ صدیق ۱۹۲۳ء صلی</p>	<p>دیوان از حرف منقولی بجزت یکند اکنون ۱۹۲۳ء</p>

ایضاً اور اردو

<p>یا گلشن سخن ہو یہ خندان بہار پر یا نغمہ خوان ہو مرغ سخن شاخسار پر یا مازنین ہو کر سے زرین نگار پر یا بوے زلف ہستی ہو مشک تار پر آبادہ لکھنجان بھی ہو اس دم تار پر جیسے کہ خط سبز ہو رخسار یار پر اور نظم مثل پروین کے ہو کس بہار پر سبزے ہوں لہلہاتے لب جو بیار پر زندہ ہوں مرنے پڑھیے گراؤ سکو فرار پر قربان دل ہو اس سخن آیدار پر کیون شان ادب کی ہونہ بڑھی ہو نزار پر کر لے نظر تو اپنے کمال و وقار پر صرصر کا زور چلتا نہیں اس بہار پر حق گوہی ایک ہوتا ہو غالب ہزار پر نادان ہون کیوں نہ اس کرم ہیشار پر</p>	<p>دیوان ہو یا کہ شمس ہو نصف الظہار پر یا شلخ سرو پر ہو یہ قسمی ترانہ ریز یا جام جم ہو یا کہ کندر کا آئینہ عنبر ہو یا جمیر ہو یا عطر یا گلاب اسد سے سطرین ادب کی بہن کیا سہو دیکھ کر کاغذ سفید پر بہن جردن ایسے خوش نما انتر بہن نقطہ دانسے بہن مہر و ماہب بہن جد و لون کے گرد سطور ایسے جسطح مضمون عاشقانہ میں اوسکے یہ ہو اثر کسطح کی تلاش ہو کیسی زبان ہو صفا اسطح سے صفائی ہو جسکے کلام میں لب کوٹنے کا قصد جو رکھتا ہو پہلے وہ حادثہ کے رشک سے بجلا کیا خوف اوسکو جو خوشبوے مشک چھپنیں سکتی ہو سچ ہوتے ہو فیض ہے اویکے جو ہوں اسکاح خزان</p>
--	---

<p>ہو سید انام بھی ورقِ روزگار پر کسو اسطے ہونے بیٹھے درِ انتظار پر ہو بلغ یہ زمانہ میں ہر دم ہمار پر <small>شہدہ</small></p>	<p>تاریخ طبع کی ہر مجھے فنکار کیلئے از بہر سال عیسوی اہل قاف نے یہ کہا رکھو سر ہوس نہ ضیا لکھ دو بس یہی</p>
<p>تاریخ طبع از جناب مولوی محمد عبدالمجید صاحب فاساکن عظیم گڈھہ شاگرد مصنف مظلمہ</p>	
<p>ریشک وہ ہوشان بینائی یاقت شہرت بلکہ یکتائی در صفائی و طرز زیبائی ختم پروے شدت گویائی سینیش سپو در کیتائی <small>پہلے شاخسار دانا تائی تائی دوسرے سن ۱۳۰۲ء</small></p>	<p>چون علی شدہ بزبور طبع یعنی دیوان نادر و یکتا بے نظیر ابن شہرہ دو ادین ست چہیت دیوان ناسخ و آتش لفظ او مثل درج پُر گوہر پہ تاریخ گفت اہل قاف غیب</p>
<p>ایضاً در آردو</p>	
<p>دوست تو تھی جسکی تکو جستجو سیر کر لو آکے اسی فرخندہ غو دل ہی دل بین جوش کھانا ہولہ تو بارک ہو بر آئی آرزو اہل ظلمت سے کہ ہوا سکی جستجو تا گمان اہل قاف نے کی یہ گنگو</p>	<p>تو مرتب ہو یہ دیوان احمد شائق تو کیا یہ گل بے خار ہو غم سے سینہ ماردن کا چاک چاک دوستوں نے شاد ہو کر کہہ کسا راحتِ ارواح یہ دیوان ہو فکر جب تاریخِ ہجری کی پہنی</p>

<p>بخت کے سر کو بڑھا کر لکھ دیا سن مسمیٰ کا اگر ہو سے خیال</p>	<p>اب ہوئی دیوان کی شہرت چار سو سر ہر اک صبح کا ایک کھچوڑ تو</p>
<p>تاریخ طبع از جناب مولوی محمد سلامت اسد صاحب سیف ساکن عظیم گڑھ شاگرد مصنف</p>	
<p>ترتیب یافت اکنون این گلشن معانی مضمون شعر با ایش تا باقی چہرے خوبان ہر نخل نظر با ایش با طرز نو دیدہ از ہر سال طبعش ہا تف بہ سیف گفتم</p>	<p>از شاعری کہ مثلش کس نیست در زمانہ حادثہ چہ لب کشاید از بہر عیب و طعنہ ہرگز کسے ز دیدہ ز فیضان درین زمانہ بگداز فرق اختہ رگو اختر زمانہ</p>
<p>ایضاً در ردو</p>	
<p>مرتب ہو گیا دیوان استاد معلیٰ زیور مضمون سے ہر شعر صفائی مضامین جس نے دیکھی ہوئی جب فکر جس کو سال تاریخ سر زانہ گھٹا کر لکھ دیا سیف</p>	<p>مجبور شک وہ باغِ جنساں ہو یہ دیوان ہو کہ رشک ہوتاں ہو کہا بیشک یا یہ بوستان ہو کہا ہا تف نے کیا تیر نہاں ہو یہ کیسا عمدہ گلشن بیخندان ہو</p>
<p>تاریخ طبع از جناب مولوی عبدالحلیم صاحب مستخلص ندوئی ساکن حیدرآباد سند شاگرد مصنف</p>	
<p>ترتیب داد دیوان استاد من بولے چیدہ ز شاخا ایش گلہائے عیش شائق</p>	<p>چشم فلک زیدہ نے گوش او شنیدہ نشر پچتم جا سدا ز دیدتش غلیدہ</p>

	گوید چنانکہ گفت آن اشعار برگزیدہ ناظر شدہ مشارش و زجانِ دلِ گزیدہ بلغ ارمِ مزیب در گوشِ من رسیدہ ۱۳۳۵ھ		تازک خیال چندان باشد نہ کنجِ دوران مضمون آبدارش اشعار پر بہارش ذوقی چو سالِ طبعش حبتم ز ہاتفِ آنم	
ایضاً از محمد صدر الدین صاحب متخلص بہ قمر برادر زادہ مصنفِ امام فیضہ				
	کہ رشک افزائے فردوس برین ست برے شائقان چون نگین ست کہ طرے زیاد گارین ہمین ست شہنشاہِ دوادین گو ہمین ست ۱۳۳۵ھ		شہے دیوانِ اکنون شد مرتب بکامِ حاسدانِ گردِ یہ خطِ سل قمر چون سالِ طبعش نکر کردم سروشِ غیبِ الہامیہ گفتہ	
ایضاً در اردو				
	جسکا ہر اک شعر مثلِ گوہرِ تاباں ہے اور مضمون دیکھیے تو موجزنِ سلیب ہے دائری کا حلقہ بیشک حلقہ گرداب ہے یولاً خضر نیک رو دیوانِ نینِ خاقان ہے ۱۳۳۵ھ		کیسا عمدہ ہو یہ دیوانِ غور سے تو دیکھیے اوسکی ہر اک سطر ہین مثلِ خیابانِ بہشت ہو کمانِ جرات کہ ہو ہر شخصِ اعینِ غیبِ طرز طبع کی تالیف چہ سوچی قرینے دفعہ	
ایضاً از جنابِ لوی اصغر علی صاحب متخلص باصغر ساکن مینزا پور شاگردِ مصنف				
	یشود صدقہ سنبلِ سپان ستند چون بنا شد این دیوان		بر سلسلِ سطور این دیوان شاعری ختمِ گشتِ پر استاد	

چون نسا زویہ ساز نظر آ رہ بر لطیف الیانی و تحسیر مرجا مرجاز ہے طالع دوستانرا گلست مضمونش آسمان گردنت بجز نہاد باقف غیب گفت تاریخش	شاہدے است ہمدین بستان چون نیاید سلام از رضوان خوب مطبوع گشت این دیوان دشمنان راست خنجر بران گشت اصغر چو طبع این دیوان نغمہ راز با من خوش خوان ۳۳۳
--	---

## ایضاً در اردو

شاہ دیوان احمد کا ہجو دیوان دائرہ پر جو خط کے غور کرے بختے حاسدین آج یا اسد صفحہ پر آئینہ نثار کرے اپنے استاد کا چھپا دیوان اس روانی نظم پر صفر خوب مرغوب یہ کہی تاریخ	پھر دوادین کا کیوں نہ اغسر ہو اور بھی آسمان کو چنگر ہو تیغ کینے کی اونکے سر پر ہو پھر جو پیدا کہین کند رہو سینہ حاسدان کو نشتر ہو پانی کیونکر نہ آب گوہر ہو غنج مہر پھر نہ کیونکر ہو ۳۳۴
--	---

ایضاً از جناب لوی عبدلہ جان صاحب متخلص بطیب ساکن بہار شاگرد مصنف مظلوم

چہ دیوان دلکش بحسن و لطافت ہر طیب در آمد صدائے زبانت	کہ ہر شعر شعری و فخر زمن شد کہ تاریخ آن پاک شیرین سخن شد ۳۳۵
---	--

<b>ایضاً اور اردو</b>	
<p>چھپا دیوان احد کا شائقوں کا وہ آئینہ ہر وہ دیوان نگین ہوئی رخت بقا چھینے کی تاریخ و عا طیب کی ہو سجان سے اپنے</p>	<p>کردار مان پورا خوب دل کا کہ جسمین دیکھو محبوب دل کا جہان نے جب کہا مرغوب دل کا سے تا حشر یہ مطلوب دل کا</p>
<p><b>ایضاً از جناب حکیم مولوی محمد تاربخیش صاحب تخلص شفا کر فیض آباد و حال فلک پور سہیل شہر مرزا پور شاگرد مصنف عم فیضہ</b></p>	
<p>شہ مطبوع چون دیوان استاد شفا پر سید تاربخیش ہاتھ</p>	<p>بفضل ایزد بیچون حلاق اشارت کرد گو خورشید آفاق شہ</p>
<p><b>ایضاً از جناب مولوی محمد مظاہر صاحب آبادی تخلص بظاہر شاگرد مصنف مدظلہ</b></p>	
<p>برے سال این دیوان استاد بصد ناز و افرود ہاتھ</p>	<p>چو ظاہر زمانے ز گشت منکرے سپر حسن راتا بندہ ہرے شہ</p>
<p><b>ایضاً از جناب مولوی محمد سحاق صاحب ہاری تخلص بقدر شاگرد مصنف مدظلہ</b></p>	
<p>کس صفائی سے یہ چھپا دیوان قرے سال مسیح ہاتھ نے</p>	<p>جنے دیکھا اول اور کا شاد ہوا کس دیا چھپے مراد ہوا شہ</p>



ایضاً از جناب محمد حسن خان صاحب مجاز و فتر کچہری سپہ زندگی ہمارا جہ بنارس متخلص بحسن

<p>کہ امتیلم معنی کے ہیں وہ ایسر ہوے شادمان سب صغیر و کبیر اوسے شمس کہتے ہیں روشن ضمیر حسن نے کیا جبکہ غور کثیر احد کا بھی دیوان ہر بے نظیر ۱۳۳۵ھ</p>	<p>مکرم معظم جناب احد مرتب یہ دیوان جب کر چکے ضیاء معانی پر نور سے پے سال ترتیب و تاریخ طبع نذا آئی ناگاہ یہ غیب سے</p>
---	---

دیگر در فارسی

<p>نہے دیوان تو مرتب کرد ہست این نسخہ در وادین فرد لمہم غیب گفت نغمہ درد ۱۳۳۵ھ</p>	<p>مولوی احد بقرہ سلیم نزد اہل حسد و درین چہ سخن چون سن جت نام تاریخے</p>
--	---

شکر و سپاس بقیاس خداوندگون و مکان کہ درین راں مستقر ابن دیوان بلاغت عنوان تصنیف علامہ رفیع الدین  
فناہہ طلیق اللسان سکھ زن و ارا ضرب جہت معانی معرکہ آرامی عرصہ مکتہ سنجی و سخندانے جامع فضائل سجد جناب  
مولوی حکیم محمد عبدالاحد صاحب مدرس اول عربی مدرسہ مرزا پور دام باسریو السرد و مطبع نامی نظامی واقع کانپور  
۱۳۳۵ھ ہجری بمبئی تصنیف مصنف نوصون بحکم النقل کالاصل بہاس الطبع در بر کشید و در چشم مشتاقان جلوہ گہور بخشید فقط

محمد حسن خان صاحب  
محمد عبدالرحمن بن محمد حسن خان صاحب  
۱۳۳۵ھ

وجہ مہر و دستخط  
برای سند تہنیتی کہ کتابت و مطبع نظامی واقع کانپور مطبوع  
گردیدہ مہر و دستخط ہمہ بر خاتمہ آن افزودہ شد

صحت نامہ نظر ثانی و تصحیح مصنفین مظاہر العالی

صفحہ	سطر	خط	تصحیح	خط	صفحہ
یوسف پر	۸	پرورد غم	۱۶۹	پرورد غم	۱۳
بھگتے	۱۰	قد مونپہ	۱۷۶	پاؤنپہ	۱۸
گذ	۳	چلے	۱۸۶	چلنے	۲۹
سے	۵	لالہ	۲۱۱	لاکہ	۶۲
عقود	۹	تذکرہ	۲۳۲	اجرا	۶۲
جال	۷	غنچے	ایضاً	غنچہ	۶۶
بازان	۱۳	گل	ایضاً	گل	۷۲
خود فروشی	۸	دکھا دینگے	ایضاً	دکھا دینگے	۸۰
اطراد	۱۷	بیزبان	ایضاً	بیزبان	۸۷
عالم طلسم	۱۱	وہی	۲۳۲	اوستے	۹۲
یہیوان	۲	نتیہین	۲۳۲	نتیہی	۱۰۸
	۵	الفت		غربت	۱۳۵
	۱	جسکا		جسکا	۱۴۲

صحت نامہ بنظر ثانی و تصحیح مصنف و نطلہ العالی

صفحہ	سطر	نقطہ	صحیح	نقطہ	صحیح	صفحہ
۱۳	۸	۱۶۹	پرورد غم	۱	یوسف ہو	۱۳
۱۸	۱۰	۱۷۶	قد مونپہ	۹	جھکتے	۱۸
۲۹	۳	۱۸۶	چلے	۱	گذر	۲۹
۶۴	۵	۲۱۱	لاکہ	۱۱	بھی سے	۶۴
۶۴	۹	۲۳۲	تذکرہ	۱	العقود	۶۴
۶۶	۷	ایضاً	غنچے	۲	جال	۶۶
۷۲	۱۳	ایضاً	گل	۴	بازان	۷۲
۸۰	۸	ایضاً	دکھا دینگے	۷	سرفروشی	۸۰
۸۷	۱۰	ایضاً	بیزبان	۱۹	اطرار	۸۷
۹۴	۱۱	۲۳۴	اد سے	۹	عالم درسم	۹۴
۱۰۰	۴	۲۳۴	بنتی ہیں	۳	وہ دیوان	۱۰۰
۱۳۵	۵		الفت			۱۳۵
۱۴۴	۱		جسکا			۱۴۴